بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمـــَنِ الرَّحِيمِ

Life of Mohammad

BY

Rev. Malawi Dr. Imad ud-Din Lahiz D.D

یہ کتاب مولوی پادری مولوی عماد الدین لاہز ڈی۔ ڈی نے
عام فائدے کے لئے کتاب روضتہ الاحباب ومدارج النبوت
وسیرت النبویہ وغیرہ سے تالیف کی

۱۹۰۴ء

فہرست مضامین تواریخِ محمدی

مضمون	صفحہ
دیباچہ۔ جس میں سبب تالیف وماخذ تالیف وطور تالیف کا ذکر ہے	۷
کتب احادیث واقسام احادیث ومحدثوں کا ذکر	۱۱
معجزات کا ذکر جو احادیث میں ہے چھ دلیلوں سے نامقبول اور اعتبار کے لائق نہیں ہے	۱۷
نور محمدی کا بیان وباعث ایجاد عالم	۲۱
محمد صاحب کی اصلاب آبائی کا ذکر	۲۲
محمد صاحب کے نسب نامہ کا بیان	۲۳
خانہ کعبہ کا ذکر اور اس کی نوبار تعمیر	۲۵
ہاجرہ واسماعیل وآب زم زم کا ذکر	۲۸
عبد اللہ حضرت کے والد کا ذکر۔ قربانی وجادو گرنی کی صلاح۔ عداوت یہود۔ عورتوں کا عشق۔ آمنہ والدہ محمد صاحب کا نکاح	۳۰
محمد صاحب کا رحم میں آنا۔ شیطان کا غم۔ جانوروں کا بولنا	۳۲
محمد صاحب کے یوم تولد ومکان کا ذکر	۳۳
محمد صاحب کی پیدائش کے وقت عجائب وغرائب کے بیان میں محمد صاحب کے دودھ پینے کا بیان	۳۴
دائی ثوبیہ وحلیمہ کا ذکر	۳۶
شق صدر اور اس پر دو اعتراض	۳۷

مضمون	صفحہ
٦ سنہ مولودی کا احوال جس میں سفر مدینہ وموت آمنہ کا بیان ہے	٣٩
٧ سن مولودی کا بیان جس میں کفالت عبد المطلب ومشابہت بقدم ابراہیم ہے	٣٩
٨ سن مولودی سے ١٣ سن تک جس میں وفات عبد المطلب و نوشیرواں وحاتم طائی و کفالت ابوطالب وسفر شام وبحیرہ راہب ومہر نبوت ہے	٤٠
١٧ سن مولودی کا ذکر جس میں سفر یمن ہے	٤٢
٢٠ سن مولودی سے ٢٥ سن جس میں ظہور ملائکہ ومعالجہ ازجنون وسفر شام - نسطور راہب اور فقراء رومی و نکاح خدیجہ سے	٤٢
٣٥ سن مولودی سے ٤٠ سن جس میں تعمیر کعبہ - حضرت کا برہنگی کی بے ادبی سے گرنا ہے	٤٥
سن ٤١ مولودی جس میں غار حرا، پتھروں کا سلام نزول جبریل، ذکرورقہ اور نزول وحی ہے اور لوگوں کو اپنی طرف بلانے کا شروع	٤٦
جس میں دعوت اسلام سے پہلے مسلمان اور شیاطین کا آسمان پر جانا بند ہوتا ہے قریش سے دکھ پانا	٤٨
عقبہ وابولہب وعتبہ کا ذکر	٥٠
دعویٰ نبوت کے ٦ سن کا احوال	٥٤
اسلام حمزہ اور اسلام عمر خلیفہ	
دعویٰ نبوت کے ٧ سن سے ١٠ سن جس میں ابو طالب کے ساتھ قریش کی تجویز۔ شعیب میں محاصرہ اقرار نامہ غلبہ فارس برروم۔ موت ابو طالب ۔ دعائے مغفرت برمردگان کفار۔ موت خدیجہ ،مدد ابولہب ، عبد المطلب کا دوزخ میں ہونا ۔ حضرت کا مکہ سے باہر جانا۔ جنات کا اسلام ۔ سودا وعائشہ کا نکاح	٥٥
دعویٰ نبوت کے ١٢ سن کا احوال انصار سے نصف رات کو سازش ، شیطان کی آواز ، ابوبکر کا مکہ سے نکلنا ۔ ہجرت مدینہ ، غار ثور میں چھپنا ۔ دخول مدینہ	٦٥
١ سن ہجری کا احوال مسجد قبا۔ عبد اللہ بن سلام کا مسلمان ہونا۔ بندش برداری ، زفاف باعائشہ ، اذان کا مقرر ، عاشورہ کا روزہ مقرر کرنا مذکور ہے	٦٩
٢ سن ہجری کا احوال تبدیل قبلہ، نکاح فاطمہ باعلی، لڑائیوں کا ذکر، غزوہ ابوا - سریہ عبیدہ، سریہ حمزہ ، سریہ سعد ، غزوہ بواط ، غزوہ ذی العشیرہ ،غزوہ کرزین، سریہ عبداللہ، فریب کی بات ، غزوہ بدر ، حضرت بھی ثواب کے محتاج، بڈھی سے فریب، موت ابوجہل ، سماع ، موتی ، اسلام عباس، سریہ عمر عدی، قتل عصما عورت یہودی کا- غزوہ قنیقاع، غزوہ قرقرۃ الکدر	٧٣
٣ سن ہجری کا احوال غزوہ غطفان ، سریہ قرود، خون کعب، خون ابورافع ، ایک یہودی کا خون، جنگ احد، حضرت کا دانت ٹوٹ گیا، موت امیر حمزہ، سریہ رجیع، خون	٨٧

سفیان	
۴ سن ہجری کا احوال قصہ بیر معونہ، اخراج یہودی بنی نضیر، موت عبداللہ، ابن عثمان و زینب وغیرہ، تولد امام حسین، غزوہ بدر صغری، یہود پر سنگسار کا حکم، توریت محفوظ ہے، ہاتھ کاٹنا، شراب حرام ہے	۹۷
۵ سن ہجری کا احوال غزوہ نبی المصطلق، عشق جویریہ عورت کا، مسلمانوں کی شہوت۔ آپس کا جھگڑا، عائشہ پر بہتان زنا، غزوہ اخراب، غزوہ بنی قریظہ، حضرت کا گالیاں دینا۔ ریحانہ عورت سے ہم بستر ہونا، چاند گھن کی نماز، غزوہ دومتہ الجندل، پانی کی سبیل لگانا	۱۰۰
۶ سن ہجری کا احوال فرضیت حج، غزوہ ذات الرقاع، غزوہ بنی الحیان، حضرت کا تقیہ یا توریہ کرنا، سریہ محمد ابن سلمہ، غزوہ ذی فزوہ، سریہ عکاشہ، سریہ محمد، سریہ عبدالرحمٰن سریہ علی، سریہ زید، قصہ عرنیہ، اونٹ کا پیشاب پلانا، قصہ حدیبیہ، اقرار نامے سے لفظ رسول کا کاٹنا، عمر کا نبوت محمدی پر شک کرنا۔ مسلمان عورتوں کا طلاق دیکر قریش میں چھوڑنا، بغاوت کی صلاح دینا۔ ارسال خطوط بملوک، انگوٹھی ومہر (۱) خطوط بنام نجاشی (۲) بنا ہرقل وسوالات ہرقل وجوابات ابو سفیان۔ (۳) خط بنام کسرے، (۴) خط بنام مقوقش، (۵) خط بنام حارث، (٦) خط بنام ہوذہ، ظہار کا دستور، گھوڑدوڑ بہشتی حور	۱۰۴
۷ سن ہجری کا احوال جنگ خیبر، بدشگون، قطع نخیلات، شراب نوشی عبداللہ، ورد شقیقہ، توریت	۱۱۷
۸ سن ہجری کا احوال سریہ غالب، غزوہ موت، غزوہ ذات اسلاسل، سریہ عبیدہ، فتح مکہ، اسلام ابوسفیان، بت شکنی مکہ۔ ۱۱ مرد اور ٦ عورتوں پر قتل کا قطعی حکم، قطع یدو حرمت سور وغیرہ، عزے وسواع ومنات کا، مندر توڑنا، شہر تلملم کے محمدیوں کو ظلم سے خالد بن ولید کا قتل کرنا، غزوہ حنین، نسب پر حضرت کا فخر، چھومنتر مارنا، اصحاب کی شہوت، شما بنت حلیمہ کا احوال، غزوہ طائف تقسیم اموال حنین، عہد شکنی وزود رنجی، تھوک پلانا، پیشاب پلانا، اپنا خون پلانا، پیخانہ حضرت کا زمین میں گم ہوجانا، حضرت کا پیخانہ اور پیشاب پاک کھانا ہے مسلمانوں کے لئے۔ کامل مسلمان بنانے کو روپیہ دینا۔ انصار کی ناراضی اور حضرت پر سچا طعن کرنا، سورہ کو طلاق ورجعت کا ذکر	۱۲۴
۹ سن ہجری کا احوال تقرر تحصلیداران زکوۃ، بنو تمیم سے لڑائی اور فصاحت میں بحث، سریہ قطبیہ، سریہ علقلمہ، فلس کا بُت خانہ علی کے ہاتھ سے توڑا جانا، حاتم کی بیٹی کو قید کرنا، حضرت کی ناراضی ازواج پر ایک ماہ کے لئے، غزوہ تبوک، سریہ خالد، اکیدر عیسائی خرابی مسجد ضرار۔ ۱۱ جھنڈوں کا حضرت کے پاس آنا اور انعام لے کر مسلمان ہونا	۱۳۷
۱۰ سن ہجری کے حالات اسلام عدی ابن حاتم طائی۔ ۵ جھنڈ اور آئے، نجران کے چودہ عیسائیوں سے	۱۴٦

بحث ہونا، علی کا یمن کو جانا، جائز عورت سے صحبت کرنا، حضرت کا رعایتی حصہ لگانا، حج وداع ذی الکلاح کو جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا دعوت اسلام کرنا	
۱۱ سن ہجری کا احوال حضرت کی بیماری موت، مسیلمہ کا ذکر اور اس کی عبارت فصیح کا بیان، سجاح عورت نبیہ، اسود نبی، طلیحہ نبی، ملک روم پر چڑھائی، حضرت کا انتقال وپراگندگی اہل اسلام، تکرار خلافت حضرت کی عمر و تعداد سن وسال - تعداد خلافت	۱۵۰
حضرت کی بیبیوں اور باندیوں اور بچوں کے بیان میں خدیجہ، سودہ، عائشہ، حفصہ، زینب، حزیمہ، ام مسلمہ، زینب جحش جویریہ، ام حبیبہ، میمونہ، فاطمہ بنت ضحاک، اسماء بنت صلت کوئی عورت نبی سلیم کی، ملیکہ، اسماء نعمان، لیلی - ام ہانی فاختہ - خولہ، حمزہ، حضرت کی باندیاں، حضرت کے بیٹے بیٹیاں	۱۵۶
حضرت کے شعرا کا بیان	۱۷۴
حضرت کے خادموں کا بیان موذن، وکیل، چوکیدار، خدمتگار، خدمتگار نیاں، غلام	۱۷۶
حضرت کے محرروں اور کاتبوں کے بیان میں	۱۷۷
حضرت کے اسباب خانہ داری وملک گیری کے بیان میں تلواریں، زرہ، خود، ڈھالیں، نیزے، کمانیں، جھنڈے، لاٹھیاں، تخت وتکیہ، ڈبا، پیالے، گھوڑے، خچر، گدھے، اونٹنیاں، بھیڑیں، بکریاں، کپڑے	۱۷۸
محمد صاحب کے خاص خصائص اور عادات کے بیان میں ۱۳- خصائل اور رائے مولف کتاب	۱۸۲

تواریخِ محمدّی

جو تلخیص الاحادیث کا پہلا حصہ ہے

دیباچہ

خداوند کی حمدو ثناء کے بعد بندہ کمترین عماد الدین لاہز ناظرین کی خدمت میں یوں عرض پرداز ہے۔ کہ ہدائت المسلمین میں بندہ نے وعدہ کیا تھا کہ بشرط فرصت محمد صاحب کا مفصل احوال لکھ کر پیش کرونگا۔ اس لئے میں اب اس کام کی طرف قلم اٹھاتا ہوں ۔ مگر واضح رہے کہ اس کتاب کے لکھنے سے جو تلخیص الاحادیث ہے میرے کئی ایک خالص مطلب ہیں۔

اوّل مسلمانوں کے درمیان جو تین کتابیں مباحثہ کی بہت مشہور ہیں۔ یعنی استفسارو اعجازی عیسوی اور ازالتہ الاوہام جبکہ ان سب کی تردید ہمارے عیسائی بھائیوں کی طرف سے بخوبی ہوگئی۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ کتابیں دین محمدی کو ہرگز ثابت نہیں کرسکتیں ۔ بلکہ ان کی تقریر میں غلطی ہے۔ چنانچہ نیاز نامہ اور میزان الحق و تحقیق الایمان اور ہدائت المسلمین پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوسکتی تو اب بعض مسلمانوں نے یہ بات کھنی شروع کی ہے کہ خاص امور کی بحث میں اگر مسلمان شکست کھاگئے تو کیا ہوا ساری شریعت محمدی اور تمام فضائل احمدی جو کتب اہل اسلام میں مذکور ہیں ان خاص امور کے سبب کیونکر رد ہوگئے اگرچہ یہ بیان بھی ان کا درست نہیں ہے کیونکہ خاص اصول کی تردید سے ضرور فروعات بھی رد

ہوتے ہیں تاہم میں نے ان کے لئے مناسب جانا کہ ساری شریعت محمدی اور سارے احوال محمدی پر خوب توجہ کرکے سارا حقیقت حال ایسے لوگوں کو اس کتاب میں سناؤں۔

دوم اس ملک کے مسلمان جو اکثر بازاروں میں ہم لوگوں سے بات کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتاہے کہ یہ لوگ ضرور محمد صاحب کی تواریخ اور ساری کیفیت سے واقف نہیں ہیں ۔ اگرواقف ہوتے توخدا کے کلام سے اس قدر سرکشی نہ کرتے۔ اور نہ اس طرح کے واہی تباہی اعتراض پیش کرتے بلکہ بہت سی باتوں میں خود بخود ان کو شرمندہ ہونا پڑتا۔مگروہ بھی معذور ہیں۔ کیونکہ ان کو عربی فارسی آتی نہیں بعض اردو پڑھنا جانتے ہیں ۔ سو اس زبان میں محمدی تواریخ موجود نہیں ہے اگرمولوی لوگ مولودوغیرہ کچھ لکھتے ہیں توعبارت آرائی اور درود پڑھتے پڑھتے بے ہوش ہوئے جاتے ہیں۔ تواریخی باتیں جو واجبی ہیں جاہلوں کو ہرگز نہیں سناتے۔ بلکہ خود بھی ان مولویوں میں سے اکثروں کی نظر ساری تواریخ محمدی پر نہیں ہے۔ صرف مسائل فقہ اور زباندانی میں مستغرق رہتے ہیں۔ اگر کسی خاص تواریخی بات کا دیکھنا منظور ہوتاہے توخاص فصل نکال کر اپنی خاص بات کو دیکھ لیتے ہیں۔ پھر بند کرکے صندوق میں کتاب رکھ چھوڑتے ہیں۔ ہم نے اپنی ساری عمر میں مولوی صاحبوں کا اکثر یہی حال دیکھا ہے۔ پس جبکہ پیشواؤں کی نظر میں تواریخ محمدی نہیں بستی توعوام کیونکر واقف ہوسکتے ہیں۔ اور بدوں واقفیت تواریخ جانبین کے صحیح مذہب کا دریافت ہونا نہائت دشوار ہے۔ اس لئے میں نے بھی مناسب جانا کہ محمدی سرگزشت ان کی معتبر کتابوں سے نکال کر ان کے لئے جو عربی فارسی نہیں پڑھ سکتے یاپڑھتے ہیں پر مطلب نہیں سمجھتے ۔ اردوزبان میں لکھ دوں ۔ تاکہ محمد صاحب کے احوال سے واقف ہوں اور معلوم کرلیں کہ ہم کس شخص کے پیچھے چلے جاتےہیں۔ اور ہمارا جانا درست ہے یا نہیں۔

سوم ہمارے پاس بعض مسلمان دین حق کے طالب ہوکر آتے ہیں۔ اور ہم عیسائی لوگ ایسے شخص کو جو بدوں سمجھے اور سوچے کسی بات کو قبول کرے یا چھوڑدے پسند نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے ہم لوگ ہرطالب کوپہلے خداوند کے دین کی بات سکھلانے میں کوشش کیا کرتے ہیں۔مگرہمارے پاس کوئی ایسی جامع کتاب موجود نہیں ہے کہ جس سے ہم اس مسلمان کو جوطالب حق ہے سارا دین محمدی بھی دکھلادیں۔تاکہ وہ بعد مقابلے کے سمجھ کر چھوڑے اور پسند کرے ۔ پس یہ کتاب میں اس لئے لکھتا ہوں تاکہ ہر طالب حق محمدی گھر کی کیفیت سے اور خدا کے ابدی گھر کی حالت سے بخوبی واقف ہوجائے اور ملانوں کےدھوکے بازیوں سے نجات پائے۔ کیونکہ میں نے اس عرصے میں یہ بات معلوم کی ہے کہ بعض مسلمان گرجامیں آکر عیسائی توہوئے مگر تاریکی کی قباحت سے ناواقف ہونے کے سبب روشنی کی قدر نہ جانی اگروہ لوگ محمدی مذہب سے خوب واقف ہوتے توخدا کے دین میں آکر پھر کبھی جیتے جی دین محمدی کی طرف منہ کرتے۔ اگرچہ ایسے لوگ حقیقت میں محمدی نہیں ہوا کرتے ۔ صرف فریب اور دنیاسازی اور بزدلی سے معمور ہوکر غضب الہیٰ کے نیچے جاپڑتے ہیں۔مگر یہ ساری بلاناحق شناسی کے باعث ان پر آتی ہے ۔ پس ایسے لوگوں کے مطالعہ کے لئے یہ کتاب لکھی جاتی ہے خدا ان پر برکت دے اور بہتوں کے دل اس کتاب کے وسیلے خدا کی طرف رجوع کریں۔ ہمارے آقا ومولاسیدنا عیسیٰ مسیح کے وسیلے سے آمین۔

واضح ہو کہ اس کتاب کے دوحصے ہیں۔ پہلاحصہ محمد صاحب کے احوال میں جس کو تواریخ محمدی کہتے ہیں۔ اس حصہ میں محمد صاحب کا سب احوال جو دنیامیں ان پر گذرا پیدائش سے موت تک اور ان کے سب متعلقات کا ذکر لکھا جاتاہے۔ اور یہ سب بیان مدارج النبوت اور روضتہ الاحباب سے خلاصے کے طور پر نقل ہوا ہے ۔ اور ان آسان فارسی کتابوں سے یہ احوال اسلئے لکھا گیاہے کہ بڑی کتابیں مثلاً سیر حلبی اور ہشامی وغیرہ ہرآدمی کو ہرکہیں دستیاب نہیں ہوسکتیں تاکہ اس کتاب کا ان سے مقابلہ کرے ۔مگرمدارج النبوت اور روضتہ الاحباب جوانہیں عربی کتابوں سے خود محمدی معتبر عالموں نے لکھی ہیں ہر شہر میں مل سکتی ہیں۔ اور ضرور ان کے مصنف اس زمانے کے سارے مسلمانوں سے بڑے مسلمان اور سب مولویوں سے بڑے

عالم معتبر اور جید لوگ ہیں۔ ان دو کتابوں میں سے زیادہ تر معتبر روضتہ الاحباب ہے۔ کیونکہ مدارج النبوت والے نے اپنی کتاب اسی روضتہ الاحباب سے نقل کی ہیں۔اور جگہ جگہ اس کے حوالے دیتاہے اور مولوی رحمتہ اللہ صاحب اپنی ازالتہ الاوہام میں روضتہ الاحباب کو بڑی معتبر کتاب بتلاتے ہیں۔ اس لئے اس کتاب کا لکھنا اسی روضتہ الاحباب سے مناسب معلوم ہوا۔ تاکہ ان کو ماخذ پر اعتراض نہ رہے۔اور جس جگہ کسی دوسری کتاب سے کوئی بات آئیگی ضرور اس کے ساتھ کتاب کا نشان ہوگا۔ اورجہاں کہیں اپنی رائے سے کچھ لکھاہے وہ عبارت جدا کرکے بیان ہوگی۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ ہم لوگ محمد صاحب کے مناد نہیں ہیں۔جو اور مورخوں کی طرح صرف حال سناتے چلے جائینگے یا تسامح واغماض کے ساتھ بات بناکر لکھینگے بلکہ ہم ان کے حال پر حملہ کے طور پر اعتراض بھی کرینگے ۔ کیونکہ ہم محمدی عالموں سے ان اعتراضات کا جواب بھی مانگتے ہیں۔

اس کتاب کے دوسرے حصہ میں محمد صاحب کا قال ہے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو کیا باتیں سکھلائی ہیں۔اور ان کے قرآن میں کیا کچھ لکھاہے۔ اور احادیث میں کیا تعلیم دی گئی ہے۔ اس حصہ میں ساری تعلیم محمدی کا ذکرآئیگا اور خدا کے پیغمبروں کی تعلیم بھی ان کے مقابلے میں دکھلائی جائیگی۔ اوردو نو جلدوں کے مطالعہ کرنے سے ناظرین پر محمد صاحب کا حال اور قال بخوبی ظاہر ہوگا۔ کیونکہ انسان اپنے حال اور قال ہی سے نیکوکار اور بدکار گنا جاتاہے۔ اور اگر کوئی شخص ان دونو حصوں کے مقابلے میں سیدنا عیسیٰ مسیح کے حال سے واقف ہونا چاہے توقسیس ہنری مارٹین کی کتاب جو یسوع مسیح کی معتبر تواریخ ہے اردو میں موجود ہے اس کو مطالعہ کرسکتاہے وباللہ التوفیق۔

کُتب احادیث اور محد ثوں اور اقسام حدیث کا بیان

واضح ہو کہ جیسے سیدنا مسیح کی تواریخ کلامِ الہیٰ اور رسولوں کی تحریر سے لکھی گئی ہے محمد صاحب کی تواریخ صرف قرآن سے مسلمان لوگ نہیں لکھ سکتے ۔ کیونکہ قرآن میں ان کی تواریخ موجود نہیں ہے بلکہ حدیثوں سے لکھتے ہیں اسلئے پہلے کچھ بیان مختصر حدیثوں کا مناسب ہے۔ سومخفی نہ رہے کہ ان کے پاس چھ کتابیں حدیث کی زیادہ تر مشہور اور معتبر ہیں جن کو صحاح ستہ کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ یا موطا، مسلمانوں کے خیال میں بخاری اور مسلم کے سوا باقی چار پانچ کتابیں مذکورہ بالاجوہیں ان میں ہر قسم کی حدیثیں جن کا ذکرآنے والاہے مذکور ہیں۔ کیونکہ ان مصنفوں نے خود اقرار کیاہے کہ ہماری کتابوں میں ہر قسم کی احادیث ہیں۔

لغت میں حدیث کے معنی ہیں بات لیکن اہلِ اسلام کی اصطلاح اور محاورہ میں محمد صاحب کے قول اور فعل اور سیرت اور چال اور تقریر کو جو محمدیوں نے اپنے آباواجداد سے سنا ہے حدیث کہتے ہیں۔اور بعضے لوگ صحابہ اور تابعین کے قول اور فعل اور تقریر کو بھی حدیث میں شامل کرتے ہیں۔ چونکہ یہ حدیثیں کسی ایسے شخص نے کتاب میں قلمبند نہیں کیں جس نے خود سنا یا دیکھا ہو۔ بلکہ کئی پشتوں کے بعد سنی سنائی باتیں ہیں۔ اور جس آدمی سے ان کے مصنفوں نے ان کو سنا ہے اس نے اپنے سے آگے راویوں کے نام بھی ہر حدیث کے ساتھ دس پانچ سنائے ہیں۔ اہل اسلام اس راویوں کے سلسلہ کو سند کہتے ہیں۔ اور خاص الفاظ حدیث کو متن بولتے ہیں (میں یہ کہتا ہوں کہ متن کی سند کے واسطے راویوں کا سلسلہ محمدیوں نے دلیل کافی سمجھا ہے مگر یہ سلسلہ بھی بذات خود ایک قسم کا متن ہے اس کی سند کہاں ہے یہ بے سند مانا جاتا ہے صرف راوی اخیر کے اعتبار پر۔ پس جب یہ بات ہے تو متن حدیث ہی اس راوی

اخیر کا بے سلسلہ کیوں نہیں قبول کرتے ناحق تضنیع اوقات ہے۔ انجام وہی بے سند بات ہاتھ میں آتی ہے۔)

اب ان حدیثوں کی قسمیں انہیں محدثوں کی زبانی سنو۔

مرفوع وہ حدیث ہے جو اپنی سند میں محمد صاحب تک پہنچ جائے۔

موقوف جو صرف اصحاب تک پہنچے۔

مقطوع جو صرف تابعین تک پہنچے ان دو کو آثار بھی کہتے ہیں۔

متصل جس کا کوئی راوی سند میں سے رہ نہ جائے۔

منقطع جس کا ایک راوی رہ جائے۔

معضل جس کے ایک سے زیادہ راوی رہ جائیں

معلق جس کے سرے سے ایک یا کئی ایک راوی رہ جائیں۔

مرسل جس کی سند کے اخیر میں سے کوئی صحابی راوی رہ جائے۔

صحیح جس کی پوری سند محمدی معتبر راویوں کے ساتھ محمد صاحب تک پہنچائی جائے۔

صحیح یغرہ جس کے معتبر راویوں کے سلسلے میں کچھ نقصان رہ جائے۔ مگر کثرت طرق سے وہ نقصان پورا ہو۔

حسن جس کی سند کا نقصان کثرت طرق سے پورا نہ ہو۔

ضعیف جو صحیح اور حسن کے ہر دو رتبہ سے گری ہوئی ہو۔

غریب جس کا صرف ایک ہی راوی ہو۔ خواہ کسی طبقہ کا۔ کیونکہ محدثوں نے متن طبقے مقرر کئے ہیں۔ پہلا طبقہ اصحاب کا۔ دوسرا تابعین کا۔ تیسرا تبع تابعین کا۔

عزیز وہ حدیث ہے جس کے راوی دو یا زیادہ ہوں۔

متواتر جس کی کثرت روایت ایسے درجے کو پہنچے کہ عقلاً ان کا جھوٹ بولنا محال ہو۔

(یہ بڑے درجے کی معتبر حدیث ہے مگر ایسی حدیثیں بہت کم ہیں۔ اور معجزات کے بیان میں ایسی حدیث ایک بھی نہیں ہے جو متواتر ہو۔)

شاذ وہ حدیث ہے جو ثقہ مسلمانوں کی حدیث کے مخالف ہو۔

منکر وہ ہے کہ کوئی ضعیف راوی ایسی حدیث بیان کرے کہ کسی اور ضعیف حدیث کے مخالف ہو۔ یہ سب اقسام حدیث کے شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے بتلائے ہوئے ہیں۔ اب ان محدثوں کا احوال سنو جنہوں نے ان قسم کی حدیثوں سے کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور یہ محدثوں کی فہرست ہم کتاب مظاہر الحق سے لکھتے ہیں۔

پہلا محدث امام مالک ہے ۹۳ ہجری میں پیدا ہوا۔ جوان ہو کر اس نے لوگوں سے محمد صاحب کی باتیں سن سن کر کتاب موطا لکھی۔ کہتے ہیں کہ یہ شخص دو یا تین برس والدہ کے حمل میں رہا تھا اس کی کتاب میں ہر قسم کی حدیثیں موجود ہیں۔

دوسرا محدث امام شافعی ہے ۱۵۰ ہجری میں پیدا ہوا اور ۲۰۴ ہجری میں مر گیا اس کا باپ کافر تھا۔ مگر جنگ بدر میں مسلمان اسے قید کر کے مدینے میں لائے تھے۔ اس لئے وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ اس کا نسب نامہ محمد صاحب کے رشتہ میں ملتا ہے۔ یہ امام شافعی امام مالک کا شاگرد تھا۔ شاعر اور محدث گذرا ہے اور محمدی مذہب کا ای مجتہد ہوا ہے۔

تیسرا محدث ابو محمد دارمی ہے۔ شہر سمرقند کا باشندہ ۱۸۱ ہجری میں پیدا ہوا اور ۲۵۵ ہجری میں مر گیا۔ یہ بھی ایک بڑا مصنف گذرا ہے۔

پانچواں محدث امام بخاری ہے ۱۹۴ ہجری میں پیدا ہوا باسٹھ برس کا ہو کر ۲۵۶ء ہجری میں مرا۔ اس کا پردادا ایمان حنفی حاکم بخارا کے ہاتھ سے مسلمان ہوا تھا۔ یہ امام بخاری لڑکپن میں مسلمانوں کے مکتبوں کے درمیان لوگوں سے محمد صاحب کی زبانی باتیں سن کر یاد کیا کرتا تھا۔ اسی طرح اس نے بہت سی حدیثیں یاد کر لیں۔ اور اس کام میں ان کا امام ہو گیا۔

کتاب بخاری اس نے بنائی اور اپنی یاد کی ہوئی باتیں اس میں لکھیں۔ اور بھی چند کتابیں اس کی ہیں۔

چھٹا محدث مسلم بن حجاج ہے ۲۰۴ یا ۲۰۶ ہجری میں پیدا ہوا اور ۲۶۱ ہجری میں مر گیا۔ اس کے مرنے کا باعث یہ ہوا کہ یہ آدمی کھجوروں کا بھرا ہوا ٹوکرا کھا گیا تھا۔ اس سے مر گیا۔ کتاب صحیح مسلم وغیرہ اس نے تصنیف کی ہے۔

ساتواں محد امام ترمذی ہے جو ۲۰۹ ہجری میں پیدا ہوا اور ۲۷۹ ہجری میں مر گیا شہر ترمذ کا باشندہ اور کتاب ترمذی کا مصنف ہے مسلمانوں کے نزدیک حدیثوں کا صرا مشہور ہے۔

آٹھواں محدث امام نسائی ہے۔ شہر نسا کا رہنے والا تھا۔ جو علاقہ خراسان میں ہے ۲۱۴ ہجری میں پیدا ہوا۔ چار منکوحہ عورتیں اور بہت سی لونڈیاں صحبت میں رکھتا تھا۔ اس نے ایک کتاب حدیث کی علی ابن ابی طالب کی تعریف میں تصنیف کی تھی۔ جب اس کو دمشق کی جامع مسجد میں سنانے بیٹھا۔ اور معاویہ پدر یزید قاتل حسین کی نسبت اس نے کچھ فضیلت نہ سنائی بلکہ اس کی حقارت کی تو وہاں کے مسلمانوں نے اسی مسجد میں اس کو اتنا مارا کہ ادھموا کردیا۔ اس نے اسی شکستہ حالت میں مکہ کا سفر کیا۔ راہ میں درمیان ۳۰۳ ہجری کے مر گیا۔ کتاب نسائی اس کی تصنیف اب تک موجود ہے۔

دسواں محدث امام ابن ماجہ ہے یہ شہر قرذین کا باشندہ اور امام مالک کے یاروں کا شاگرد تھا۔ کتاب ابن ماجہ اس نے تصنیف کی ہے۔ ۲۰۹ ہجری میں پیدا ہوا اور ۲۷۳ ہجری میں مر گیا۔

گیارہوں محدث ابی الحسن دار قطنی ہے شہر بغداد محلہ دار قطن کا رہنے والا ایک بڑا محدث گذرا ہے ۳۰۶ ہجری میں تولد ہوا۔ اور ۳۸۵ ہجری میں مر گیا۔

بارہواں محدث امام بیہقی ہے ۳۸۴ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور ۴۵۶ ہجری میں شہر نیشا پور کے درمیان مر گیا۔ بہت سی کتابیں اس کی تصنیف ہیں۔

تیراھواں محدث امام ابی الحسین رزین ہے اس کی پیدائش کا سن معلوم نہیں مگر درمیان ۵۲۰ ہجری کے مرا تھا۔ حدیثوں کا امام گذرا ہے۔

چودھویں محدث امام نووی ہے شہر نوء کا رہنے والا درمیان ۶۳۱ ہجری کے پیدا ہوا۔ اور ۶۷۷ ہجری میں مرا۔ اس نے بہت سی حدیثیں سنائی ہیں۔

پندرھواں محدث ابن جوزی تھا نہائت فصیح اور صاحب تصنیف گذرا ہے۔ ۵۱۷ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور ۵۹۷ ہجری میں مرا۔ اس نے فرقہ صوفیہ کو رد کیا اور بہت کتابیں تصنیف کیں (سعد شیرازی اس کا شاگرد تھا۔ جو بڑا صوفی گذرا ہے) ایک روز ابن جوزی وعظ کرتا تھا۔ سنی اور شعیہ جمع ہو کر سنتے تھے۔ کسی نے سوال کیا کہ صحابیوں میں کون افضل تھا۔ اس نے دونوں فرقوں کے راضی کرنے کو صاف جواب نہ دیا۔ گول گول بات کہدی اور جلدی گھر کی طرف چل نکلا تاکہ کوئی مفصل جواب نہ پوچھے۔

یہاں تک حدیثوں کے مصنفوں کا مختصر حال بیان ہوا جن کی کتابوں سے ولی الدین تبریزی نے کتاب مشکوۃ تیار کی ہے۔ حقیقت میں محدثین مذکورہ بالا حدیثوں کی بنیاد ہیں۔ ان کے وفات کے سن وسال دیکھنے سے ظاہر ہے کہ سارے محدث محمد صاحب سے بہت دنوں پیچھے کے لوگ ہیں۔ دیکھنے والا ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے سب ہی سننے والے ہیں۔ اور سنا بھی ان سے جو کئی پشتوں کے بعد لوگ تھے۔ اور محمد صاحب کی تعریف کو نہائت پسند کرتے تھے۔ اور جیسے متن حدیث انہوں نے سنایا ہے ویسے ہی سلسلہ بھی انہوں نے سنایا۔ ہاں اگر سلسلہ کے راویوں کی جُدی تصنیفات کہیں دنیا میں موجود ہوتیں تو گونہ اعتبار اس سلسلہ کا بھی ہوتا۔ اب تو ایسی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ سو برس گذرے کے ہمارے گرُو نے یوں کہا تھا۔ جب اس سے پوچھا جائے کہ تمہارے گرُو کی کتاب میں یہ بات نہیں ہے۔ تم نے جو سو برس بعد پیدا ہوئے اس کا یقین کیونکر کیا۔ تو وہ کہے کہ میرا باپ مجھے سے کہہ مرا ہے اس کا باپ اس سے اور اس کا باب اس سے کہہ مرا تھا۔ اب خیال کرو کہ اس آدمی کی بات بدوں اس

کے باپ دادوں کی تحریر دیکھنے کیونکر یقین کرسکتے ہیں ۔ جیسے اس کی وہ بات سند کی محتاج ہے۔ویسے ہی اس کی سند بھی صحیح سند کی محتاج ہے۔

اس کے سوا یہ سب محدث الہامی شخص بھی نہ تھے۔ اگر نبی ہوتے تو الہام ہی کے بھروسے پر ان کی بات مقبول ہوتی۔

عیسائی مذہب کی بنیاد صرف ایک کتاب ہے یعنی بائبل جس میں ٦٦ کتابیں درج ہیں ۔ وہ سب کتابیں صاحب الہام اور پیغمبروں نے اپنے ہاتھ سے قلم اٹھا کے لکھی ہیں۔ اور اپنے جیتے جی ان کو رواج دیا ہے۔ سب لوگوں میں وہی کتابیں دست بدست آج تک چلی آتی ہیں۔ اور اس دست بدست چلے آنے کا ثبوت دشمنوں اور دوستوں کی تواریخ سے ظاہر ہے ۔ پس دیکھنا چاہیے ۔ کہ اس کارخانے اور اس کارخانے کی بنیاد میں کس قدر فرق ہے۔

ان حدیثوں کے دیکھنے سے ہم یہ بات معلوم کرتے ہیں کہ ان مصنفوں نے تین قسم کی باتیں بیان کی ہیں۔ اول تواریخ اور انبیا کے قصص ۔ اور محمد صاحب کے فضائل۔ اور ان کے حالات اور ان کے اقربا کے بیانات ۔ ان بیانا میں بعض بیان درست بھی معلوم ہوتے ہیں اور بعض بیان کا یقین ثبوت رسالت محمدیہ پر موقوف ہے جب تک ان کی رسالت ثابت نہ ہو ان کے آسمانی اور غیبی بیانات جو سلف کی نسبت ہیں مقبول نہیں ہوسکتے۔

دوم۔ ان محدثوں نے محمد صاحب کی تعلیم پر جو قرآن میں ہے حدیثوں سے حاشیہ بندی اور تفسیر کی ہے اور جو جو مضامین محمد صاحب سے قرآن میں فروگذاشت ہوئے تھے یا واضح کرکے بیان نہ ہوسکے تھے حدیثوں کی چیپیاں لگا کر درست فرمائے ہیں اور اپنے گمان میں مضامین قرآن کو واضح کیا ہے۔

سوم۔ یہ کہ محمدی رسالت کا ثبوت جس کا ذمہ وار حقیقت میں قرآن کو ہونا لازم تھا۔ اور وہ اپنے اندر نہیں رکھتا اس کے ذمہ وار یہ محدث لوگ بن بیٹھے ہیں اور اس کی نبوت کے ثبوت کے دلائل اپنی سنی سنائی حدیثوں میں ایک مدت مدید کے بعد انہوں نے قلمبند کئے ہیں۔ مگر وہ سب بیانات ان دلیلوں سے جو فصل آئندہ میں ذکر کرتا ہوں ہر گز قبول کے لائق نہیں ہیں۔

اس بیان میں کہ احادیث کا ایک خاص مضمون جو معجزات کی نسبت ہے قابل اعتبار کے نہیں ہے

واضح ہو کہ احادیث کا ایک خاص بیان یعنی معجزات محمدیہ کی نسبت جو کچھ ان میں مذکور ہے ہم اس کو غلط بیان جانتے ہیں اور حقیقت میں وہ بیان باطل ہے چنانچہ دلائل آئندہ سے اس کا ثبوت اچھی طرح ہو جائیگا اور یہ ہی سبب ہے کہ ہم نے محمد صاحب کے معجزات کا مفصل ذکر اس کتاب میں نہیں لکھا مگر واجب سمجھا کہ اس بات کو کہ معجزات کا بیان ترک کرنے کی وجہ سنائی جائے سو معلوم ہو کہ محمدی معجزات کی نفی پر ہمارے پاس جو دلائل موجود ہیں ان میں سے پہلی دلیل یہ ہے کہ قرآن میں محمد صاحب کا کوئی معجزہ مذکور نہیں ہے اگر ان کے ہاتھ سے بقدرت الہیٰ معجزات ظاہر ہوتے تو قرآن میں ان کا ذکر کچھ تو ملتا جبکہ محمد صاحب کی ازواج کا ذکر ان کے بعض حالات اور بعض عادات کا ذکر قرآن میں موجود ہے تو معجزے کے موجود نہ ہونے کی کیا وجہ ہے بعض اہل اسلام کہتے ہیں کہ کیا قرآن تواریخ ہے جو اس میں معجزات کا ذکر آتا اس میں الہیٰ احکام لکھے ہیں " جواب ہمارا یہ ہے کہ بیشک قرآن تواریخ بھی ہے اس میں اگلے پیغمبروں کے ذکر اور محمد صاحب کے عہد کے بیانات تواریخ کے طور پر مذکور ہیں آدم اور ابراہیم و نوح موسیٰ وعیسیٰ وغیرہ کے کچھ کچھ احوال تو اس میں لکھے ہیں اس کے کیا معنی کہ یہ قرآن علم تواریخ کا دعویدار ہو کے محمدی معجزات کا ذکر اپنے اندر نہیں رکھتا۔ اگر معجزات محمدی حقیقت میں واقع ہوئے ہوتے تو قرآن میں ضرور ان کا ذکر موجود ہوتا تاکہ اول صدی کے دیکھنے والوں کی گواہی سے معجزات کا ثبوت ہوجاتا جیسے انجیل میں مسیحی معجزات کا ثبوت اول صدی کے دیکھنے والوں متفق اور مختلف کی گواہی سے کامل ہو گیا ہے۔

بعض محمدیوں نے قرآن کی بعض عبارات سے معجزوں کا بیان نکال کر پیش کیا ہے چنانچہ ازالتہ الاوہام والے نے سب سے زیادہ لکھا ہے جس کا جواب تحقیق الایمان میں دیا گیا کہ وہ مقامات معجزات پر دلیل نہیں ہوسکتے اس کا جواب الجواب مسلمانوں پر واجب تھا جوان سے نہیں ہوسکتا ۔اس کے سوا یہ بات ہے کہ قرآن معجزات محمدیہ کی نسبت نہ صرف سکوت رکھتاہے بلکہ صاف اقرار کرتاہے کہ محمد صاحب کو خدا نے معجزے دے کر دنیامیں نہیں بھیجا تھا سورہ بنی اسرائیل کے ۶ رکوع میں ہے وَمَا مَنَعَنَا أَن نُّرْسِلَ بِالآيَاتِ إِلاَّ أَن كَذَّبَ بِهَا الأَوَّلُونَ یعنی محمد کو ہم نے اس لئے معجزات دیگر نہیں بھیجاکہ اگلے پیغمبروں کے معجزات کی تکذیب دنیامیں ہوچکی ہے آئت مذکورہ کی نسبت علمائے محمدیہ نے لکھاہے کہ بالآیات کا الف لام عہد وذہنی ہے یعنی وہ معجزات جو لوگ طلب کرتے ہیں محمد صاحب میں نہیں ہیں ان کے خاص معجزات کےسوا اور معجزات کا انکار نہیں ہے۔ ہم عیسائی کہتے ہیں کہ الف لام استغراق کا ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ سارے قرآن میں کہیں معجزے کا وجود نہیں ملتا اگر کسی مقام سے کوئی معجزہ ثابت ہوسکتا توہم کہہ سکتے تھے کہ الف لام معہود ذہنی ہے اب کس دلیل سے عہد ذہنی قبول کریں پس قرآن معجزات کا صاف انکار کرتاہے البتہ حدیثیں اقرار کرتی ہیں جو قرآن سے کم مرتبہ اور بے سند باتیں ہیں۔اور یہ تومسلمانوں کا بھی اعتقاد ہے کہ جو حدیث قرآن کے مخالف ہے وہ مردود ہے پس معجزات کی سب احادیث بیشک غلط اور رد ہوگئیں کیونکہ قرآن کے مخالف ہو کر معجزات کا اقرار کرتے ہیں۔

دوسری دلیل محمدی معجزات کے انکار پر یہ ہے کہ موسیٰ کی کتاب استثناء کے ۱۳ باب آئت ۱ سے ۵ تک اور مرقس کے ۱۶ باب آئت ۱۷ کے دیکھنے سے معلوم ہوتاہے کہ معجزات بیشک دلیل نبوت کی ہیں مگر بدوں صحیح تعلیم کے معجزات کو فریب اور دھوکا سمجھنا چاہیے یعنی معجزات کے دکھلانے والا اگر تعلیم صحیح نہ دے تو اس کے معجزات جھوٹے ہیں اور وہ نبی نہیں ہے۔ پس ہمیں ضرور ہوا کہ بدوں صحیح تعلیم کے کسی پیغمبر کے معجزے کو معجزہ نہ جانیں۔ اب ہم کہتے ہیں کہ محمد صاحب کی تعلیم جو اس کی کتاب یعنی قرآن میں ہے اور حدیث کی بھی ہرگز صحیح تعلیم نہیں ہے چنانچہ اس سب تعلیم محمدی کی تفصیل اس کتاب کے حصہ دوم میں جس کا نام تعلیم محمدی ہے بیان کی گئی ہے۔ پس جبکہ اس کی تعلیم خوب نہیں اور وہ دوسرے معبودوں کی طرف بلاتاہے ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کےخدا کی طرف وہ ہمیں ہرگز نہیں بلاتا اس صورت میں اگر اس نے کوئی معجزہ کیا بھی ہو تو وہ فریب اور بطلان ہوگا۔ پس ہم احادیث کے معجزات پر اسی واسطے توجہ نہیں کرتے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ ہندوستان وغیرہ کی تواریخ قدیم سے ظاہر ہے کہ راجوں اور بادشاہوں کی تعریف اور مدح سرائی میں شاعروں نے طمع دنیاوی سے ایسے ایسے مبالغے اور جھوٹی باتیں تصنیف کی ہیں جن کو سب عقلمند لوگ جھوٹ جانتےہیں مگر جاہل ہندووغیرہ ان باتوں کو جھوٹ نہیں بلکہ سچ مانتےہیں اورکہتےہیں کہ حقیقت میں یہ لوگ ایسےہی تھے اب میں کہتا ہوں کہ عرب کے راجہ یعنی محمد صاحب کی خدمت میں ۱۸۱ شاعرمداح موجود تھے جن کا ذکر اس حصہ کے اخیر میں آتاہے وہ ہمیشہ حضرت کی مداح سرائی کیا کرتے تھے اور ان کی تعریف کو عبادت الہیٰ جانتے تھے چنانچہ اب بھی مسلمان لوگ حضرت کی صفت و ثناء کو عبادت جانتےہیں اور ان ۱۸۱ شاعروں کا حضرت کی تعریف کرنا دنیاوی شان وشوکت کے حصول کے لئے تھا چنانچہ ان شاعروں کے قصے اسماء الرجال کی کتاب میں دیکھنے سے یہ ہی نتیجہ نکلتاہے۔

اور انہیں شاعروں کی مدح سرائی سے عرب میں حضرت کی شان وشوکت نے رونق پائی تھی اور معجزات وکرامات کے بیانات جو احادیث میں ہیں اکثر انہیں شاعروں کے اشعار میں سے پیدا ہوئے ہیں کیونکہ ہم اکثر مقام پر ان کے شعروں کی سند کتب محمدیہ میں پاتے ہیں پس جبکہ ایک شاعر بالمیک نے راجہ رامچندر کو خدا بنا کر دکھلایا اور جہان میں ایک جھوٹا

مذہب قائم کردیا تو کیا حال ہوگا اس شخص کا جس کی مدح ۱۸۱ شاعر کرتے ہیں اور رات دن نئی بات سنا کر اس کے مصاحب باعزت ہونا چاہتے ہیں دیکھو قصیدہ بانت سعاد اور حمزیہ اور بردہ کو کس قدر مبالغے ان میں موجود ہیں یہی سبب ہے کہ محمدی معجزات ہزار وہزار حدیثوں میں جمع ہوگئے بات بات میں معجزہ ہوگیا۔ اس حالت کو دیکھ کر ہم ان سب معجزات کو غلط جانتے ہیں کیونکہ معجزہ ایک امر خرق عادت ہے جو قدرت الہیٰ سے بوقت مناسب ظاہر ہوتا ہے نہ یہ کہ بات بات میں ٹھٹھہ بازی ہوجائے اس لئے محمدی معجزات نادرست ہیں۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ معجزہ جو عجیب بات اور خرق عادت ہے اس کا بیان اس وقت ایک امر تواریخی ہوتاہے اور یہ بیان بدوں اس کے کہ کوئی معتبر راوی اپنا معائنہ بیان کرے قبول نہیں ہوسکتا مگر محمدی معجزات کا ذکر بخاری ومسلم وغیرہ لوگ اپنی تحریر میں سناتے ہیں اور آپ ہی ایک سلسلہ راویوں کا بتاتے ہیں پس وہ جو دیکھنے والا ہے اگر وہ معتبر ہو اور اپنی تحریر میں خود اقرار کرے کہ میں جو مصنف اس کتاب کا ہوں میں نے یہ معجزات بچشم خود دیکھ کر لکھے ہیں اور اس کی کتاب بھی اسی عہد میں رائج ہوگئی ہو تو ضرور اسکی بات لائق اعتبار کے ہوگی سو یہ حال ان معجزات کا نہیں ہے برخلاف مسیحی معجزات کے کیونکہ سیدنا مسیح کے معجزات جو انجیل میں مذکور ہیں حواریوں نے مسیح کے ساتھ تھے۔ خود دیکھ کر آپ لکھے ہیں اور وہ ایسے معتبر لوگ ہیں کہ ان کا درجہ رسالت اور پیغمبری کا ہے اور ان کی کتابیں اسی عہد میں مروج ہوگئی تھیں یہی سبب ہے کہ مسیح کے معجزات میں کچھ شک اور شبہ نہیں رہتا مگر محمدی معجزات میں یہ صفت نہیں ہے نہ راوی معتبر ہیں اور نہ کوئی اپنا معائنہ بتلاتاہے پس معجزات کی سند کا یہ حال اور قرآن کا وہ حال جو محض انکار کرتاہے پس بتلاؤ کہ کس دلیل سے ہم معجزات محمد کا اقرار کریں اس لئے صاف صاف کہتے ہیں کہ یہ بیانات احادیث کے بالکل غلط ہیں۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ قرآن اور حدیث پر خوب غور کرنے سے حصہ دوم میں معلوم ہوتاہے کہ محمد صاحب اور اس عہد کے اہل عرب علم الہیٰ اور کلام الہیٰ اور صفات وانتظام الہیٰ سے بالکل ناواقف تھے کیونکہ ان کی سب باتیں جہل اور ناواقفی پر مبنی ہیں پس جبکہ حصہ دوم میں ان سب کا غلطی میں ہونا ثابت ہوگیاہے۔ تو اس کے کیا معنی ہیں کہ وہ لوگ بیان معجزات میں حق پر ہیں ضرور انہوں نے اس امر میں بھی دھوکا کھایا ہے۔

چھٹی دلیل یہ ہے کہ الہام اور انبیا کا سلسلہ جو موسیٰ سے حواریوں تک ہے اس کے دیکھنے سے اور خوب سمجھنے سے اور اس کی عمدیت اور قوت اور فضائل ذاتی اور صفاتی پر ملاحظہ کرنے سے ہم لو جو غیر قوم تھے رسالت اور الہام کے قائل ہوئے ہیں اور ہم نے اس سلسلے میں جھوٹے معجزوں اور جھوٹے پیغمبروں کا حال بھی پڑھا ہے پس جس سلسلے نے ہمیں الہام اور رسالت کا قائل کیا ہے اگر کوئی شخص اس کا مخالف ہوکے معجزات بھی دکھلائے کیا وہ آدمی غلطی پر اور اس کے معجزات فریب نہ ہونگے پس محمد صاحب جو اس انبیائی سلسلے کے بالکل مخالف ہیں عقائد اور عبادات اور معاملات اور قصص میں بھی اور ان کی تعلیم انبیاء کی تعلیم سے جدی بات ہے اور ہم مخالف کا نام کتب سماوی میں فریب باز دیکھتے ہیں۔ تو اب بتلاؤ کہ ہم محمد صاحب کو اور ان کے معجزات کو کیا سمجھیں اسی سبب سے ہم معجزات کی احادیث کو نامقبول جانتے ہیں اور ان کو چھوڑ کر ساری تواریخی ہیں بیان کرتے ہیں اور اس تواریخی محمدی سے بھی ایک اور نتیجہ نکلتاہے کہ جس شخص کی یہ تواریخ ہے اور وہ اپنی تواریخ سے نبی ثابت نہیں ہوتا اسکے معجزات اگر ہوں بھی تو بدرجہ اولےٰ باطل ہونگے پس اب محمد صاحب کی تواریخ لکھنا شروع کرتے ہیں۔ اسی روضتہ الاحباب سے جو مسلمانوں میں معتبر کتاب ہے اور واضح رہے کہ اس کتاب کی ترتیب بموجب ترتیب روضتہ الاحباب کے ہے اگر کوئی چاہے کہ میں کسی بیان کو اصل کتاب میں دیکھوں وہ شخص اپنے مطلب کو روضتہ الاحباب میں بآسانی نکال کے دیکھ

سکتا ہے کیونکہ یہ کتاب حسب ترتیب فصول وہاں سے منتخب ہے اس کی اور اس کی فصلیں برابر ہیں۔

نورِ محمدی کا بیان

مسلمان کہتے ہیں کہ سب کچھ خدا نے نورِ محمد سے پیدا کیا ہے مگر قرآن میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں ہے وہاں ایک حدیث میں ہے اول ماخلق اللہ نوری یعنی سب مخلوقات سے پہلے خدا نے میرے نور کو پیدا کیا تھا۔ سارے مسلمان اس حدیث کو نہیں مانتے مگر ہندوستانی مسلمان سب مانتے ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے اول ماخلق اللہ القلمہ سب سے پہلے خدا نے قلم کو پیدا کیا تاکہ لوگوں کی تقدیر لکھے۔ تیسری حدیث میں ہے اول ماخلق اللہ العقل سب سے پہلے خدا نے عقل کو پیدا کیا تاکہ سوچ سمجھ کر تقدیر کو مقرر کرے۔

ان تینوں حدیثوں سے ظاہر ہے کہ پہلی حدیث فنافے الرسول والوں کا مقولہ ہے دوسری تقدیر کے عاشقوں کی بات ہے۔ تیسری عقل پرستوں کی تدبیر ہے مگر اول مخلوق کا ذکر نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں ان مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہم نہیں جانتے کہ کہاں سے ہے۔

ہم لوگوں کو اول مخلوق کی تلاش سے کچھ حاصل نہیں ہے کیونکہ اول مخلوق اور آخر مخلوق خلقت میں دونو برابر ہیں اور محتاج بالغیر ہیں ہم تلاش کرتے ہیں اس زندگی کو جو خدا باپ سے نکلی اور وہ مخلوق اور محتاج بالغیر نہیں بلکہ ہر چیز اس سے موجود ہوئی ہے تاکہ ہم اس کے ساتھ نسبت درست کریں اور اس کو تاکیں اور ابد الآباد جیویں سو اس کا ذکر کلام الہیٰ میں (یوحنا ۱: ۱ سے ۴ و میکا ۵: ۲) وغیرہ میں صاف ملتا ہے کہ وہ سیدنا مسیح ہے جو مجسم ہو کر دنیا میں ظاہر ہوا۔

محمد صاحب کے اصلاب آبائی کا ذکر

مسلمان کہتے ہیں کہ محمد صاحب کا وہی نور جس کا ذکر اوپر ہوا آدم سے عبداللہ تک اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ میں نقل ہوتا ہوا چلا آیا ہے اور حدیث میں ہے ۔ نقلت من اصلاب طیبہ الی ازحام طاہرۃ یعنی محمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں پاک مردوں کی پشتوں سے پاک ماؤں کے پیٹوں میں پڑتا ہے چلا آیا ہوں میں کہتا ہوں کہ یہ عقیدہ ہرگز درست نہیں ہے کہ محمد صاحب کے نسب نامے کے لوگ سب کے سب پاک اور مقدس ہوں۔ دور کیوں جاتے ہو عبداللہ اور آمنہ ضرور بت پرست تھے چنانچہ اکثر عالم اس کے قائل ہیں اور وہ بعض جو کہتے ہیں کہ عبد اللہ و آمنہ و عبدالمطلب ابراہیم کے مذہب پر تھے تو لازم آئیگا کہ ان شخصوں کی مانند ابراہیم بھی کعبہ کا بت پرست ہو نعوذ باللہ ابراہیم ہرگز بت پرستے نہ تھا خود محمد صاحب نے ابولہب سے کہا کہ میرا دادا عبدالمطلب دوزخ میں ہے جس کا ذکر آنے والا ہے اسی واسطے مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ حضرت کے والدین کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اگر اہل اسلام اس بات کو ثابت کریں کہ حضرت کے نسب نامے میں سب لوگ مقدس تھے تو اس کا ثبوت پیش کریں پر سنیوں نے ناچار ہو کر یہ معنی بنائے ہیں کہ وہ لوگ حرام سے نہیں بلکہ نکاح سے پیدا ہوئے تھے یہ غیب گوئی ثبوت رسالت پر منحصر ہے۔ پس یہ عقیدہ کہ حضرت کے آباؤ اجداد اور امہات مقدس اور پاک لوگ تھے۔ آدم سے عبد اللہ تک ہرگز درست نہیں ہے اور یہ کچھ بات بھی نہیں ہے کیونکہ دنیا میں دستور ہے کہ بدوں کے گھروں میں نیک اور نیکوں کے گھروں میں بدپیدا ہوجاتے ہیں ۔ پر ایسے مشیخت دنیا میں کوئی نہیں پیش کرسکتا اب حضرت کا نسب نامہ دیکھو۔

محمد صاحب کے نسب نامے کا بیان

مسلمان کہتے ہیں کہ محمد صاحب اسماعیل کی اولاد میں سے ہیں مگر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے جس سے یہ مطلب ثابت ہوسکے صرف شہرت کے سبب وہ ابن اسماعیل کہلاتے ہیں اور تعجب نہیں کہ وہ ایسے ہی ہوں مگر سوائے شہرت کے اور کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ کوئی حضرت کا نسب نامہ صحیح طور پر ملتا ہے نہ قرآن سے اور نہ حدیث سے ۔ ہاں روضتہ الاحباب وغیرہ میں لکھا ہے کہ کچھ تھوڑا سا نسب نامہ حضرت کا دنیا میں موجود ہے نہ سب۔

واضح ہو کہ کلام الہیٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ابراہیم کو برگزیدہ کیا تھا اور اس سے وعدہ کیا تھا کہ تیری نسل سے زمین کے سب گھرانے برکت پائینگے پس جبکہ وہ موعود نسل اپنے وقت پر دنیا میں ظاہر ہو جس سے برکت پائینگے تو ضرور ہے کہ اس کے ثبوت کے دلائل میں قطع نظر اور دلیلوں کے یہ بھی کہا جائے کہ اس شخص کا نسب نامہ ابراہیم سے کیونکر میل کھاتا ہے تاکہ اس کا ابراہیم کی نسل ہونا ثابت ہو اور لوگ اسے نسل موعود سمجھیں ۔ یہ ہی سبب ہے کہ حضرت مسیح کا نسب نامہ متی اور لوقا کی انجیل میں مذکور ہوا۔ محمد صاحب اگر آپ کو وہی موعود نسل خیال کرتے ہیں تو ان کو بھی ضروری ہے کہ اپنا نسب نامہ سوائے اور باتوں کے ابراہیم سے ملا کر دکھلائیں اور یہ ذمہ بھی قرآن کا ہے جس کو وہ لوگ کلام اللہ جانتے ہیں۔ضرور تھا کہ اس میں یہ نسب نامہ الہام سے ظاہر کیا جاتا کہ اہل تواریخ اس کو اپنی تواریخوں سے مقابلہ کرکے دیکھ لیتے جیسے مسیح کے نسب نامہ کو دیکھ لیا ہے مگر محمدی نسب نامہ نہ تو قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں پھر بھی مسلمان قائل ہیں کہ حضرت اسماعیل کی اولاد سے تھے ہاں علمائے محمدیہ نے یہ بات قبول کی ہے کہ محمدی نسب نامہ کی مسلمانوں کو ضرورت ہے اور اسی لئے کوشش سے اس قدر بیان کیا ہے کہ محمد عبداللہ کا، وہ عبداللہ المطلب کا، وہ ہاشم کا، وہ عبد مناف کا، وہ قصی کا، وہ کلاب کا، وہ مرہ کا، وہ کعب کا، وہ لوی کا، وہ غالب کا، وہ مہر کا، وہ مالک کا، وہ نصر کا، وہ کنانہ کا، وہ خزعہ کا، وہ مدرکہ کا، وہ الیاس کا، وہ مصر کا، وہ نزار کا وہ معد کا وہ عدنان کا ہے۔

یہ بائیس نام ہوئے یہاں تک محمد صاحب نے اپنا نسب نامہ بیان کرکے فرمایا کہ اس سے آگے بیان کرنے والے جھوٹے ہیں کذاب النسا بون الی مافوق عدنان اور کہا ہے کہ مجھے عدنان سے آگے یاد نہیں ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ عدنان سے آگے اسماعیل تک چودہ نام باقی رہ گئے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چودہ سے زیادہ چالیس تک نام رہ گئے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ چودہ سے زیادہ چالیس تک نام رہ گئے سو بھی صرف اسماعیل تک نہ آدم تک۔

یہاں پر دو اشکال ہیں اول تعداد مردم معلوم نہیں ۔ دو تعین اشخاص بھی نہیں ہے۔ اسی طرح اسماعیل سے آدم تک ان کے پاس نامہ نہیں ہے اور محمد صاحب اس اختلاف کو رفع کرکے اسماعیل تک بھی اپنا نسب نامہ دکھلا نہیں سکتے ۔ پھر روضتہ الاحباب وغیرہ میں ہے کہ اگرچہ نسب نامہ ثبوت کو نہیں پہنچتا تو بھی علما نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ حضرت محمد صاحب ضرور اسماعیل وا براہیم اور نوح اور ادریس اور شیث کی اولاد سے ہیں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ طوفان کے بعد جو لوگ دنیا میں پیدا ہوئے وہ سب نوح کی اولاد سے ہیں کیونکہ اسی کے تین بیٹوں سے دنیا آباد ہوئی۔ پس ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو اولاد نوح سے نہ ہو اور چونکہ نوح اور ادریس یعنی حنوک اور شیث کی اولاد سے ہے پس ہر آدمی نوح وادریس وشیث کی اولاد سے ہوا اس میں حضرت محمد صاحب کی کونسی خصوصیت رہی۔

ہاں اسماعیل کی اولاد سے ہونا اگر کچھ بزرگی رکھتا ہے تو ہوسکتا ہے اب ان لوگوں کا حال جو اوپر مذکور ہوئے یوں لکھا ہے کہ عدنان ومعدو نزار ان تین شخصوں کے مذہب کا حال معلوم نہیں کہ ایماندار تھے یا کافر۔

مضر جس نے عرب میں سب سے اول اونٹوں کا راگ گایا اور الیاس بقول آل حضرت ایماندار تھے مگر اور لوگوں کا حال معلوم نہیں کہ کیا مذہب رکھتے تھے۔

عبد المطلب ہاشم کا بیٹا کعبہ کے مندر کا سردار تھا اور کعبہ کی خدمت کے سبب عرب کے لوگ اس کی بڑی عزت کرتے تھے اور اسے بہت مانتے تھے اور محمد صاحب کے عہد تک کعبہ میں سب طرح کے بُت رکھے تھے جن کی پرستش ان لوگوں نے کی ہے۔ اب کعبہ کا حال سنو۔

خانہ کعبہ کا بیان

روضتہ الاحباب وغیرہ میں لکھاہے کہ جب آدم کو خدا نے زمین پر بھیج دیا تو وہ نہائت افسردہ خاطر اور غمگین تھا اور کہتا تھا کہ اے خدا مجھے فرشتوں کی آواز اب نہیں آتی ہے جیسے آسمان پر تیرے تخت کے پاس سنا کرتا تھا۔ یہ وجہ غم کی ہے خدا نے کہا میں نے ایک گھر زمین پر بھیجا ہے فرشتے اس کا طواف یا پرکرما کیا کرتے ہیں جیسے آسمان پر عرش کی ہوتی سو تو اس گھر کی زیارت کیا کر کہ فرشتوں کی آواز سنے پس آدم جو ہندوستان میں رہتا تھا مکہ میں کعبہ کے حج کو آیا اور پچاس پچاس کوس میں ایک ایک قدم رکھتا ہوا چلا اور کعبہ میں آکر فرشتوں کی آواز سنی ۔ ایک حدیث میں ہے کہ خود آدم نے باجازت الہیٰ اس گھر کو تیار کیا اور جبریئل فرشتے نے بنیاد کھودی اور ایسی گہری بنیاد ڈالی کہ ساتویں زمین تک کھودتا چلا گیا اور فرشتے پتھر اٹھالائے اور آدم نے معمار کا کام کیا۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ آدم نے سات بار ہندوستان سے کعبہ میں جا کر حج کیا مگر طوفان کے وقت خدا نے اس عالیشان مکان کو اٹھا کر ساتویں آسمان پر رکھ دیا اور حجر الاسود پتھر کو جو آسمان سے لا کر اس گھر میں رکھا تھا جبریل نے بوقبیس کے پہاڑ میں دبا دیا تھا وہاں کعبہ میں عبدالمطلب نے نکال کر رکھا ہے جس قدر انبیاء دنیا میں ظاہر ہوئے اس گھر کی جگہ تلاش کرنے کو مکہ میں جایا کرتے تھے مگر کسی کو اس گھر کی جگہ کا پتہ نشان بھی نہ ملا تھا ابراہیم کو خدا نے وہ جگہ بتلائی تب اس نے از سر نو وہ مندر بنایا اور حجر الاسود کو پہاڑ سے نکال کر وہاں رکھا (پھر علما کہتے ہیں کہ یہ کعبہ چند مرتبہ تیار ہوا اور اول آدم نے بنایا۔ دوئم شیث نے مرمت کی ۔ سوئم ابراہیم نے بعد طوفان کے تیار کیا۔ چہارم قوم عمالیق نے بنایا(واضح ہو کہ قوم عمالیق وہ لوگ ہیں جو موسیٰ سے میدان میں لڑتے تھے اور موسیٰ نے انہیں بددعا کی تھی) حقیقت میں اس مکان کی بنیاد انہیں لوگوں نے ڈالی ہے جس کا اقرار خود علما نے اپنی زبان سے کردیا ہے اور اوپر کی ساری ترمیم کے ذکر بے دلیل ہیں اور ہر گز سچ نہیں۔ پنجم قوم عمالیق کے بعد قبیلہ جرہم کے لوگوں نے کہ وہ بھی عربی بت پرست تھے اس گھر کو بنایا ہے۔ ششم قریش نے اس کی مرمت کی تھی کیونکہ انہوں نے اپنا سب خزانہ اس گھر میں جمع کر رکھا تھا اتفاقاً کوئی چور رات کو لے گیا کیونک دیوار نیچی تھی اور چھت نہ تھی پس قریش نے اس کی دیوار بلند بنائی اور چھت بھی ڈالی۔ اس کے بعد ساتویں بار عبداللہ نے اس کی مرمت کی ۔آٹھویں بار ابن زبیر مسلمان نے عائشہ کی حدیث کے موافق محمد صاحب کے انتقال کے بعد اسے تیار کیا۔ نویں بار عبدالملک بادشاہ اسلام نے اسے ڈھا کر اسی طور پر بنایا جیسے محمدی عہد میں پہلے تھا سو وہی عمارت اب تک موجود ہے ہارون رشید نے بھی چاہا تھا کہ اسے ڈھا کر پھر بنائے مگر اس کو امام مالک نے منع کردیا یہ حال کعبہ کا ہے مسلمان کہتے ہیں کہ قدیم سے اس میں اسماعیل کی اولاد سرداری کرتی آئی ہے مگر درمیان میں قبیلہ جرہم کے لوگ کعبہ پر قابض ہوگئے تھے ایک عرصے تک ان کے قبضے میں رہا(حقیقت میں معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیل کی اولاد کے قبضہ میں نہیں رہا بلکہ ہمیشہ کو اس پر قبضہ حاصل ہوا ہے)روضتہ الاحباب میں ہے کہ قوم جرہم ظالم خود غرض اور لٹیرے لوگ تھے اس لئے بنوبکر بند عبدمناف اطراف کعبہ سے چڑھ آئے اور قبیلہ جرہم کے ہاتھ سے کعبہ کو چھڑالیا مگر قبیلہ جرہم نے نکلتے وقت آب زمزم کا چشمہ مٹی سے دبادیا تھا تا کہ عبدمناف کی قوم کو جس نے جبراً ان کے ملک پر قبضہ کیا پانی نہ ملے اور حجر اسود بھی اور دو سونے کے ہرن اور چند ہتھیار جو اسفند یار فارسی نے کسی زمانے میں

اس مندر پر چڑھائے تھے قوم جرہم نے کھیں زمین میں مدفون کردئے تھے اور کئی پشت تک ان چیزوں کا نسیان رہا یہاں تک کہ کوئی آدمی عرب میں زمزم کا نام بھی نہ جانتا تھا عبدالمطلب نے کوئی زمین کھودی اور چشمہ آب زمزم وہاں پر نکلا اور وہ ہرن سونے کے بھی اس نے کسی اور بت خانے سے کھود کر نکالے اور حجر الاسود بھی وہاں اسے ملا (اس روایت سے معلوم ہوتاہے کہ یہ پتھر قدیمی نہیں ہے) عبدالمطلب کے عہد کا ہے جو آج تک مسلمانوں کا بوسہ گاہ ہے اور وہ دوہرن سونے کے عبدالمطلب نے کعبہ میں رکھ دئے تھے اہل مکہ نے چرا کر اور شراب فروشوں کے ہاتھ فروخت کردئے اور ایک مہینے تک خوب شراب پی اور رنڈیاں نچائیں جب عبدالمطلب کو وہ چور معلوم ہوئے اس نے ان کو پکڑا اور سزا دی اور ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے جیسے محمد صاحب نے بھی قرآن میں چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم اپنے دادا کے دستور پردیا ہے۔

ہاجرہ واسماعیل وآب زمزم کا بیان

حقیقت میں بموجب روایت بالا کہ چشمہ زمزم عبدالمطلب کا کھودا ہوا چشمہ ہے مگر مسلمان کہتے ہیں کہ وہ قدیم چشمہ ہے جبریل کا کھودا ہوا پر کئی پشتوں سے بند تھا اور لوگ اس کا نام ونشان بھی بھول گئے تھے عبد المطلب نے خواب میں معلوم کرکے یہ نام بتایا ہے اوروہ روایت جس کو مسلمان مانتے ہیں یہ ہے کہ جب ہاجرہ لونڈی سے اسماعیل پیدا ہوا تو ابراہیم کی اصلی بی بی سارہ کو رشک آیا کہ لونڈی کے بیٹا ہوا اور میرے نہ ہوا (یہ بات توریت شریف کے برخلاف ہے کیونکہ سارہ ہر گز رشک نہیں آیا تھا بلکہ خوداسماعیل اٹھارہ برس کا ہو کر اسحاق کی خوشی پر رشک کرکے اور وعدہ کے فرزند میں بیجا دخل دیکر بحکم الہیٰ گھر سے نکالا گیا تھا) غرض سارہ نے بقول اہل اسلام قسم کھائی کہ ہاجرہ لونڈی جس نے اسماعیل کو جنا ہے میں اس کے بدن میں سے تین بوٹیاں گوشت کی کاٹونگی ۔ یہ سن کر ہاجرہ گھبرائی مگر ابراہیم نے سارہ سے ہاجرہ کی سفارش کی اور کہا اس کی تین بوٹیاں نہ کاٹ مگر قسم پوری کرنے کو اس کے دونوں کانوں میں دو چھید کردے اور تھوڑی سے بوٹی شرم گاہ کی کاٹ لی ۔ چنانچہ سارہ نے ایسا ہی کیا اسی واسطے مسلمان عورتوں پر بھی ختنہ کرنا ہاجرہ کی سنت ہوگیا ۔ اس کے بعد ابراہیم نے کچھ کھجوریں اور ایک مشک پانی کی دیکر ہاجرہ اور اسماعیل کو مکہ کے جنگل میں چھوڑ دیا جب پانی نہ رہا ہاجرہ بیتاب ہوکے کوہ صفا ومردہ کے درمیان دوڑتی پھری اور سات مرتبہ ادھر دوڑی اسی واسطے مسلمان لوگ حج کے ایام میں ان دونو پہاڑوں کے درمیان سات دفعہ ادھر اُدھر دوڑتے ہیں اور کفار عرب بھی محمد صاحب کی پیدائش سے پہلے اسی ہاجرہ کی یادگاری میں اسی طرح دوڑا کرتے تھے وہی رسم مسلمانوں میں آج تک بحال رہی ہے القصہ جب ہاجرہ طالبِ آب بیتاب تھی جبریل فرشتے نے زمین کو کھودا اور پانی نکالا اورہاجرہ کو بتایا اس پانی سے ہاجرہ کی بھوک اور پیاس دونو کو قرار ہوا (مگر یہ بات درست نہیں کیونکہ وہ پانی بندہ نے بھی پیا ہے اور اکثر مسلمان گنگا جلی کے طور پر مکہ سے لاتے ہیں اور اس ملک کے لوگ بھی پیتے ہیں وہ کھاری پانی ہے پیاس زیادہ لگاتا ہے قرینہ چاہتاہے کہ ہاجرہ نے جنگل کا کباڑ کھا یا ہوگا اور پانی وہاسے پیا ہوگا) پس ہاجرہ معہ اسماعیل کے وہاں چند روز رہی اتفاقاً قبیلہ جرہم کے لوگ اس طرف اپنا ڈیرہ ڈنڈا لیکر آنکلے وہاں پانی کا چشمہ دیکھ کر رہنے لگے اور اسماعیل کی پرورش انہیں لوگوں میں ہوئی اور زبان عربی انہیں سے اسماعیل نے سیکھی کیونکہ پہلے وہ عبرانی زبان بولتا تھا اور اسماعیل نے اس قوم جرہم میں سے کسی عورت کے ساتھ شادی بھی کرلی اور بچے ہونے لگے ۔ محمدی محدث کہتے ہیں کہ ابراہیم جو ملک شام میں رہتا تھا براق پر سوار ہو کر ہاجرہ واسماعیل کے پاس آیا کرتا تھا ۔ پر سارہ بی بی کا حکم تھا کہ براق سے اتر کر ان کے پاس نہ بیٹھے بلکہ کھڑا کھڑا دیکھ کے واپس چلاآئے دو گھڑی دن چڑھے ملک شام سے چلا کرتا تھا اور دوپہر سے پہلے یعنی ڈیڑھ پہر کے عرصہ میں یہ مسافت جو تخمیناً چھ سو کوس کے ہے طے کرکے چلاآتا تھا جب تک کعبہ تیار ہوا اسی طرح روز روز آتا جاتا رہا ہے (یہ سب مبالغے اور کلام الہیٰ کے برخلاف باتیں

ہیں) یہ حال اس پانی کے چشمہ کا ہے جو ان کے گمان میں دیا گیا تھا اور عبدالمطلب نے نکالا
ہے اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم جرہم جو کثرت سے تھی جن میں ایک لڑکے
اسماعیل نے پرورش پائی ضرور ہی لوگ قدیم سے کعبہ کے مالک ہوں مگر چند پشتوں سے بنی عبد
مناف کے قبضے میں آیا ہو غرض خواہ قدیم سے خواہ تھوڑے عرصے سے کعبہ ضرور عبدالمطلب
کے قبضے میں تھا جس سے عبداللہ حضرت کا باپ پیدا ہوا۔

عبداللہ حضرت کے باپ کا ذکر

عبدالمطلب نے نذر مانی تھی کہ اگر میرے دس بیٹے پیدا ہوں تو میں ایک بیٹا خدا کے
سامنے قربانی کرونگا جب اس کے دس بیٹے پیدا ہوگئے تو وہ دسوں کو لیکر کعبہ میں آیا اور بتوں کا
خادم ایک شخص جو کعبہ میں تھا اسے قرعہ ڈالنے کا حکم دیا کہ کس لڑکے کے نام پر قرعہ آتا ہے
تا کہ میں اسے قربانی کے لئے ذبح کروں اتفاقاً عبداللہ کے نام پر قرعہ آیا اور عبدالمطلب اسی کو
زیادہ پیار کرتا تھا کیونکہ وہ خوبصورت اور شجاع اور تیر انداز تھا پس عبدالمطلب قرعہ کے سبب
ناچار ہوا اور چاہا کہ ذبح کرے مگر قوم قریش نے اس کو اس حرکت سے منع کیا اور ان دونوں میں
ایک عورت عقلمند جادوگر وہاں رہتی تھی کوئی شیطان اس کا یار تھا اور اس عورت کو غیب کی
خبر آسمان سے چرا کر لادیا کرتا تھا ان سب بت پرستوں نے صلاح کی کہ اس عورت سے جو ان
میں مثل نبی کے تھی اور اس کی بات مثل قرآن کے قبول ہوتی چل کر پوچھیں کہ عبداللہ کے
عوض خدا کو کیا چیزیں تا کہ اس کی جان بچے جب اس کے پاس آئے تو وہ بولی کل تمہاری
بات کا جواب دونگی آج رات کو اپنے دوست شیطان سے پوچھونگی کہ وہ کیا صلاح دیتا ہے پس
کل کے زور اس عورت نے جواب دیا کہ شیطان یوں کہتا ہے کہ دس اونٹ ایک طرف اور
عبداللہ کو ایک طرف کھڑا کرو اور قرعہ ڈالو اگر اونٹوں پر قرعہ آئے تو وہ مارے جائیں اور جو
عبداللہ پر قرعہ آئے تو پھر دس اونٹ اس دس سابقہ میں ملا کر بیس اونٹ بناؤ اور پھر قرعہ ڈالو

اسی طرح دس دس اونٹ بڑہاتے جاؤ جب اونٹوں پر قرعہ آئے فوراً عبداللہ کو چھوڑ دو اور
اونٹوں کو ذبح کرو۔ پس عبدالمطلب اور قریش بہت خوش ہوئے اور عبدالمطلب بولا اگر
میرے سارے اونٹ عبدااللہ پر قربان ہوجائیں تو بھی راضی ہوں چنانچہ ایسا ہی کیا دس دس
اونٹ بڑھاتے گئے جب سو اونٹ ہوگئے تب اونٹوں پر قرعہ آیا اور وہ ذبح ہوئے اور عبداللہ بچا
اسی لئے محمد صاحب فرماتے ہیں انا ابن الذبیحین میں بیٹا ہوں وہ قربانیوں کا ایک عبداللہ
ایک اسماعیل ۔مگر دوسری حدیث میں حضرت نے اسحاق کو ذبیح اللہ بتلایا ہے اور قرآن سے
بھی مفسروں نے اسحاق کو ذبیح اللہ ثابت کیا ہے جیسے کلام الہیٰ سے ثابت ہے مگر اس کی بحث
حصہ دوم میں مفصل آئیگی۔ غرض اس روز سے عبداللہ کی عزت مکہ میں ایسی ہوئی جیسی اسحاق
کی عزت اس کی قربانی کے سبب خدا کے لوگوں میں تھی اور عبدالمطلب ابراہیم ثانی قرار
دیئے گوے اور بڑی عزت عرب میں پیدا ہوئی۔ یہاں ایک بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہم
جگہ جگہ حدیثوں میں دیکھتے ہیں کہ عبداللہ کے ساتھ یہودی لوگ بڑی دشمنی کرتے تھے اور اس
کے قتل کے درپے تھے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ وجہ عداوت یہ تھی کہ یہودی جانتے تھے کہ عبداللہ
کے نطفہ سے محمد صاحب پیدا ہونگے اس لئے عبد اللہ کے دشمن تھے سو واضح رہے کہ یہ علم
غیب یہودیوں میں ہر گز نہ تھا کہ عبداللہ کے دشمن تھے سواضح رہے کہ یہ علم غیب یہودیوں
میں ہر گز نہ تھا کہ عبداللہ سے ایک شخص محمد پیدا ہوگا بلکہ اگر وہ عداوت رکھتے بھی ہوں تو یہی
سبب معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ اسحاق ثانی بن کر ایک نبی کی بے عزتی کرتا تھا اور خدا کی ہیکل
سے زیادہ اپنے کعبہ کے مندر کو بتاتا تھا اور اس کی ستائش میں مبالغہ کرتا تھا الغرض عبداللہ اپنی
بہادری اور خوبصورتی اور اس قربانی اور فرزند رئیس ہونے کے سبب عرب میں ایسا عزیز
ہوگیا کہ اس پر عرب کی عورتیں عاشق تھیں اور بار بار زنا کے لئے اس کے سامنے پیش ہوئیں
آخر کو آمنہ بنت وہب مادر محمد صاحب سے اس نے شادی کی اور محمد صاحب اس کے پیٹ
میں پڑے مسلمان کہتے ہیں کہ جب تک محمد صاحب اس کے نطفہ میں تھے کئی ایک عجیب

باتیں عبداللہ پر ظاہر ہوئیں۔ اول آنکہ ۹۰ یہودی وعیسائی عالم اسے قتل کرنے آئے مگر غیب
سے کچھ لوگ ہوئے اور عبداللہ کو بچایا۔ یہ بات قیاس سے بعید ہے کہ نوے عالم دو فریق کے
عبداللہ کے قتل پر اتفاق کرکے جائیں اور ان کو انجیل و توریت سے معلوم ہو کہ عبداللہ کی
پیشانی محمد صاحب رونق افروز ہیں اور اس کی نجات دہندہ معلوم کرکے اس کی پیدائش سے
پہلے اس کے دشمن بن جائیں شاید کوئی قافلہ یہود عرب کا جاتا ہوگا اور عبداللہ کو اسی سابقہ
عداوت کے سبب اکیلا پاکر مارنا چاہتے ہوں اور کوئی دوسرا قافلہ اتفاقاً آنکلا ہو جس کے سبب
انہوں نے اسے چھوڑدیا ہو۔ بشرط صحت قصہ یہ تاویل قرین قیاس ہے۔ دوم آنکہ عبداللہ ملک
یمن کو گیا تھا وہاں اسے ایک آدمی ملا جس نے زبور کی کتاب پڑھی تھی اس نے زبور پڑھنے کے
سبب عبداللہ کو پہچانا اور کہا اپنی ناک دکھلااور اس کی ناک دیکھ کر کہا ایک سوراخ میں نبوت
دوسرے سوراخ میں بادشاہی ہے۔ اب بتاؤ کہ ناک میں نبوت اور بادشاہی کی کیا علامت ہوتی
ہے اور زبور میں اس کے نشان مذکور ہیں ہاں جوتشی لوگ جو گنواروں کو ٹھگنے کے لئے
ڈھونڈتے پھرا کرتے ہیں شاید ان میں سے کسی نے اس کی ناک دیکھ کر اسے خوشامد کی بات
کسی اور طرح کہی ہو جس کا بیان محدثوں نے اس طرح پر بنایا ہے۔

محمد صاحب کے پیٹ میں رہنے کا بیان

روضتہ الاحباب میں لکھاہے کہ جب وہ نطفہ عبداللہ سے نکل کر آمنہ کے رحم میں آیا
توسارے زمین کے بت اوندھے منہ گر پڑے (یہ بات جب تک بت پرستوں کی تواریخ سے
ثابت نہ ہو قبولیت کے لائق نہیں ہے کہ کیونکہ سارے جہان کے بت گرے تھے نہ صرف
عرب کے دوسری روایت یہ ہے کہ کوہ بوقبیس میں بڑا شیطان آکر بیٹھا اور بہت غمگین تھا
اس کی فوج کے شیاطین نے پوچھا۔ یا حضرت آپ کیوں ایسے غمگین ہیں اس نے کہا آج محمد
صاحب حمل ماوری میں آگئے ہیں اب سارے جہان میں بت پرستی نہ رہیگی اورساری نیکیاں
کی جائینگی ہماری عزت جاتی رہیگی شیاطین نے کہا کچھ فکر نہ کرو ہم سب شیاطین ان مسلمانوں
کے دلوں میں ظلم اوز بخل اور بد خواہشیں بھر دینگے اوران کو ہلاک کرینگے (میں کہتا ہوں کہ
نصف پیشگوئی نہ ہوئی آج تک بت دنیا میں قائم ہیں پر نصف پیشگوئی ہو گئی بیشک بعض
مسلمان ظالم اوز بخیل اور بری خواہشوں سے مالامال ہیں) تیسری روایت ابن عباس سے ہے کہ
تمام روئے زمین کے چوپائے اس رات بولنے لگے تھے اور مشرق کے چارپائے مغرب کے
چارپاؤں سے کہنے کو گئے تھے آج محمد صاحب آمنہ کے پیٹ میں آگئے ہیں (میں کہتا ہوں کہ محمد
صاحب اگر آدمیوں کے پیغمبر ہو کر آئے تھے۔ تو آدمیوں کو اس کی خبر دینا لازم تھا معجزے
چارپایوں نے دیکھنے ایمان لانے کو آدمیوں سے کہا جاتا ہے) ان کے سوا اور بھی ایسی ہی بہت
بے بنیاد باتیں ہیں جن کے ذکر سے کتاب بڑھتی ہے اور کچھ فائدہ بھی نہیں ہے القصہ حضرت
آٹھ مہینے کے والدہ کے رحم میں تھے کہ عبد اللہ مر گیا اور ایک باندی پانچ اونٹ ایک گلہ
بکریوں کا ایک گھر میراث چھوڑا اور حضرت پورے نو مہینے کے ہو کر پیدا ہوئے اور یہ سب
چیزیں جوان ہو کر ہوکر میراث میں لیں۔

محمد صاحب کے پیدائش کے دن اور مکان کا بیان

حضرت کی پیدائش کے سال اور دن میں اختلاف ہے مگر جمہور علما کہتے ہیں کہ ماہ ربیع
الاول میں آٹھویں یا دسویں یا بارھویں تاریخ اتوار کے دن صبح کے وقت پیدا ہوئے تھے۔ ابن
جوزی ابن عباس سے نقل کرتاہے کہ حضرت عیسیٰ سے ۶۰۰ برس بعد پیدا ہوئے تھے خاص
شہر مکہ کے اندر محلہ زفاق المولد میں ایک چھوٹی سی گلی شعیب بنی ہاشم کہلاتی ہے وہاں ایک گھر
تھا جس کو محمد بن یوسف بزاز کا گھر کہتے تھے اور وہ گھر حضرت کے باپ کے ملک میں تھا اسی
جگہ پیدا ہوئے (لیکن سیدنا مسیح کو سرائے میں بھی جگہ نہ ملی کیونکہ وہ اس جہان کی شان
وشوکت سے پاک تھا) حضرت جب تولد ہوئے انگوٹھا چوستے تھے اور اس میں سے دودھ نکلتا

تھا (یہ علامت خونخواری کی تھی) پھر حضرت نے اس وقت کعبہ کو سجدہ کیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ابھی خانہ کعبہ کے بت نکالے بھی نہیں گئے اور حضرت نے بھی سے اس کی پرستش شروع کردی لیکن سیدنا مسیح نے پیدا ہوکر کسی کو سجدہ نہیں کیا بلکہ مجوسیوں نے آکر اسی کو سجدہ کیا اس لئے کہ وہ خدائے مجسم تھا۔

محمد صاحب کی پیدائش کے وقت عجائب وغرائب کا بیان

روضتہ الاحباب میں عروہ بن زبیر کی حدیث یوں لکھی ہے کہ قریش کا ایک بتخانہ تھا اور اس میں ایک بُت تھا ہر سال اس کے سامنے ایک روز عید کی جاتی تھی قریش اونٹ ذبح کرکے ہاں پر شراب پیا کرتے تھے جس روز محمد صاحب پیدا ہوئے اس روز اس بت کی عید تھی ناگاہ وہ بت منہ کے بل گر پڑا قریش نے اس کو اٹھا کرو درست کیا ایک لحظہ کے بعد پھر گر پڑا مشکل سے درست کیا تیسری بار پھر گر پڑا تب وہ لوگ بہت غمگین ہوئے اور بُت کو مضبوط کرکے کھڑا کیا اس وقت بت نے یہ شعر سنائے۔

نردی لمولود اضا ء ت بنوره　　　جمیع فجاج الارض بالشرق الغرب
وخرت لہ الاوثان طر اور عدت　　　قلوب ملوک الارض جمعاً الرعب

ترجمہ: مردود ہوا میں ایک بچے کے سبب جو پیدا ہوا ہے جس کے نور سے تمام سڑکیں روئے زمین کی روشن ہو گئی ہیں اور سب بت گرپڑے ہیں اور تمام زمین کے بادشاہوں کے دل اس کے خوف س ڈرگئے ہیں۔ یہ بات کسی شاعرمداح نے تصنیف کی ہے کیونکہ اس عہد میں حضرت کے مدح خواں بامید انعام بہت حاضر تھے۔ اور چونکہ چرچا اس حکایت کا حضرت کی آخری عمر میں ابن زبیر کے وسیلے پیدائش سے پچاس برس کے بعد ہوا ہے جبتک کوئی اس حکایت سے واقف نہ تھا پھر سورہ حج کے ۹ رکوع میں ہے ان الذین تدعون من دون اللہ آخر تک ترجمہ یعنی خدا کے سواجن بتوں کی تم پرستش کرتے ہو ان میں ایک لکھی پیدا کرنے کی طاقت نہیں ہے اور اگر کوئی چیز ان بتوں سے لکھی چھین لے جائے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے مراد آنکہ وہ جماعت میں بیحس وحرکت فہم وغیرہ کچھ نہیں رکھتے تو ان کا بولنا اور حضرت کو سجدہ کرنا اور شعر بنانا کیونکر ہوا اگر کسی قدرت سے ہوا تو بت پرست معذور ہونگے جوان کو کچھ چیز جانتے ہیں۔ دوسری کرامت یہ ہے کہ کسرا بادشاہ فارس کا محل حضرت کی پیدائش میں کانپ گیا تھا اور چودہ کنگورے اس کے گرپڑے تھے اور فارس کا آتشکدہ بجھ گیا تھا اور وہاں کے قاضیوں نے خواب دیکھا تھا کہ سرکش اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہیں اور دجلہ سے گذر کر تمام ملک میں پھیل گئے تب کسریٰ نے کہا کہ دنیامیں کیا ہوگا داناؤں نے کہا کہ عرب میں کوئی حادثہ ہوگا پھر کسریٰ نے نعمان بن منذر کو خط لکھا کہ کسی ایسے آدمی کوہمارے پاس بھیج جو ہماری بات کا جواب دے سکے اس نے عبدالمسیح کسی دانا شخص کو روانہ کیا پر عبدالمسیح نے یہ سب باتیں کسریٰ سے سن کرکہا میں ان کا جواب دے نہیں سکتا میرا خالو جس کا نام سطیح ہے اور وہ ملک شام میں رہتا ہے ان باتوں کا بھید بتلائیگا غرض عبدالمسیح کسریٰ سے رخصت لیکر ملک شام میں سطیح کے پاس تعبیر پوچھنے کو گیا اس وقت سطیح بحالت فرع تھا اور اس کی جان نکلتی تھی عبدالمسیح نے اسی وقت بہت سے عربی میں شعر بنائے جن میں اپنے آنے اور کسریٰ کے سوال کا ذکر کیا اور پکار کر سطیح بیہوش کے سامنے پڑھے تب تو سطیح مرتا مرتا ہوشیار ہوا اور عالم غفلت سے سر اٹھا کر عربی شعر بنا کر پڑھے اور بہت سے سنائے اور ان میں یہ جواب دیا کہ محمد صاحب پیدا ہوئے ہیں ان کی پیدائش کے سبب یہ زلزلہ وغیرہ ہوا ہے اور وہ ملک کو تہ وبالا کرینگے پس یہ اشعار سنا کر سطیح مر گیا۔ اس حکایت کے سننے سے اہل اسلام بڑے خوش ہوتے ہیں مگر یہ قصہ بالکل غلط ہے اور شعرائے محمدیہ کی بناوٹ ہے کئی وجہ سے اول آنکہ فارس کی تواریخ میں اس آتش کے بجھنے کا ذکر نہیں ہے اور نہ یہ کسریٰ کا حادثہ کہیں لکھا ہے۔ دوم آنکہ یہ شخص سطیح جس پر قصے کا مدار ہے اسی روضتہ الاحباب میں یوں بیان ہوا ہے کہ اس کی عمر چھ سو برس کی تھی اور وہ قبیلہ بنی ذیب کا کاہن تھا غیب کی باتیں بتلایا کرتا تھا اس کے اعضا میں آدمیوں کی مانند مفاصل یعنی جوڑ نہ تھے اور نہ اس کے بدن میں

کوئی ہڈی تھی گوشت کا لوتھڑا تھا اس میں کھڑے ہونے اور بیٹھنے کی طاقت نہ تھی ہڈی نہ ہونے کے سبب مگر جب کبھی اسے غصہ آتا تو وہ ہوا پر اڑتا تھا اگر اسے کہیں لے جانا منظور ہوتا تو مثل کپڑے کے لپیٹ کر بغل میں مار کر لے جاتے تھے اور اس کے سر اور گردن بھی نہ تھی صرف چھاتی میں ایک منہ تھا جس سے وہ بولتا تھا۔ دیکھو یہ عجیب المخلوقات کس طرح انسان ہوسکتا ہے کبھی ایسے شخص کو کوئی آدمی انسان سمجھیگا ہر گز نہیں اور نہ اس عہد میں چھ سو برس کا کوئی آدمی ہوسکتا ہے اگر ہو بھی تو ضرور یہ چمڑے کی دھونکنی ہوگی جو کل دبانے سے چوں چوں بولا کرتی ہے جیسے بازار میں چمڑے کے لڑکے بکتے ہیں یا جیسے جاہل بت پرستوں کے کسی کسی ہندوستان کے دیہات میں ہوا سے بھری ہوئی مشک دیکھی گئی ہے مکار فقیروں کے پاس جس ک کو وہ لوگ دبا کر عورتوں کو ملار نکال کر سناتے ہیں اور آپ سر ہلا کر اس ملار کے معنی فرض کرتے ہیں تاکہ نادانوں کو غیب گوئی کرکے ٹھگیں پس یہ حضرت سطیح ایسی قسم کے ہیں یا محض قصہ ہی جھوٹ ہے پر وہ اشعار ضرور کسی محمدی شاعر نے بنائے ہیں پس جبکہ نصف قصہ ایسا بے اصل ہے تو کل جھوٹا ہوا بالفرض اگر زلزلہ محل کا صحیح بھی ہو تو تواریخ تیموری وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خونخوار بادشاہ کی پیدائش کے وقت کبھی کبھی ایسے حادثے مورخوں نے لکھے ہیں پس یہ ان کی نبوت کی دلیل نہیں ہے بلکہ بادشاہی آفات کا نشان ہے جس کو سب مانتے ہیں کہ ضرور دنیاوی بادشاہ تھے۔

محمد صاحب کے دودھ پینے کا بیان

حضرت نے پیدا ہو کر اپنی والدہ کا سات دن دودھ پیا۔ اس کے بعد ثوبیہ ابولہب کی باندی نے حضرت کو دودھ پلایا اسی واسطے محمد صاحب بڑے ہو کر اس کی عزت کیا کرتے تھے اور ہجرت کے بعد مدینہ سے اس کے لئے کپڑے بھیجا کرتے تھے۔ جب مکہ فتح کیا تو یہ مر گئی تھی حضرت نے اس کے رشتہ داروں کو انعام کے لئے تلاش کیا پر کوئی نہ ملا۔ دوسری دائی حضرت حلیمہ تھی یہی دائی حضرت کو پرورش کے لئے عبدالمطلب رئیس سے انعام پانے کی امید پر جنگل میں لے گئی تھی اس کے پاس حضرت نے پرورش پائی۔ روضتہ الاحباب میں لکھا ہے کہ جب حضرت خدیجہ سے نکاح ہوگیا تو یہ حلیمہ دائی حضرت کے پاس آئی محمد صاحب نے خدیجہ سے اس کا حال بیان کیا اس نے اپنے خاوند کی دائی جان کر چالیس بکریاں اور ایک اونٹ بطور انعام کے عنائت کیا ان دو دوائیوں کی خاص کر حلیمہ کی طرف سے محمدی مولود میں بعض روائتیں لکھی ہوئی ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان میں سے کچھ بیان ان عورتوں کا بھی ہو جو انہوں نے انعام اور بخشش لینے کو حضرت کے محامد بیان کئے ہوں اور شعراء نے اس قدرے بیان کو مبالغہ کرکے زیادہ کر سنایا ہو جو حدیثوں میں مذکور ہوگیا اس کے سوا یہ بات ہے کہ معتبر راویوں کی صفتیں جو کتب حدیث میں مرقوم ہیں یا اصول حدیث میں ان میں بڑی شرط اسلام کی ہے سو یہ شرط ان میں نہ تھی اس لئے یہ عورتیں معتبر راوی ان احادیث کی نہیں ہوسکتیں۔

شق صدر کا بیان

جب محمد صاحب حلیمہ کے پاس پرورش پا کر ہوشیار ہوئے اور زبان کھلی چلنے پھرنے لگے شاید دور برس سے کچھ زیادہ کے تھے ایک روز حلیمہ کے لڑکوں کے ساتھ بکریاں چرانے کو تشریف لے گئے مسلمان کہتے ہیں کہ ناگاہ دو مرد سفید پوشاک کہ ان کے گمان میں جبریل اور میکائیل تھے وہاں آئے ایک کے ہاتھ میں سرد پانی کو لوٹا چاندی کا تھا دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا قاب تھا انہوں نے محمد صاحب کو پکڑا اور پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر ان کا پیٹ سینہ سے پیشاب گاہ تک چیر ڈالا اور انتڑیاں باہر نکال کر دھوئیں اور پھر پیٹ میں رکھ کر سب درست کردیا پھر دوسرے دن دل کو باہر نکالا اور اس کو دھویا اور اس میں سے کچھ کالا کالا سا دھبا نکال کر پھینکدیا اور کہا ہذا خط الشیطان منک یا حبیب اللہ یعنی اے خدا کے دوست یہ

شیطان کا خط ہے تجھ میں سے جو نکالا گیا اس عبارت سے ظاہر ہے کہ محمد صاحب نے یہ بات لوگوں کو خود سنائی ہے نہ حلیمہ نے پر لکھا ہے کہ بعد اس شق صدر کے حلیمہ نے ارادہ کیا کہ محمد صاحب کو لے جا کر اس کی والدہ اور دادا کو سونپ آئے۔ چنانچہ وہ لیکر مکہ میں آئی قریب شہر کے کسی جگہ محمد صاحب کو بٹھلا کر آپ رفع حاجت کے لئے گئی اس عرصہ میں محمد صاحب گم ہوگئے جب وہ آئی اور تلاش کیا تو کہیں نہ پایا اور ظاہر ہے کہ وہ عورت انعام لینے کو لائی تھی یہ کہ وہ گم ہوگئے تو نا امید ہو کر چاروں طرف روتی پھرتی تھی اس کے بعد حلیمہ ناچار ہو کر عبدالمطلب کے پاس آئی اور سب حال سنایا کہ لڑکا اس طرح گم ہوگیا۔ عبدالمطلب نے قوم قریش کو جمع کیا اور سوار ہو کر اس کی تلاش کو نکلے جب کہیں کچھ پتہ نہ لگا ناچار ہو کر عبدالمطلب حرم کعبہ میں آیا اور دعا و طواف کیا تب اسے آواز آئی کہ تہامہ کے نالے میں کسی درخت کے نیچے محمد صاحب بیٹھے ہیں پس وہ وہاں گیا اور وہاں سے حضرت کو گھر میں لایا اور بڑی خوشی کی بہت سا سونا اور بیشمار اونٹ خیرات کئے اور طرح طرح کے انعام حلیمہ کو دئے (ایک دفعہ سیدنا مسیح بھی طفولیت میں اپنے ماں باپ سے گم ہوگئے تھے مگر خدا کی ہیکل میں علماء دین سے بحث کرتے ہوئے ملا جس قصے سے کئی ایک نصیحتیں اور ہدائتیں برآمد ہوتی ہیں وہ جنگل میں بھٹکتا ہوا عام لڑکوں کی مانند مثل محمد صاحب کے پایا نہیں گیا) پس وہ انعام دیکھ کر حلیمہ کا پھر دل للچایا کہ محمد صاحب کچھ اور مدت میرے ساتھ رہے تو اچھا ہے کیونکہ کثرت سے انعام پائے تھے الغرض پھر لے گئی اور دو تین برس اور اپنے پاس رکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ شق صدر پہلی مرتبہ نہیں بلکہ اب دوسری بار لانے میں ہوا ہے روضتہ الاحباب وغیرہ میں ہے کہ شق صدر کی بابت مختلف روایات آئی ہیں اوپر دو روائتیں مذکور ہو چکیں تیسری روایت میں ہے کہ چھ برس کی عمر میں ہوا تھا چوتھی روایت ہے کہ دس برس کی عمر میں ہوا تھا اور صحیح حدیثوں میں ہے کہ معراج کی رات میں شق صدر ہوا تھا پس علماء نے ناچار ہو کر یوں لکھا ہے کہ شق صدر کئی بار وقوع میں آیا ہے اس بیان پر میرے دو اعتراض ہیں اول آنکہ اس کے کیا معنی کہ بار بار حضرت کا دل اور سینہ فرشتے چیر چیر کر دھوتے ہیں اور بہشت سے پانی لاتے ہیں پھر بھی اس میں کثافت باقی رہتی ہے جو بار بار دھونے کی حاجت پڑتی ہے۔ دوئم آنکہ کثافت جسمانی کے دور کرنے سے کثافت روحانی کیونکر دور ہوسکتی ہے اور اگر کہو کہ ہوسکتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ محمد صاحب کی آئندہ تواریخ دیکھنے سے ظاہر ہے کہ تمام نفسانی خواہشیں اور صفتیں باوجود بار بار دھونے کے بھی کثرت سے موجود تھیں شہوت بہیمی ہرگز دور نہ ہوئی بلکہ اور لوگوں سے زیادہ ان پر غالب رہی۔ غصہ ، غرور خودپسندی ، جہل مرکب دنیاداری و طمع، فریب وغیرہ سب کچھ تواریخ اور قرآن وحدیث سے ان میں ثابت ہے پھر اس شق صدر کی تاثیر ان میں کہاں دیکھی گئی مہربانی کرکے کوئی عالم محمدی اس کا بیان سنائیں پس ظاہر ہے کہ یہ سب روائیتیں شق صدر کی بابت جو اہل اسلام میں مذکور ہیں بے اصل اور شاعروں کی باتیں ہیں۔

ولادت کے چھٹے سال کا احوال

جب حلیمہ محمد صاحب کو مکہ میں لے کر دوسری بار ان کی والدہ رانڈ کو دے گئی تو ام ایمن عبداللہ متوفی کی باندی جو محمد صاحب کو باپ کے ترکہ سے ہاتھ آئی تھی ان کی پرورش اور خدمت کرنے لگی۔ انہیں ایام میں آمنہ کا ارادہ ہوا کہ شہر مدینہ میں اپنے باپ کے گھر جائے۔ پس وہ ام ایمن اور محمد صاحب کو لیکر مدینہ میں آئی اور ایک مہینے تک مدینہ میں رہی جب پھر مکہ کو واپس چلی تو منزل ابوا پر آکر مر گئی اور وہاں ہی دفن ہوئی اب اس کی قبر ایک مکہ میں ہے اور ایک مقام ابوپر ہے۔

۷ ہجری مولودی کا ذکر

جب محمد صاحب امُ ایمن کے ساتھ مکہ میں آئے عبدالمطلب حضرت کا دادا ان کی پرورش کا ذمہ وار ہوا اور بہت پیار سے پالنے لگا اور یتیم ہونے کے سبب ایسا پیار کرتا تھا کہ اپنی مسند پر بھی بیٹھنے دیتا تھا کیونکہ وہ مکہ میں سرداری کا سند رکھتا تھا۔ کہتے ہیں کہ عرب کے بعض

لوگوں نے جو علم قیافہ جانتے تھے ایک روز عبدالمطلب سے کہا کہ اس لڑکے محمد کی حفاظت اچھی طرح کرنی چاہیے کیونکہ ہم نے اس کا قدم اس قدم سے مشابہ پایا ہے جس کا نشان مقام ابراہیم میں ہے (مقام ابراہیم کعبہ میں ایک جگہ ہے وہاں پر آدمی کے قدم کا نشان ہے جیسے ہندوستان میں سنگتراش لوگ قدم شریف پوجنے کے لئے بنایا کرتے ہیں مسلمان گمان کرتے ہیں کہ جب ابراہیم خلیل اللہ کعبہ میں آئے تھے تو ان کے قدم کا نشان معجزہ کے طور پر وہاں ہو گیا تھا جس کو اب مسلمانوں نے مصلاّ بنایا ہے مگر یہ ایک قسم کی بُت پرستی ہے اور ضرور وہ نشان کسی سنگتراش کا بنایا ہوا ہے) اب وہ عربی قیافہ دان کہتے ہیں کہ ہم محمد صاحب کے قدم کو ابراہیم کے قدم کے مشابہ دیکھتے ہیں (واضح ہو کہ ابراہیم ایک سو پچھتر برس کا ہو کر مرا ہے اور جب اسماعیل مکہ کے جنگل میں تھا اس اس وقت برس سے اوپر ابراہیم کی عمر تھی پس سو برس کے آدمی کا قدم سات برس کے لڑکے کے قدم سے کیونکر مشابہت کہا سکتا ہے اگر مشابہت ہو بھی تو اس سے کونسی خوبی کی علامت ہے اگر حضرت یا کوئی اور شخص بالکل سراپا ابراہیم کے ہم شکل ہوں تو کیا فائدہ ہے۔

۸ ہجری مولودی سے ۱۳ ہجری تک کا ذکر

عبدالمطلب جو ۸۲ یا ۱۲۰ برس کا تھا اندھا ہو گیا تھا وہ اسی عرصہ میں مر گیا اور انہیں ایام نوشیروان عادل اور حاتم طائی شاعر جو سخاوت میں مشہور ہے مرا تھا جب عبدالمطلب کو دفن کرنے کو جاتے تھے محمد صاحب بھی پیچھے پیچھے روتے ہوئے جاتے تھے اور عمر آٹھ برس کی تھی عبدالمطلب کے بعد ابو طالب محمد صاحب کا کفیل ہوا کیونکہ چچا تھا اور سب چچوں سے زیادہ حضرت کو پیار کرتا تھا اور بہت ہوشیاری سے کھانے پینے کی خبر لیتا تھا کہ محمد صاحب نے والدین کی موت سے چنداں تکلیف نہیں پائی کیونکہ رئیس زادہ تھا ہمیشہ آسائش اور امارات موجود تھی اور عبدالمطلب کی شان وشوکت اور سجادہ نشینی محمد صاحب کے لئے طلب امارت کی بنیاد ہو گئی۔ جب محمد صاحب بارہ برس کے تھے ابو طالب کا ارادہ ہوا کہ ملک شام کو تجارت کے لئے جائے محمد صاحب بھی اس کے ساتھ تشریف لے گئے جب موضع کفر پر پہنچے جو بصرہ سے چھ کوس ہے بحیرہ راہب جو بگمان اہل اسلام علماء واحبار نصاریٰ سے تھا اور میرے گمان میں اگر ہو بھی تو رومن کیتھولک فقیر ہو گا موضع کفر پر ابوطالب کے قافلہ سے ملا اس جگہ اس کے رہنے کا تکیہ تھا اس نے قافلہ کی ضیافت کی اور محمد صاحب کی رسالت پر خبر دی اور بڑی تعظیم کی اور نبوت کی مہر (جس کو میں ایک مسا گمان کرتا ہوں) محمد صاحب سے چادر اتروا کر دیکھی بعض کہتے ہیں کہ دیکھی نہیں صرف محمد صاحب سے پوچھ کر مان لی اور جب لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تونے کیونکر جانا کہ یہ لڑکا آخری پیغمبر ہے تو اس نے کہا میں اس کی علامات سے واقف ہوں۔ مسلمان لوگ کہتے ہیں کہ اس نے انجیل توریت وغیرہ کتب آسمانی پڑھ کر معلوم کیا تھا فلاں وقت فلاں جگہ درخت کے نیچے فلاں زمین پر آکر آخری پیغمبر ڈیرہ لگائیگا اور اسی طرح یہ قافلہ آکر ٹھیرا۔ تب راہب نے جانکہ یہ آخری پیغمبر ہے۔ واضح ہو کہ یہ بیان قبولیت کے لائق نہیں ہے اول تو کلام الہیٰ میں جو آج تک مامون اور مصئون ہمارے ہاتھ میں ہے ایسی باتوں کا ذکر نہیں ہے اگر ہے تو محمدی لوگ ظاہر کردیں۔ دوئم یہ کہ یہ رومن کیتھولک لوگ جو ایک قسم کے بت پرست اور کلام الہیٰ کے مقاصد سے دور ہیں ان کے فقیر ایسے دیوانہ اور بیہودہ ہوتے ہیں جیسے محمدی مجذوب یا ہندو فقیر کوہ نشین مخبوط الحواس ہوا کرتے ہیں۔ تعجب نہیں کہ کسی جاہل فقیر نے ایسی باتیں کچھ اور طرح پر ذکر کی ہوں اور محمد صاحب نے جوان ہو کر اپنی رسوخیت کے لئے اور طرح بیان کیا ہو مگر سارا بیان اپنی ذات میں کچھ بھی طاقت نہیں رکھتا جو قبول کیا جائے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی جاہل کا بنایا ہوا قصہ ہے جس کا ہر جملہ جہل سے بھرا ہوا ہے۔

۱۷ مولودی کا ذکر

اس سنہ میں زبیر بن عبدالمطلب یا عباس بن عبدالمطلب نے ملک یمن کی طرف جانے کا ارادہ کیا اور ابو طالب سے محمد صاحب کو مانگ کر ہمراہ لیا اور اس سفر میں گیا مسلمان کہتے ہیں کہ اس نے راہ میں محمد صاحب کے بہت سے معجزے دیکھے مگر یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ اگر عباس نے محمدی معجزات دیکھے ہوتے تو وہ دعویٰ نبوت کے وقت دشمن کیوں بنتا اور جنگ بدر میں پکڑا ہوا آکر مدینہ میں محمد صاحب کے سامنے ناچاری سے مسلمان کیوں ہوتا چنانچہ اس کا ذکر آنے والا ہے۔

۲۰ مولودی سے ۲۵ تک کا ذکر

مورخ کہتے ہیں کہ ۲۵ میں فرشتے حضرت پر ظاہر ہونے لگے تھے اور جب سامنے آتے تو آپس میں کہا کرتے تھے کہ یہ وہی شخص ہے۔ ایک دن حضرت نے ابو طالب سے کہا اے چچا کئی رات کا ذکر ہے کہ تین آدمی میرے پاس آئے اور بولے کہ یہ وہی شخص ہے مگر اس کے ظاہر ہونے کا وقت نہیں آیا پھر ایک دن حضرت نے ابو طالب سے کہا کہ ان تینوں شخصوں میں سے پھر ایک شخص مجھ پر ظاہر ہوا اور اپنا ہاتھ اس نے میرے پیٹ پر رکھا مجھے بڑا آرام معلوم ہوا غرض یہ جنون کی باتیں سن کر ابو طالب کو گمان ہوا کہ شاید اس لڑکے کو کوئی مرض ہے پس وہ محمد صاحب کو لیکر مکہ میں ایک طبیب کے پاس گیا جو وہاں معالج تھا اور اس سے کہا کہ اس لڑکے کو ملاحظہ کرکے اس کا علاج کیجئے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ بیمار نہیں ہے اور نہ اس پر شیاطین کا اثر ہے بلکہ فرشتے اس پر ظاہر ہوتے ہیں بھلا کوئی پوچھے کہ کیا وہ طبیب بھی کوئی رسول تھا جو محمد صاحب پر گواہی دیتا ہے یا طب کی کتابوں میں فرشتوں کے نزول کی علامات مذکور ہیں یہ صرف مسلمانوں کی بنائی ہوئی بات ہے کہ طبیب نے ایسا جواب دیا کہ فرشتے اس پر ظاہر ہوتے ہیں خیال کرنا چاہیے کہ اگر یہ ابو طالب ولادت کے دن سے حضرت کے معجزات گھر میں دیکھتا اور تھوڑی دیر گزری کہ بحیرہ راہب کے پاس موضع کفر میں ضیافت کھائی تھی اور محمد صاحب کی خبر رسالت سنی تھی اب اس کو ان کے دیوانہ پن کا خیال کیوں پیدا ہوا اور معالجہ کرنے کو کیوں لے گیا ظاہر ہے کہ بحیرہ راہب کا ذکر اور طفلی کے معجزات اور شق صدر وغیرہ سب بے اصل یاروں کی باتیں ہیں ورنہ ضرور ابو طالب کو ان کا خیال قائم رہتا اس کے سوا وہ جو مرگی کا مرض آنحضرت کی نسبت ڈاکٹر ویل صاحب نے بیان کیا ہے اس کی بھی کچھ اصل ابو طالب کے معالجہ کرنے سے ثابت ہوئی کیونکہ اس مرض والے کو خیالات اور شکلیں عجیب وغریب خواب میں نظر آیا کرتی ہیں۔

اسی سن ۲۵ میں ابو طالب نے محمد صاحب سے کہا کہ فقر فاقہ مجھ پر غالب ہو گیا میرے ہاتھ میں پیسہ نہیں رہا جو کھانے پینے کا کام چلے۔ دیکھ قریش کا ایک قافلہ تجارت کے لئے شام کو جاتا ہے اور خدیجہ خویلد کی بیٹی لوگوں کو مال قرضی دیتی ہے اگر تو اس کے سامنے جائے اور کچھ نقد طلب کرے تو وہ تجھے بھی کچھ ضرور روپیہ قرض دیگی شاید اس سے تجارت کرکے تو بھی مالدار ہوجائے پس حضرت نے جا کر خدیجہ سے مال قرض لیا اور شام کی طرف تجارت کو چلے میسرہ خدیجہ کا غلام اور خزیمہ خدیجہ کا رشتہ دار بھی ساتھ ہولیا جب شام کے بصرہ میں پہنچے وہاں پر اس زمانہ کا بحیرہ نسطور راہب حضرت کو ملا اور وہاں بھی کوئی درخت تھا خاص کر آخری پیغمبر کی نشست کے واسطے پس محمد صاحب وہاں جا کر بیٹھے نسطور راہب تکیہ کی چھت پر سے دیکھتا تھا پہچان گیا کہ آخری پیغمبر آیا کیونکہ اس درخت کے نیچے دوسرے شخص کا ڈیرہ ہونا ناممکن ہے پس نسطور راہب رومی صومعہ سے ایک کتاب ہاتھ میں لیکر باہر آیا کبھی کتاب کی طرف دیکھ کر کچھ ہونٹوں میں پڑھتا تھا اور کبھی محمد صاحب کے منہ کی طرف دیکھتا تھا (اڑڑ پوں پوں فقیر بھی ہندوستانی دیہات میں گنواریوں کو اسی طرح ڈرا کر آٹا وغیرہ لے جایا کرتے ہیں) بعد اس کے راہب نے کہا ہاں یہ وہی شخص ہے خریمہ کو گمان ہوا کہ راہب مذکور محمد صاحب کے مارنے کا شاید فکر کرتا ہے پس خریمہ نے تلوار نکال لی اور چلایا تمام قافلہ ایک

دم میں جمع ہو گیا راہب ڈر کر مندر گھس گیا اور دوروازہ بند کرکے چھت پر چڑھا اور کہا خدا کی قسم اس قافلہ سے زیادہ پیارا قافلہ مجھے اور کوئی نہیں ہے میں تو اس کتاب میں نبوت کی نشانیاں محمد صاحب میں دیکھتا تھا میں اس کا دشمن نہیں ہوں کیونکہ یہ شخص آخری پیغمبر ہے (واضح ہو کہ اس زمانہ میں رومن کتھولک فقیر بخیال ولائت عجیب باتیں بنایا کرتے تھے جنگلوں پہاڑوں میں جوگیوں کے موافق تکیہ ڈیرہ بنا کر رہے تھے اور مسافروں وغیرہ دیہاتوں کو ایسی باتوں سے ٹھگتے یا مرید بنالیتے تھے اور اپنے اپنے علاقہ میں اولیا مشہور ہو کر تعویذ گنڈا اور غیبگوئی اور فال گیری اور شگون وغیرہ کے کام کیا کرتے تھے جیسے اب بھی بعض کرتے ہیں پس معلوم ہوتا ہے کہ اسی طرح کے راہب ابو طالب کو ملے ہوں اور حضرت کو بھی اور ،اور لوگوں کو بھی بہت ملتے تھے مگر محمد صاحب نے اپنے عروج کے وقت ان کی خوشامد اور مکاری کی باتوں کو اپنی نبوت پر پلٹ کر دوسری طرح پر سمجھ لیا۔ دنیا میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بحالت عروج طفلی کے واہیات بھی پلٹی کھا کر تاویل کے ساتھ انسان اپنی فضائل میں داخل کرلیتا ہے) پس محمد صاحب اپنا مال بصرہ میں فروخت کرکے مکہ کی طرف چلے آئے۔ یہاں آکر خدیجہ سے شادی ہوئی اور حقیقت میں سبب اس شادی کا خدیجہ کی طرف سے اٹھا تھا مسلمان کہتے ہیں کہ آثار نبوت میسرہ اور خریمہ کی زبانی اور تعریف محمدی سن کر اس عورت کا دل حضرت پر مائل ہو گیا تھا مگر یہ بات اگر ہو بھی تو صرف بہانہ تھا ورنہ وہ عورت حسین اور ادھیڑ تھی اور رانڈ اوررمال بھی جو نفسانی آدمی کی شہوت کو برانگیختہ کرتا ہے کثرت سے تھا اس کو خاوند کی ضرورت تھی اور محمد صاحب جوان اور شریف زادہ بھی تھے اگرچہ چنداں دولت نہ تھی تو بھی اس عورت کا دل مائل ہو گیا کیونکہ اس کو خاوند کرنے کی بڑی جرات تھی پہلے دوخاوند کرچکی تھی۔ نفیسہ بنت مینہ روایت کرتی ہے کہ مجھے خدیجہ نے خفیہ محمد صاحب کی خدمت میں بھیجا تھا میں نے جا کر کہا کہ آپ کا دل کسی عورت سے شادی کرنے کو چاہتا ہے یا نہیں اور کون چیز ہے جو آپ کو شادی سے روکتی ہے فرمایا کہ میرے پاس روپیہ پیسا نہیں ہے نفیسہ نے کہا کہ اگر خوبصورت عورت مالدار اور شریف ملے اور آپ سے کچھ طلب نہ کرے بلکہ آپ کی حاجت روائی کو بھی روپیہ دے تو آپ کرینگے یا نہیں فرمایا ایسی عورت کون ہے نفیسہ نے کہا کہ وہ عورت خدیجہ بنت خویلد ہے فرمایا بہت اچھا پس نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی محمد صاحب کے سب چچے اور رشتہ دار اس کے گھر پر آئے اور نکاح کے وقت خطبے پڑھے گئے جن میں نفسانی گھمنڈ اور غرور اور تکبر کی باتیں مذکور ہیں (یہاں سے ظاہر ہے کہ خطبہ خوانی کا دستور قدیمی ہے جو اب بھی مسلمانوں میں جاری ہے) پھر خدیجہ نے لونڈیوں کو حکم دیا کہ دف بجاؤ اور ناچو کیونکہ نکاح ہو گیا ہے اور اسی دن محمد صاحب خدیجہ سے ہمبستر ہوئے اور جانبین کو بڑی خوشی حاصل ہوئی تھی۔

۳۵ مولودی سے ۴۰ تک کا ذکر

ان ایام میں عرب نے جمع ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ محمد بن اسحاق کہتا ہے کہ پہلے خانہ کعبہ چند پتھروں سے بنا ہوا تھا جو اوپر تلے رکھے ہوئے تھے اور بلندی اس کے قد آدم تھی اور چھت نہ تھی اس میں قریش نے اپنا خزانہ جمع کرکے رکھا تھا کوئی آدمی رات کو چرُالے گیا۔ پس انہوں نے جمع ہو کر چاہا کہ کعبہ کو بلند اور مسقف بنائیں سو سبھوں نے جمع ہو کر اس کی تعمیر کی جس وقت قریش پتھر جمع کرتے تھے اور رومی مسافر معمار چنتا تھا محمد صاحب بھی پتھر اٹھا کردیتے تھے اور سب نے اپنے اپنے لنگوٹے کھول کر کندھے یا کھوے پر انڈھوے رکھے تھے اور محمد صاحب بھی لنگوٹا کندھے پر رکھے ہوئے تھے کہ ان کا بدن کھل گیا فوراً پیر پھسل کر گر پڑے اور بے ہوش ہوگئے یہ گویا کعبہ کا معجزہ ہوا۔ ابن عباس کہتا ہے کہ میں نے یہ بات کہ محمد صاحب برہنگی کے سبب گر پڑے تھے ہمیشہ پوشیدہ رکھی جب دعوےٰ نبوت ہو گیا اس وقت اس کا ذکر کیا یہاں سے ظاہر ہے کہ یہ ابن عباس کی بناوٹ ہے ورنہ اس کے کیا معنی کہ وہ اپنے خانہ کعبہ کی بزرگی ظاہر کرنے کو اتنی (   ) اس اپنے مفید اور امر کو ظاہر نہ کرتا اور اگر

خانہ کعبہ کی تعظیم محمد صاحب کی برہنگی سے جاتی تھی تو تمام قریش جو لنگوٹے کھول کر یہ کام کرتے تھے ان کی برہنگی سے کعبہ کی تعظیم کیوں نہ گئی اور وہ کیوں نہ گرے۔

۱۴ مولودی کا ذکر

ایک روایت ہے کہ محمد صاحب کی عادت تھی ہر سال مکہ سے باہر نکلتے اور غار حرا میں ایک ماہ تک چلہ کشی کیا کرتے تھے اور بعد چلہ کشی کے خانہ کعبہ میں جا کر سات دفعہ طواف کرتے تھے پھر گھر میں جایا کرتے تھے (ہمارے ہندوستان میں بھی پیرزادوں کے لڑکے بعض بعض چلہ کشی سال بسال کیا کرتے ہیں تاکہ سجادہ نشین ہوجائیں) اسی عادت کے موافق سن اکتالیس میں حضرت گھر سے نکلے اور غار حرا میں گئے بقول ان کے وہاں جبریل فرشتہ آیا اور کہا اے محمد تو اس امت کا رسول ہے پھر کہا پڑھ حضرت نے کہا میں بے پڑھا آدمی ہوں تب فرشتے نے تین دفعہ حضرت کو دبایا اور کہا کہ پڑھ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الخ کہتے ہیں کہ دعوےٰ نبوت سے پہلے پتھر اور درخت حضرت کو سلام کیا کرتے تھے مگر اس بات کو صرف محمد صاحب ہی سنتے تھے اور لوگوں کو آواز نہ آتی تھی۔ لیکن پولوس رسول کے ساتھی مسیح کی آواز تو سنتے تھے پر کسی کو نہ دیکھتے تھے اور آواز ان کو اس لئے سنائی گئی تھی کہ اس کی رسالت پر گواہ ہوں لازم تھا کہ محمد صاحب کی نسبت درختوں کے سلام کی آواز بھی لوگ سنتے تاکہ رسالت پر گواہ ہوتے مگر یہ بات نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جبریل محمد صاحب کو غار حرا سے صفا و مروہ پہاڑ میں لے گیا۔ وہاں جا کر جبریل ایسا بڑا بن گیا کہ پیر زمین پر اور سر آسمان پر جا پہنچا اور بازو اس کے مشرق سے مغرب تک پھیل گئے پھر جبریل نے ریشمی کپڑے پر لکھا ہوا خط نکالا جو خدا کے پاس سے لایا تھا حضرت کو دیا اس میں لکھا تھا اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الخ پھر جبریل نے وضو کیا اور امام بن کر حضرت کو نماز پڑھنی سکھلائی اور چلا گیا (یہ قصہ حضرت نے آکر لوگوں کو سنایا ہے یوں تو ہر کوئی کہہ سکتا ہے کہ میرے ساتھ یہ معاملہ گذرا جب تک ثبوت رسالت نہ ہو یقین کے لائق نہیں ہے) الغرض محمد صاحب خوف زدہ ہو کر اپنی بی بی خدیجہ کے پاس آئے اور یہ احوال بیان کیا پھر خدیجہ نے کہا کہ میرا چچازاد بھائی ورقہ نام جو نابینا اور مسن ہے اور جس نے انجیل پڑھی ہے اور عیسائی بھی ہے اگر تو کہے تو میں اس سے جا کر یہ حال بیان کروں محمد صاحب نے کہا اچھا جب ورقہ کے پاس وہ گئی اور سب قصہ سنایا ورقہ نے کہا جس جگہ جبریل محمد صاحب کو ملا تھا تو خدیجہ وہاں پر جاوہ پھر آئیگا جب آئے تو اسکے سامنے ننگے سر ہوجائیو اگر وہ غائب ہوگیا تو جان لیجیو کہ جبریل ہی تھا القصہ جب پھر محمد صاحب کے پاس جبریل آیا تو حضرت نے جلدی بی بی خدیجہ کو خبر دی وہ دوڑی اور آکر اس نے بچشم خود کچھ بھی نہیں دیکھا لیکن حضرت کہتے تھے کہ میں جبریل کو دیکھتا ہوں خدیجہ نے حضرت کو اپنی دہنی ران پر بٹھلا کر پوچھا کہ اب بھی نظر آتا ہے کہا ہاں پھر بائیں ران پر بٹھلا کر پوچھا کہ اب بھی دکھلائی دیتا ہے کہا ہاں تب خدیجہ نے سر ننگا کیا اس وقت وہ غائب ہوگیا خدیجہ بولی بیشک وہ فرشتہ ہے اور ورقہ کے پاس دوڑی آئی اس نے محمد صاحب کو بلا کر سب حال پوچھا اور کہا کہ تو رسول اس امت کا ہوگا جس کا ذکر حضرت عیسیٰ نے کیا ہے (بشرط صحت قصہ شائد ورقہ کی مراد مکاشفات کے نویں باب سے ہو کیونکہ اس جگہ کے سوا اور کہیں محمد صاحب کا ذکر انجیل میں نہیں ہے) پھر ورقہ مر گیا اور دعوےٰ نبوت کا وقت نہ دیکھا۔ اس کے بعد محمد صاحب پر وحی نازل ہونے لگے ان کے وحی کے طور یہ ہیں۔

اول سچی خواب۔ دوئم جبریل نے دل پر القا کیا۔ سوم جبریل انسان کی صورت میں آکر تعلیم دے گیا خاص ان کے دوستوں میں سے کسی کی شکل بن کر آتا تھا مثلاً وحیہ کلبی کی صورت پر۔ چہارم مثل گھنٹے کی آواز کے ان کو آواز آئی جس میں بیہوش بھی ہوجاتے تھے۔ پنجم جبریل اپنی اصلی شکل پر کبھی آیا کرتا تھا۔ ششم معراج کی رات آسمان پر جا کر کچھ باتیں معلوم کرآئے تھے۔ ہفتم۔ خدا نے فرشتوں کی معرفت پردہ میں باتیں کی تھیں ہشتم خدا نے سامنے ہو کر بے پردہ

حضرت سے باتیں کیں اور یہ شکل اور شکل چہارم عقل اور نقل کے خلاف ہے کیونکہ کسی رسول کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں گذرا اور نہ ہوسکتا ہے۔

لوگوں کو اپنی طرف بلانے کا بیان

جب محمد صاحب کو یقین ہوا کہ میں نبی ہوں تو لوگوں کو ایمان لانے کے لئے کہنے لگے پہلے خدیجہ مسلمان ہوئی بلاحجت وتکرار کے پھر اسی دن شام کے وقت علی ابن طالب ایمان لائے اس لئے کہ محمد صاحب کے حجر تربیت میں تھے اس کے بعد زید بن حارث جو خدیجہ کا آزاد کیا ہوا غلام تھا مسلمان ہوا۔اس کے بعد خلیفہ ابوبکر مسلمان ہوئے بعض کہتے ہیں کہ علی سے پہلے ابوبکر مسلمان ہوئے تھے (شاید اسی لئے علی سے پہلے خلافت پائی) پھر ابوبکر کے وسیلہ یہ لوگ مسلمان ہوئے عثمان بن عفان۔ زبیر بن عوام، طلحہ بن عبداللہ ، سعد بن وقاص، عبدالرحمن بن عوف ۔ دوسرے روز عثمان بن مطعون ، ابوعبیدہ بن جراح ، ابوسلمہ بن الاسد ۔ ارقم بن الارقم، پھر بلال ، حبیب، حباب بن ارث، عمار بن یاسر اور اس کی ماسمیہ ۔ واسماع دختر ابوبکر، وابوعبیدہ بن حارث ، عبداللہ بن مسعود ، حینس بن خذافہ ، جعفر بن ابی طالب ، ایک ایک ایمان لانے لگا (مگر ان کے ایمان لانے کی دلائل کہ کیوں کر انہوں نے حضرت کو رسول سمجھا کسی کتاب میں ہم نہیں دیکھتے ہیں ضرور یہ کہ ابوبکر ان کو سمجھا کر اپنا پیر بھائی بنانے کو لایا تھا یہی لکھا ہے کہ جیسے انجیل شریف میں خداوند پر ایمان لانے والوں کے ایمان کا سبب اور منکروں کے انکار کا باعث مرقوم ہے ویسا حال ان لوگوں کا نہیں ہے) مسلمان کہتے ہیں کہ محمد صاحب کے ظہور نبوت سے پہلے شیاطین آسمان پر جاتے تھے اور وہاں سے خبریں چرا کر آدمیوں کو لادیتے تھے حضرت کی دعوت کو بیس روز گذرے تھے کہ شیاطین کا جانا آسمان پر بند ہوگیا فرشتے آسمان پر سے شیاطین کے انکارے مارنے لگے جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔ تین برس تک حضرت لوگوں کو مسلمان کرتے رہے ادھر اُدھر سے ایک ایک دو دو شخص آتے تھے اور مسلمان ہو کر چلے جاتے تھے اس میں کچھ مرید بڑھے اور پیری کی بنیاد قائم ہوگئی اب حضرت نے چوتھے برس قریش کی مخالف پر علانیہ کمر باندھی اور کوہ صفا میں تمام قریش کو جمع کیا اور کہا اگر میں تمہیں یوں کہوں کہ اس پہاڑ کے نیچے ایک بڑی فوج کسی مخالف کی جمع ہے اور تم کو یکایک مارنا چاہتی ہے تو تم میری بات کا یقین کروگے یا نہیں انہوں نے کہا کہ بیشک یقین کرینگے کیونکہ توہمارے درمیان کبھی دروغ سے متہم نہیں ہوا۔ پس حضرت نے کہا کہ میں تمہیں ایک سخت عذاب سے ڈراتا ہوں یعنی دوزخ سے ابولہب بولا مارے جانے تونے اسی واسطے ہمیں جمع کیا تھا اس وقت حضرت نے سورہ تبت یدا سنائی جس میں ابولہب کی مذمت ہے (واضح ہو کہ حضرت کا نتیجہ درست نہیں ہے کیونکہ دنیا کی بات میں اگر انسان معتبر ہو تو صرف اسی جہت سے آسمان کی بات میں معتبر نہیں ہوسکتا جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ اسے آسمان کی باتوں میں دخل ہے گویا محمد صاحب یوں کہتے ہیں۔ کہ جب میں زمین کی باتوں میں معتبر ہوں تو آسمان کی باتوں میں بھی مجھے معتبر جانو یعنی زمین وآسمان کی باتیں برابر ہیں مگر سیدنا مسیح فرماتے ہیں کہ جب میں نے زمین کی بات کہی اور تم نہ سمجھے تو آسمان کی کیونکر سمجھوگے۔ یعنی آسمان کی باتیں بلند درجہ اور نہائت مشکل ہیں وقت سے سمجھتی جاتی ہیں۔ یہ بات عقل اور نقل کے موافق ہے پروہ محمدی بات مغالطہ ہے)۔

قریش کے ہاتھ سے دکھ اٹھانے کے بیان میں

جب تک محمد صاحب صرف ایمان لانے کو کہتے رہے اور قریش کے بتوں کی ہتک عزت نہ کرتے تھے تب تک انہوں نے حضرت کو دکھ نہیں دیا پر جب ان کے بتوں کی بے عزتی کرنے لگے تو وہ بھی درپے آزار ہوگئے۔

محمد صاحب نے کہا کہ تمہارے بُت باطل ہیں اور تمہارے باپ دادا دوزخ میں ہیں اور عذاب میں گرفتار ہیں اس لئے ان سے عداوت پیدا ہوگئی ابولہب اور عقبہ بن ابی معیطہ کے

گھروں کے درمیان حضرت کا گھر تھا۔ یہ دونوں شخص اسی عداوت سے گوبر جمع کرکے محمد صاحب کی راہ میں ڈال دیتے تھے صرف دکھ دینے کے لئے۔ حج کے دنوں میں جب سب بُت پرست جمع ہو کر حج کرنے آتے تھے تو محمد صاحب اس میلے میں جا کر لوگوں کو نصیحت کرتے تھے کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ ابولہب حضرت کا چچا پیچھے سے محمد صاحب کے پتھر مارتا تھا اور کہتا تھا کہ اس کی بات نہ مانو یہ بڑا جھوٹا آدمی ہے۔ اور قریش اہل حج سے کہتے تھے کہ محمد کے فریب سے بچیو اور لوگوں کے خیال اس کی طرف مختلف تھے بعض ساحر بتلاتے تھے اور بعض دیوانہ کہتے تھے اور بعض شاعر جانتے تھے اور کعبہ کے بُت خانے میں جب محمد زیارت کو جاتے تھے تو اکثر وہ لوگ ان کو گالیاں دیا کرتے تھے اور کبھی مارپٹائی بھی ہوتی تھی۔ ایک روز وہ لوگ محمد صاحب کو مارتے تھے ابوبکر چھڑانے آئے قریش نے ابوبکر کو ایسا جوتیوں سے مارا کہ بے ہوش کردیا ایک روز مسجد حرام میں عتبہ محمد صاحب کے پاس آیا اور کہا اے محمد تو اچھا آدمی ہے یا تیرا باپ عبداللہ اچھا آدمی تھا جب حضرت چپ رہے تو عتبہ نے پھر کہا کہ اے محمد تو اچھا شخص ہے کہ تیرا دادا عبدالمطلب اچھا شخص تھا۔ اگر عبداللہ وعبدالمطلب اچھے شخص تھے تو انہوں نے ہمارے ساتھ ان بتوں کو پوجا ہے جن کو تو برا کہتا ہے اور اگر تو اچھا ہے تو کچھ منہ سے بول اپنے اچھے پن کو دکھلا۔ ایک روایت ہے کہ عتبہ نے کہا تو شریف آدمی ہے پس تو نے کیا بات ہمارے درمیان اٹھائی ہے ہمارے معبودوں کو کیوں طعن کرتا ہے باپ دادوں کو کیوں بےعزت کرتا ہے دیکھ سارے عرب میں مشہور ہوگیا کہ قریش میں ایک جادو گر پیدا ہوا ہے وہ کیا سبب ہے جس سے تو اس کام کے درپے ہوا ہے اگر تجھے شہوت بہت ہے تو جس عورت کو چاہے ہم تیری زوجہ بنائیں اگر بھوکا ہے تو تیرے لئے چندہ کرکے ہم مال جمع کردیں اور اگر تیرا ارادہ بادشاہی کرنے کا ہے تو ا۔ ہم تجھے اپنا بادشاہ بنالیں اور جو کسی بیہودہ خواب خیال نے تجھے دبالیا ہے اور تو اسے دور نہیں کرسکتا تو کوئی طبیب معالج بلائیں تا کہ تیرا معالجہ کرے محمد صاحب نے یہ سن کر کچھ قرآن کی نصیحت آمیز باتیں سنائیں (جو بُت پرستوں کی تعلیم سے بہت افضل تھیں) اس لئے عتبہ چپکا چلا گیا اور قریش کے سامنے محمدی نصحیت کی تعریف کی (کیونکہ ضرور ان کے دین کی نسبت محمد صاحب نے اچھا دین نکالا تھا جیسے گورنانک کا دین ہندوؤں کے دین سے ضرور اچھا ہے) ایک روز محمد صاحب نماز پڑھتے تھے ابوجہل نے خون اور گوبر کی بھری ہوئی ساری اوجھڑی عقبہ سے منگوار کر ان کے کندھے پر رکھوادی فاطمہ حضرت کی بیٹی دوڑی آئی اور وہ اوجھڑی حضرت کے کندھے سے اتار کر پھینکدی اور قریش کو گالیاں دینے لگی اور اسی دن سے محمد صاحب بھی انہیں بددعا کرنے لگے۔

ہمارے سیدنا مسیح نے کبھی کسی کو بددعا نہیں کی صرف ایک درخت کو اور اپنے شاگردوں کو ایسے بدمقابلہ سے منع فرمایا ہے اور دشمنوں کی نسبت بدی کے عوض نیکی کرنے کا حکم دیا ہے مگر محمد صاحب بد کے ساتھ بدی اور مسلمان کے ساتھ نیکی کرتے ہیں بھلا یہ شخص رحمتہ العالمین ہے یا وہ شخص جو بدی کے عوض بھی نیکی کرتا ہے۔

قریش لوگ ابو طالب کے خوف سے محمد صاحب کو بہت ایذا نہ دیتے تھے مگر مسلمانوں کو موقع پا کر خوب مارتے تھے بعض مسلمان قریش کے ڈر سے بظاہر محمد صاحب کو برا براکہہ کر چھوٹ جاتے تھے اور بعض ثابت قدم رہتے تھے مگر حضرت ان منکروں کو بھی مسلمان جانتے تھے کیونکہ انہوں ناچاری سے انکار محمدی کیا تھا نہ دل سے (سیدنا عیسیٰ ایسے لوگوں کو اپنی شاگردی سے خارج کرتے ہیں تاوقتیکہ کامل ایمان حاصل نہ کریں) بلال جو امیہ بن خلف کا غلام تھا اکثر ان کے ہاتھ سے مکہ کے جنگل میں مسلمان ہونے کے سبب بہت مار کھاتا تھا ابوبکر اسے امیہ سے خرید کرکے آزاد کیا تب وہ مار کھانے سے بچا۔

دعویٰ نبوت کے پانچویں برس کا حال

۱ ۔جب اہل مکہ کے ساتھ مسلمانوں کی عداوت بڑھ گئی اور ان کے بتوں کی مذمت کرکے مسلمانوں نے ان کو اپنا سخت دشمن بنالیا اور ان کے ہاتھ سے بہت ایذا بھی پائی تو ناچار ہوکر ارادہ کیا کہ مکہ چھوڑیں کرکہیں نکل جائیں تاکہ امن چین ملے حضرت نے ان سے کہا کہ جس کا دل چاہے حبش کے ملک میں نجاشی بادشاہ کی پناہ میں جابسے کیونکہ اُس عیسائی بادشاہ کی حکومت میں کوئی شخص تم ظلم وستم نہ کرسکیگا پس ماہ رجب میں بارہ مرد اور چار عورتیں مسلمان مکہ سے نکل کے خفیہ اورپیادہ حبش کی طرف چلے دریا پرجاکر نیم دینار زرسرخ سے ایک کشتی کرایہ کی اورحبشہ میں جاکر ایمن ہوئے۔ پہلا مہاجر مکہ سے حبشہ کو عثمان بن عفان معہ اپنی زوجہ رقیہ دختر محمد صاحب کے ہوکر گیا تھا کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ حبش میں جا پہنچے تو مکہ میں ایک روز محمد صاحب نے سورہ النجم خاص کعبہ میں بیٹھ کر مسلمانوں اور کافروں کو بھی جورلے ملے طواف کرتے تھے سنائی اس میں یہ آیت تھی أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىوَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى یعنی تم دیکھتے ہولات اور عزےٰ اور منات بوں کو۔ اوراسکے بعد محمد صاحب نے اسی آئت کے ساتھ یہ الفاظ بھی پڑھے تلک الغرانیق العلیٰ وان شفا عتھن لترجیٰ ۔ یعنی یہ تینوں بُت بڑے بزرگ ہیں اور ان سے شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔ پس یہ بات سن کر تمام بُت پرست خوش ہوگئے اور سورہ کے آخر مسلمانوں کے ساتھ سب بُت پرستوں نے بھی سجدہ کیا۔ مگر چند شخصوں نے نہ کیا اورمکہ میں مشہور ہوگیا کہ آج محمد صاحب نے ہمارے بتوں کو اپنے قرآن میں خوب نیکی کے ساتھ یاد کیاہم سب لوگ خدا کو خالق مالک جانتے ہیں مگر ان بتوں کو صرف اپنا شفیع خدا کے سامنے جانتے ہیں اور اس بات کا اقرار محمد صاحب نے بھی آج کردیا۔ اب مسلمانوں کو دکھ نہ دینا چاہیے پس چاروں طرف یہ خبر مشہور ہوگئی کہ اب بُت پرستوں کے ساتھ مسلمانوں کی صلح ہوگئی ہے یہ خبر سن کر حبشہ کے مہاجر مسلمان بھی مکہ کی طرف اپنے گھروں میں رہنے کی امید سے چلے آئے جب محمد صاحب نے یہ حال دیکھا تو نہایت غم ہوا کیونکہ اب اسلام جدا مذہب نہ رہا یہ بھی بُت پرستوں کے مذہب میں شامل ہوگیا اور اس شخص کو جو پیشوا ہوا چاہتاہے پیروہونا پڑا۔ اسلئے یہ آیت سنائی جو سورہ حج ۵۲ میں ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ یعنی اے محمد تجھ سے آگے جو رسول اور نبی دنیا میں آیاہے اس کا یہ حال گذرا ہے کہ جب اس نے کچھ پڑھنا چاہا توشیطان نے اسکے پڑھنے میں کچھ اپنی بات ملادی ہے۔ پس خدا شیطان کی ملائی ہوئی بات کو منسوخ کرتاہے اور اپنی باتوں کو مضبوط کردیتاہے۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ فقرہ جوبتوں کی تعریف میں میرے منہ سے نکلا تھا اور میں نے قرآن میں ملا کر سنادیا تھا جس پر کفارہ خوش ہوگئے ہیں وہ فقرہ خدا کا نہ تھا بلکہ شیطان نے میرے منہ میں ڈالا دیا تھا اب اس کو منسوخ جانو کیونکہ شیطان کا کلام منسوخ ہوا کرتاہے۔ تفسیر جلالین اور بیضاوی میں ایسا ہی لکھاہے (اس مقام پر ناظرین کو غور کرنا چاہیے)جب کفار نے یہ سنا کہ محمد صاحب اس فقرہ کو شیطان کی طرف سے بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میری زبان پر شیطان نے ڈال دیا تھا جو میں نے قرآن میں ملا کر سنادیا جس پر سب مسلمانوں اور کافروں نے مل کر سجدہ کیا تو نہائت ناراض ہوئے اور پھر بدستور ایذا دینے لگے۔ مہاجرین حبشہ نے جوابھی مکہ میں داخل نہ ہوسکے تھے راہ میں یہ حال سنا بعضے حبشہ کو واپس چلے گئے اور بعض ادھر ادُھر پراگندہ ہوگئے اور مسلمان جو قریب اسی (۸۰) کے تھے حبشہ کو ہجرت کرگئے اگرچہ اہل مکہ نے تحفہ تحائف بھیج کر نجاشی سے ان فراریوں کو طلب کیا پر اس نے ہرگز نہ دیا اور بقول اہل اسلام محمد صاحب کی باتیں سن کر نجاشی بہت خوش ہوا اور نبوت محمد کا قائل ہوگیا تھا مگر یہ بات ثابت نہیں ہے۔

دعویٰ نبوت کے چھٹے سال کا احوال

اس سال میں امیر حمزہ حضرت کا چچا مسلمان ہو گیا اوراس کے اسلام کا سبب یہ ہوا کہ ابو جہل جو حضرت کا بڑا دشمن تھا ایک روز محمد صاحب کو گالی دیتا تھا اور سخت ایذا کر رہا تھا اگرچہ وہ ہمیشہ ایسا کرتا تھا مگر اس روز اس نے یہاں تک حضرت کو بے عزت کیا کہ اپنائت کے باعث امیر حمزہ کو بھی نہائت غصہ آیا کیونکہ محمد صاحب اگرچہ مذہب میں ان کے مخالف تھے تاہم ایک خون تھا حضرت کی بے عزتی سے سارے خاندان کی بے عزتی تھی پس اس امیر حمزہ نے غصہ میں آکر اپنی کمان کو بطور لاٹھی کے ابو جہل کے سر میں مارا اور اس کی ضد میں آکر کہا اچھا میں بھی مسلمان ہوں کر تو میرا کیا کرتا ہے پس اس بات پر مسلمان ہو گیا اس کے اسلام سے مسلمانوں کو بڑی تقویت ہوئی کیونکہ وہ مکہ کا ایک رکن تھا۔ اسی سال میں عمر خلیفہ بھی مسلمان ہوا اس کے اسلام کا سبب ایک نہیں ہے بلکہ دس بیس سبب مرقوم ہیں جو آپس میں مخالفت رکھتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض اس کے رشتہ دار مسلمان ہو گئے تھے اور بعض دوست بھی اور محمد صاحب کو نہایت تمنا تھی کہ یہ شخص مسلمان ہو تو ہمیں غلبہ ہو چونکہ وہ بُت پرست خدا سے ناواقف تھا اور حضرت کی تعلیم ان کی بُت پرستی سے بہت افضل تھی پس کچھ رشتہ داروں کے لحاظ سے اور کچھ یاروں کے ابھارنے سے اور کچھ تعلیم محمدی کے پسند کرنے سے وہ مسلمان ہو گیا تھا۔

دعوےٰ نبوت کے ۷ سے ۱۰ تک کا بیان

ان ایام میں جب قریش نے دیکھا کہ مسلمان روز بروز بڑھتے جاتے ہیں اور محمد صاحب ان کی مخالفت سے باز نہیں آتے تو وہ لوگ جمع ہو کر ابو طالب کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تو اب ہمارے دین پر ہے (دیکھو وہی ابو طالب حضرت کا چچا جس کی نسبت کئی روائتیں حضرت کی طفلی کے معجزات میں مذکور ہیں اب تک کہ ساتواں برس دعویٰ نبوت کو ہو چکا ہے مسلمان نہ ہوا بلکہ اسی پہلے دین پر ہے یہاں سے ان روایتوں کا غیر معتبر ہونا ثابت ہے کیونکہ اعتبار راوی کے لئے عدالت یعنی اسلام شرط ہے پس قریش نے ابو طالب سے کہا یا تو محمد کو پکڑ کر ہمارے سپرد کردے کہ ہم اس کو قتل کریں یا تو اسے منع کر کہ ہمارے بتوں کو گالیاں نہ دیا کرے اور عیب نہ لگائے ابو طالب نے محمد صاحب کو بلایا اور کہا۔ کہ قریش یوں کہتے ہیں کہ اب میں کیا کروں اور کہاں تک تیری حمائت کروں مجھ میں ان سے لڑنے کی طاقت نہیں محمد صاحب سمجھے کہ اب چچا نے بھی مجھے چھوڑ دیا شاید قتل کے لئے حوالہ کردینگے تب نہائت غمزدہ ہو کر کہا کہ میں باز آؤنگا اگر آپ حمایت نہیں کرسکتے تو نہ کرو کیونکہ میرا خدا مالک ہے یا تو امید بر آئیگی یا میں ناچیز ہو جاؤنگا یہ کہہ کر چلے گئے ابو طالب کو بحق رشتہ و یگانگی حضرت کی خوردی و مصیبت پر رحم آیا پھر حضرت کو بلا کر تسلی دی اور کہا جو تیرا دل چاہے سو کر میں جب تک جیتا ہوں تیری حمایت کرونگا تو دل شکستہ مت ہو۔ غرض جب کہ قریش نے دیکھا کہ عمر بھی مسلمان ہو گیا اور اس کا مذہب کا چرچا پھیلا چلا جاتا ہے اور مسلمانوں نے ملک حبشہ میں ہجرت کرکے اس کو اپنا امن بنالیا ہے تو تنگ آکر محمد صاحب کے مارنے کا مضبوط ارادہ باندھا۔ ابو طالب نے یہ خبر سن کر بنی عبد المطلب اور بنو ہاشم کے لوگوں کو جو اس کے خاص خاندانی تھے جمع کیا اور ان کو لے کر اس کی عادت کے موافق اپنے غار میں جس کو شعیب ابوطالب کہتے تھے حفاظت کے لئے مع محمد صاحب کے جا رہا قریش نے جب یہ حال ابوطالب کا دیکھا تو جمع ہو کے ایک کاغذ عہد نامے کے طور پر لکھا جس کا یہ مضمون تھا کہ ہم سب قریش آئندہ کو ہمیشہ بنی عبد المطلب سے جدا رہینگے نہ ان میں رشتہ اور نکاح کرینگے نہ ایک دوسرے کی مدد کرینگے نہ ان سے بات کرینگے اور نہ ان کو اس سرزمین میں نفع لینے دینگے مگر اس وقت کہ محمد مارا جائے۔ یہ اقرار نامہ لکھ کر بعد مہر کے کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دیا اور اس شعیب میں جا کر ابوطالب کا محاصرہ کیا جو کوئی اس شعیب سے باہر آتا جاتا ملتا اسے خوب مارتے تھے اور کوئی چیز بازار سے خرید کرنے نہ دیتے تھے بعض لوگ جن کے خاص رشتہ دار وہاں بند تھے ان کے

لئے خفیہ کھانا بھیجا کرتے تھے تین برس تک یہ حال رہا جب یہ لوگ محاصرہ میں پڑے پڑے تنگ آگئے اور ان کے بال بچے بھوکے پیاسے رونے لگے بعض کو رشتہ داری کے سبب رحم آیا تب چند اشخاص قریش نے مل کر عہد نامہ توڑا اوران کو وہاں سے نکال کر شہر میں لائے اب بنی عبدالمطلب اپنے گھروں میں آکر بسے۔ انہیں ایام میں خبر آئی کہ رومیوں پر فارسی غالب آئے ہیں قریش نے مسلمانوں سے کہا کہ جس طرح فارسی رومیوں پر غالب آئے ہیں اس طرح ہم تم پر غالب آئینگے اور تمہیں مارینگے محمد صاحب نے فرمایا کہ چند برس کے بعد رومی لوگ فارسیوں پر غالب ہوجائینگے (یہ قرینہ کی بات تھی کیونکہ روم پر فارس کو اتفاقی غلبہ ہوا تھا جیسے ۱۸۵۷ میں عقلائے ہندوستان محمدی غلبہ کو چندہ روزہ جانتے تھے مگر عام مسلمان کو تہ اندیش اس بے اصل غلبہ پر فریفتہ ہوکر شیخیاں لگاتے تھے اب اگر عقلائے ہند کی یہ پیشن گوئی منجانب اللہ ہوسکتی ہے تو حضرت کی بھی وہ پیشن گوئی منجاب اللہ ہوسکتی ہے) اسی سال میں کہ دعویٰ نبوت کا دسواں برس ہے ابو طالب بیمار ہوا اور تنگ حال ہوگیا قریش اس کی بیمار پُرسی کو آتے جاتے تھے ایک روز بڑا مجمع اس کے گرد تھا قریش نے کہا اے ابو طالب محمد کے پاس کسی آدمی کو بھیج اور کہہ کروہ بہشت جس کی تو خبر دیتا ہے اور جس کی نعمتوں کا ذکر سنایا کرتا ہے اس میں سے کوئی کھانے کی چیز اپنے پیارے چچا کے لئے بھیج کہ وہ ناطاقت ہے تاکہ کھائے اور قوت پائے اور ابو طالب نے ایک آدمی بھیجا اس نے آکر حضرت سے بہشت کا کھانا چچا کے لئے مانگا حضرت سن کر چپ کر گئے کچھ جواب نہ دے سکے مگر ابوبکر نے جواب دیا کہ بہشت کی نعمتیں کافروں پر حرام ہیں اس لئے کافر چچا کو وہ نعمت نہیں مل سکتی پس وہ آدمی یہ جواب لیکر واپس گیا پھر ابوطالب نے بصلاح قریش اس کو دوبارہ بھیجا اور بہشت کا کھانا طلب کیا تب حضرت نے خود جواب دیا کہ ان اللہ حرمھا علے الکافرین یعنی خدا نے بہشت کا کھانا کافروں پر حرام کیا ہے (یہ وہی ہے جواب ہے جو ابوبکر نے دیا تھا) بعد اس کے محمد صاحب خود ابو طالب کے پاس تشریف لائے اور کہا اے چچا تیرا حق سارے آدمیوں کے حق سے مجھ پر زیادہ ہے تونے مجھ پر بڑے بڑے احسان کئے خدا کی قسم میرے باپ کے حق سے بھی تیرا حق مجھ پر زیادہ ہے مگر اب تو میری مدد کر صرف کلمہ پڑھ تاکہ میں قیامت کو تیری شفاعت کروں۔ ابو طالب بولا کہ وہ کلمہ کیا ہے حضرت نے کہا لا الہ اللہ محمد رسول اللہ ابو طالب نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ لوگ کہینگے کہ ابو طالب نے موت کے خوف سے کلمہ پڑھا لیا اگر یہ خوف نہ ہوتا تو کلمہ پڑھ کر تیرا دل خوش کردیتا۔ واضح ہو کہ محمد صاحب چاہتے تھے کہ ابو طالب مسلمان ہو کر مرے تاکہ پس ماندگان کو خیال ہو کہ قریش کا اتنا بڑا بزرگ جو عبدالمطلب کا سجادہ نشین تھا مسلمان ہو کر مرا ہے ضرور مسلمانی اچھی چیز ہے اسی واسطے تو حضرت نے کہا کہ اے چچا کلمہ پڑھ کر میری مدد کر۔ اور ابوطالب کا جواب سنو کہ اگر مجھے قریش کے ہنسنے کا خوف نہ ہوتا تو میں کلمہ پڑھ کر تیرا دل خوش کردیتا یعنی میں اس کلمہ کو اپنے لئے کچھ مفید نہیں جانتا تجھے خوش کرنے کو پڑھ دیتا۔ غرض ابو طالب مر گیا علی نے محمد صاحب سے آکر کہا کہ تیرا چچا بے ایمان مرگیا اس نے اپنے باپ کی نسبت یہ سخت لفظ کہا تب حضرت روئے اور کہا تجہیز وتکفین کرو جب دفن کرکے آئے حضرت گھر سے باہر نہ نکلے اور ہمیشہ خدا سے دعا کرتے تھے کہ میرے چچا کو بخشدے جب مسلمانوں کو خبر ہوئی کہ حضرت اپنے کافر چچا کے لئے خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں توکہنے لگے ہم بھی اپنے آباؤ اجداد کے لئے استغفار کرینگے دیکھو ہمارا پیغمبر اپنے کافر چچا کے لئے استغفار کرتا ہے اس وقت یہ آئت حضرت نے سنائی ما کان للنبی والذین امنو الخ یعنی نبی کو اور مسلمانوں کو لائق نہیں ہے کہ مشرکوں کے واسطے مغفرت کی دعا کریں اگرچہ وہ رشتہ داری ہی کیوں نہ ہوں۔ اس مصیبت کے بعد خدیجہ حضرت کی بی بی بھی ابوطالب کی موت سے ۳ روز بعد مرگئی پھر قریش محمد صاحب کو ستانے لگے کیونکہ ابوطالب حمائتی مرگیا تھا ان ایام میں محمد صاحب قریش کے ہاتھ سے تنگ آئے کہ دعوت اسلام کرنا ان کو مشکل ہوگیا ابو الھب جو محمدی کام سے خوش نہ تھا اس تنگی کی حالت کو دیکھ کے یگانگی کے سبب حمائت کو اٹھا

قریش نے اس سے پوچھا کیا تو اپنے دین سے پھر گیا اس نے کہا ہر گز نہیں ضرور میں اپنے آبائی دین پر ہوں مگر اپنے برادرزادہ کی مدد کرتا ہوں تا کہ لوگ اسے تکلیف نہ دیں پس ابولہب چچا کی حمائت میں محمد صاحب اسلام کی باتیں مکہ میں کرنے لگے کچھ عرصہ کے بعد ابوجہل اور عتبہ نے ابولہب سے کہا کہ تجھے محمد صاحب نے کچھ بھید بھی بتلایا ہے۔ کہ عبدالمطلب کہاں ہے اس نے کہا کچھ نہیں بتلایا مگر اب میں اس سے پوچھونگا۔ غرض جب پوچھا کہ عبدالمطلب کہاں ہے حضرت نے جواب دیا کہ دوزخ میں ہے ابولہب کا جی جل گیا کہ اس کے باپ کو دوزخ میں بتلایا اس روز سے ابولہب پھر دشمن ہوا اور قریش سے مل کر آپ بھی آزار دینے لگا تب حضرت ناچار ہو کر مکہ سے باہر نکلے اور دیہات میں جا کر مرید جمع کرنے کا ارادہ کیا پہلے قبیلہ بنی بکر میں تشریف لے گئے اور اسلام کی طرف ان کو بلایا انہوں نے حضرت کو قبول نہ کیا اور اپنے علاقہ سے نکال دیا۔ تب حضرت قحطان کے ایک قبیلہ کی طرف گئے انہوں نے اول حضرت کو جگہ دی پر جب حضرت کا مطلب انہیں معلوم ہوا تو انہوں نے بھی حضرت کو رخصت کیا۔ پھر طائف کی طرف قبیلہ بنی ثقیف میں تشریف لے گئے زید بن حارث حضرت کی خدمت میں تھا دس روز وہاں رہے دوسری حدیث میں ہے کہ ایک مہینے تک برابر وہاں رہے اور ہر شریف اور رئیس سے باتیں کیں اور مسلمان ہونے کو انہیں کہا کسی نے قبول نہ کیا بلکہ انہوں نے اپنے علاقہ کے جاہلوں کو تحریک کرکے بہت ایذا دلوائی یہاں تک کہ حضرت کے پیچھے پیچھے وہاں کے عوام چلتے اور پتھر مارتے اور گالیاں دیتے تھے۔ اس قبیلہ کے تین بھائی سردار تھے۔ عبد یالیل اور مسعود و حبیب ان تینوں کو حضرت نے اسلام کی طرف بلایا اور کہا کہ اسلام کے پھیلانے میں میری مدد کرو۔ ایک نے جواب دیا کہ خدا کو دنیا میں اور کوئی آدمی نہ ملا جو اس نے تجھے نبی بنایا ہے اگر تو پیغمبر ہو تو میں کعبہ کے غلاف کا چور ہوں۔ دوسرا بولا کہ اگر تو پیغمبر ہے تو مجھے لائق نہیں کہ تجھ سے بات کروں اور جو تو غلط کہتا ہے کہ تو جھوٹے سے بات کرنا لائق نہیں ہے۔ جس خدا نے تجھے بھیجا ہے تیری مدد کرے پھر ہم سے تو کیوں مدد چاہتا

ہے ۔ تیسرے نے کہا اگر خدا آدمیوں کے پاس کوئی رسول بھیجتا تو بطحا اور طائف کے علاقہ میں سے کسی دولتمند کو نبی بناتا تا کہ وہ تیری مانند گھر گھر مدد مانگتا نہ پھرتا پس حضرت یہ باتیں سن کر مایوس مکہ کی طرف چلے کہتے ہیں کہ راہ میں ایک باغ تھا اس میں حضرت آکر بیٹھے ایک غلام نینوی کا باشندہ نصرانی وہاں ملا اور وہ مسلمان ہو گیا (مگر وہ آدمی جاہل تھا جیسے کہ اس کے قصے سے ظاہر ہے) جب بطن نحلا میں آئے جہاں سے مکہ رات بسے کا راہ ہے تو وہاں رات کو سات یا نو جن بھوت نصیبین کے باشندے حضرت کے پاس آئے اور مسلمان ہوگئے محمد صاحب نے ان سے کہا جب اپنے وطن کو جاؤ تو وہاں کے جنوں سے کیہو کہ مسلمان ہوجائیں پس انہوں نے قبول کیا کہتے ہیں کہ وہ جن پہلے یہودی تھے جب وہ اپنی ولایت میں پہنچے اور وہاں جا کر جنوں کو اسلام کی خبر دی تو بہت سے جن مسلمان ہوگئے اور حضرت کی ملاقات کو آئے اور یہ بات تین مہینے بعد اس سفر کے واقع ہوئی پس حضرت چار شنبہ کی رات کو مکہ سے یہ کہتے ہوئے باہر آئے کہ مجھے حکم ہوا ہے اب جنوں کے پاس جاؤں اور ان مسلمان کروں اب کون میرے ساتھ چلنا چاہتا ہے سارے مسلمان جنوں کی ملاقات کے خوف سے چپ کر گئے مگر بن مسعود ساتھ گیا جب حجون کی شعیب میں پہنچے حضرت نے ابن مسعود سے کہا تو یہاں بیٹھ اور اس کے چوگرد ایک لکیر کھینچی کہ اس دائرہ سے باہر مت نکلیو ورنہ کوئی بلا تیرے اوپر آئیگی پس اس کو وہاں بٹھلا کر آپ ایک ٹیلے پر چڑھے اور نماز پڑھنے لگے دس ہزار پریاں یا چھ لاکھ اور چالیس جھنڈے اور ہر جھنڈے کے نیچے ایک بڑی جماعت جنوں کی آحاضر ہوئی اور سب مسلمان ہوگئے ان میں بارہ ہزار جنوں کے سردار تھے ان کو حضرت نے اس امت کا سردار اور پیشوا مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ تم ہڈیاں کھایا کرو اور تمہارے گھوڑے گوبر کھایا کریں یہ غذا اس دن ان کی مقرر ہوئی اسی واسطے مسلمان لوگ ہڈی سے کچھ گوشت لگا ہوا پھینکتے ہیں (واضح ہو کہ یہ جنوں کا قصہ حضرت نے اچھے موقع پر سنایا ہے ہم اس تواریخ میں سوائے اس جگہ کے اور کسی مقام پر جنوں کا قصہ نہیں دیکھتے ناظرین پر ظاہر ہے کہ ان ایام میں حضرت

کیسے تنگ تھے ہر کوئی ان سے دشمنی کرتا تھا اور قتل کے فکر میں تھے اور سازو سامان حضرت
کے پاس کچھ بھی نہ تھا کیا اچھے موقع پر جنوں نے ملاقات کی ہے ضرور اس قصہ کے بعد اس
ملک کے جاہل بُت پرستوں کے دل حضرت کی طرف سے خوف زدہ ہوگئے کیونکہ جس شخص
کے اتنے بیشمار جن مرید ہوں اگر وہ خفا ہو کر جنوں کی ایک فوج چڑھالائے۔ تو بیچارے مکہ کے
نادان لوگ مارے جائیں بڑے خوف کی بات ہے) جب حضرت علاقہ طائف سے الٹے
پھرے تھے تو بہس سے مسلمان مکہ کے حضرت کو آگے راہ میں آکر ملے اور کہا یا حضرت طائف
اور ثقیف کا حال قریش کو معلوم ہوگیا ہے کہ انہوں نے آپ کو رد کیا ہے پس اب مکہ میں آنے
کا منہ نہیں رہا ضرور آپ کو بہت دکھ دینگے آپ وہاں نہ جاؤ اس لئے حضرت کوہ حرا پر چڑھ گئے
اور مکہ کے رئیسوں میں سے ہر ایک کے پاس پیغام بھیجا کہ کوئی میرا مددگار اور حمائتی ہوکے
مجھے اپنی پناہ میں لے تو میں مکہ میں آؤں سب نے ان کو پناہ دینے سے انکار کیا مگر مطعم بن عدی
نے حضرت کو پناہ دی اور مکہ میں لا بسایا۔ کہتے ہیں کہ ان ایام میں خولہ بنت حکیم ایک عورت
تھی اس نے حضرت سے کہا کہ تم زوجہ کیوں نہیں کرتے اگر کنواری چاہتے ہو تو بھی موجود ہے
اور جو مستعلہ چاہتے ہو تو وہ بھی موجود ہے۔ کنواری عائشہ ابوبکر کی بیٹی ہے اور مستعلہ سودہ
بنت زمعہ ہے حضرت نے فرمایا کہ میں دونو کو چاہتا ہوں۔ پس عائشہ سے نکاح کیا گیا اور چونکہ
وہ چھ برس کے بعد سن اول ہجری میں مدینہ چل کر اس سے ہم بستر ہونگے لیکن سودہ سے چار سو
درہم مہر مقرر کرکے حضرت نے نکاح کیا اور خدیجہ کے بعد پہلے اسی سے ہم بستر ہوئے۔

دعوےٰ نبوت کے سن بارہ کے حالات

محمد صاحب کی عادت تھی کہ حج کے ایام میں جب کعبہ کا میلہ ہوا کرتا تھا۔ اور اطراف
وجوانب کے لوگ آتے تھے تو حضرت میلے میں جا کر ان کو اسلام کی طرف بلایا کرتے تھے اور ہر
طرح کی امید دینی ودنیاوی دیکر ان کو اپنی طرف رغبت دیا کرتے تھے اس برس ایام حج میں

بمقام عقبہ کھڑے ہوئے تھے کہ ادھر سے قبیلہ خزرج کا ایک جھنڈ جو مدینہ کے باشندے اور
تخمیناً چھ آدمی تھے گذرے۔ حضرت نے ان سے باتیں اور وہ مسلمان ہوگئے (اس کا سبب یہ
ہوا تھا کہ مکہ والوں سے مدینے والوں کی بڑی عداوت تھی انہوں نے دیکھا کہ محمد صاحب جو
حقیقت میں مکہ کے بڑے رئیس زادہ تھے اپنے ہم وطنوں کے مخالف ہیں ان کی معیت سے
ہم ضرور اپنے مخالفوں کو ضرر پہنچا سکینگے۔ پس وہ مسلمان ہو کر چلے گئے اور ان کا انصار رکھا گیا
یعنی محمد صاحب کے مددگار اور حمایتی۔ اس نام سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ قریش کو شکست دینے
کے لئے انصار بنے تھے خواہ عداوت قدیمہ کے سبب خواہ اس لحاظ سے کہ محمد صاحب کے
نانکیوالے نے بہر کیف انہوں نے بڑی مدد دی یہاں تک کہ سارے مسلمان انہیں کی مدد سے
عرب میں پھیل گئے) جب وہ لوگ مدینہ میں آئے تو گھر گھر محمد صاحب کی تعریفیں سنا کر
لوگوں کو ان کی اطاعت کے لئے ابھارا۔ انہیں ایام میں حضرت نے معراج کا قصہ سنایا اس کا
خلاصہ یہ ہے کہ رات کو جبریل ومیکائیل بقول ان کے محمد صاحب کے پاس آئے اور ان کا
سینہ چاک ان کے دل کو ہر طرح کی بدی سے پاک کیا اور ایک براق گھوڑا ہمراہ لائے جس پر تمام
انبیا نے سواری کی تھی اسی پر محمد صاح کو سوار کرنے لگے مگر براق دنگا کرنے لگا کیونکہ مدت
سے بندھا بندھا سرکش ہوگیا تھا۔ تب جبریل نے اسے دھمکایا اور اس نے محمد صاحب کو سوار
ہونے دیا۔ جبریل نے رکاب پکڑی میکائیل نے باگ تھامی اور بہشت سے فرشتے آکر آگے پیچھے
ہولئے اور یروشلیم کی ہیکل یعنی مسجد اقصےٰ کی طرف چلے۔ راہ میں دہنے سے کسی نے کہا۔ اے
محمد ٹھیر جا ایک سوال کا جواب دے۔ حضرت نے کچھ التفات نہ کیا۔ پھر بائیں طرف سے
کوئی بولا کہ ٹھیر جا ایک سوال کا جواب دے اس کی بھی نہ سنی۔ پھر ایک عورت سنگار کئے
ہوئے راہ میں ملی اس نے کہا ٹھیر جا ایک بات کا جواب دے اس کو بھی جواب نہ دیا۔ پھر
جبریل نے کہا پہلا آدمی یہودی تھا اگر تم اس کی بات سنتے تو تمہاری ساری امت یہودی
ہوجاتی۔ دوسرا عیسائی تھا اگر اس کی سنتے تو سارے مسلمان عیسائی ہوتے۔ تیسری عورت دنیا

تھی اگر اس کی سنتے تو سارے مسلمان دنیا دار ہوجاتے۔ جب ہیکل کے دروازے تک پہنچے
آسمان سے بہت سے فرشتے سلام کو آئے۔ گھوڑا ہیکل کے دروازے پر باندھا۔ اندر جا کر تمام
انبیاء کی ارواح کو دیکھا اور جماعت کرکے نماز پڑھی سب انبیاء محمد صاحب کے مقتدی
ہوئے۔ اس کے بعد ہر نبی نے خدا کی صفت وثنا اور محمدی عقیدے کے موافق باتیں کیں۔
پھر ایک سیڑھی جس کو عربی میں معراج کہتے ہیں آسمان سے زمین تک رکھی گئی۔ پس گھوڑے
پر سوار ہوکر اس پوڑی کے ڈنڈوں پر سے گذرتے ہوئے آسمان پر گئے جبریل نے پہلے آسمان
کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اسماعیل نام ایک فرشتہ بارہ ہزار فرشتوں کی فوج سے وہاں پر دربان تھا۔
اس نے کہا کہ دروازہ پر کون ہے۔ جبریل بولا۔ میں جبریل ہوں اور میرے ساتھ محمد ہے
اسے آسمان پر بلایا ہے تب اس نے دروازہ کھولا اور سلام کیا پھر آدم ملا اس نے کہا شاباش اے
نیک بیٹے اور نیک نبی آدم کے دہنے بائیں دروازے تھے ایک دوزخ کا ایک بہشت کا، آدم
ایک طرف دیکھ کر ہنستا دوسری طرف دیکھ کر روتا تھا۔ اسی طرح ہر آسمان کے دروازے پر
سوال وجواب کرکے کھلواتے چلے گئے دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ اور یحییٰ پیغمبر سے
ملاقات ہوئی۔ محمد صاحب نے ان کو سلام کیا انہوں نے کہا شاباش اے اچھا بھائی اور نبی
تیسرے آسمان پر یوسف پیغمبر ملا۔ چوتھے پر ادریس یا حنوک ملا۔ پانچویں پر ہارون چھٹے پر
موسیٰ ملا وہ محمد صاحب کو دیکھ کر رونے لگا جب حال پوچھا گیا تو کہا اس لئے روتا ہوں کہ یہ لڑکا
محمد میرے پیچھے نبی ہوا اور میرے یہودیوں سے زیادہ اپنے مسلمان لیکر بہشت میں جاتا ہے۔
ساتویں آسمان پر ابراہیم ملا اور شیر وشہد کی نہریں وہاں دیکھیں پھر تین پیالے حضرت کے
آگے آئے شراب وشیر وشہد سے بھرے ہوئے حضرت نے صرف شیر کا پیالہ پیا۔ جب مقام
سدرہ یعنی بڑی بیری سے آگے گذرے جبریل نے محمد صاحب سے کہا اب تم آگے آگے چلو
پس وہ پیچھے ہولیا آگے چل کر ایک سنہرا پردہ پڑا ہوا ملا۔ جبریل نے پردہ ہلایا اندر سے آواز کون
ہے جبریل بولا میں ہوں جبریل اور محمد میرے ساتھ ہے پس ملائکہ بڑے خوش ہوئے تب
جبریل نے حضرت سے کہا مجھے آگے جانے کا حکم نہیں ہے اب تو اکیلا چلا جا پس ستر پردے
محمد صاحب نے اکیلے طے کئے ہر پردے کی موٹائی یعنی عمق پانسو برس کی راہ تھی اور ہر ایک
پردہ سے دوسرا پردہ پانچسو برس کی راہ دور تھا آگے جاکے وہ گھوڑا بھی رہ گیا وہاں پر ایک
رفرف سواری کے لئے ملا۔ اس پر حضرت سوار ہوکر خدا کے تخت کے پاس پہنچے اور بہت سی
باتیں ہوئیں اور بڑے بڑے طول طویل قصے گذرے یہ پچاس وقت کی نماز کا حکم ہوا حضرت
نے مان لیا مگر موسیٰ نے محمد صاحب کو بوقت واپسی صلاح دی کہ پچاس وقت کی نماز مشکل ہے
کسی طرح خدا سے کم کراؤ پس حضرت نے بمشکل تمام تھوڑی تھوڑی کم کراکے نہایت تکرار
کے ساتھ خدا سے پانچ وقت کی نماز مقرر کرائی اگر موسیٰ محمد صاحب کو یہ صلاح نہ دیتا
تو مسلمانوں کی نسبت پچاس وقت کی نماز وہ تومان ہی چکے تھے اس کے سوا اور بھی محمدی دین
کی باتوں کے تذکرے اور امت کی ترغیب کی باتیں بہت سی وقوع میں آئیں جن کی گنجائش
اس کتاب میں نہیں ہے اور وہ سب باتیں فضول ہیں غرض محمد صاحب ایک ساعت میں یا
چار ساعت میں یہ معاملہ کر گذرے (مگر جب آنکھ کھل گئی تو کچھ بھی نہ تھا اسی بسترے پر پڑے
تھے) صبح کو یہ قصہ لوگوں کو سنایا اُم ہانی اور ابوبکر نے پہلے تصدیق کیا اور مان لیا کہ یوں ہی ہوا
ہوگا۔ ابوجہل نے یہ بات سن کر بڑا خاکا اڑایا اور لوگوں میں خوب ٹھٹھے اڑے بعضے مسلمان یہ
قصہ سن کر دین اسلام سے پھر گئے اور کہا کہ یہ بالکل ٹھٹھے بازی ہے مگر بعضے یقین کر بیٹھے اور
درمیان علماء محمدیہ کے آج تک اس قصے کی بابت بڑا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ انہوں
نے صرف خواب دیکھا تھا اور بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ جسم سمیت اسی طرح آسمان پر گئے تھے
بعض کہتے ہیں کہ قرآن میں صرف بیت المقدس تک جانے کا ذکر ہے اور یہ سارے بیان
احادیث کے ہیں نص قطعی سے ثابت نہیں۔ راقم کی رائے اس قصہ کی نسبت یہ ہے کہ
ضرور تھوڑا حال خواب کے طور پر محمد صاحب نے سنایا ہے۔ مگر محدثوں نے اس قصہ کو یہاں
تک طول دیا اور اختلاف سے یہاں تک بھر دیا کہ عقلمند کو اس کی نسبت یقین کی صورت نہ

رہی کیونکہ قصہ میں قصہ پیدا کرکے ایک مختصر الف لیلہ بنادیا ہے اور وہ سب باتیں قیاس سے بعید اور کلام الہیٰ سے دور اور ناواقفی اور جہالت کی بنیاد پر قائم ہیں۔ اسی سال میں بہت العقبہ واقع ہوئی اور وہ یہ تھی کہ بارہ آدمی مدینہ کے حج کو آئے تھے جنہوں نے مقام عقبہ پر محمد صاحب سے ملاقات کی تھی اور اسی جگہ باہم قسماً قسمی ہو کر بیعت کرکے مدینہ کو گئے تھے اور مصعب بن عمر کو حضرت نے ان کا معلم شرع بنا کر ساتھ کردیا تھا انہوں نے مدینہ میں بہت لوگوں کو مسلمان کرڈالا اور اکثروں کو حضرت کا مشتاق بنادیا تھا۔

دعویٰ نبوت کے سن تیرہ کا احوال

اس سال میں تین سو یا پانچ سو آدمی کے باشندے مسلمان اور بُت پرست رلے ملے مکہ میں حج کو آئے ان میں ۷۲ یا ۷۳ مرد اور ۲ عورتیں حضرت کی ملاقات کو مقام عقبہ میں آئے اور عقبہ میں آئے اور یہ معاملہ آدھی رات کو گذرا اس لئے کہ حضرت نے ان سے کہلا بھیجا تھا کہ یہ معاملہ کسی پر ظاہر نہ ہو میں رات کو عقبہ کی گھائی میں جاؤنگا تم وہاں پر آدھی رات کو جب سب لوگ سوتے ہونگے آکر ملاقات کرنا جب وہاں وعدہ کے موافق وہ لوگ چوری چوری آکر جمع ہوئے عباس نے کھڑے ہو کر کہا اے مدینہ والو محمد اپنی قوم میں عزت دار ہے اور حفاظت میں رہتا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرتے ہیں اس کے دشمنوں سے اسے بچاتے ہیں مگر وہ چاہتا ہے کہ ہم سے جدا ہو اور تمہارے ساتھ جائے پس اگر تم اس سے وعدہ خلافی نہ کرو اور اس کے مددگار رہو تو تمہاری طرف آئے ورنہ اپنے گھر میں رہے۔ وہ بولے کہ ہم ویسا ہی کرینگے مگر خود محمد صاحب ہم سے بیان کریں کہ وہ کس بات پر ہم سے اقرار اور بیعت لینا چاہتے ہیں تب محمد صاحب نے کہا کہ میرے ساتھ بیعت اور اقرار کرو اس بات پر کہ جو میں کہوں تم مانگوگے میرے فرمانبردار اور تابعدار رہوگے خوشی میں اور تنگی میں بھی اور اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کروگے امر معروف ونہی از منکر بجالاؤ گے اور حق بات کہوگے اور کسی طعنہ زن کے طعنہ سے نہ ڈروگے اور میرے مددگار بنے رہوگے اور جب میں تمہارے پاس آؤں میری نگہبانی کروگے جیسے اپنی جان اور اپنے بچوں اور جوروؤں کی کرتے ہو تو تمہیں ہمیشہ کا بہشت ملیگا۔ یہ بات سن کر سارے مدینہ والوں نے جو حاضر تھے بیعت کی اور اقرار دیا ابوالہثیم نے کہا ایسا نہ ہو کہ ہم تیری خاطر سب کچھ بجالائیں اور سب آدمیوں سے اپنے سابق کے اقرار نامے توڑ کر تیری مدد کریں اور تجھے فتح ہوجائے پھر تو ہمیں چھوڑ کر اپنے قبیلہ اور قوم میں جا ملے۔ تب محمد صاحب مسکرائے اور کہا ہمارا تمہارا ایک خون ہے تم میرے میں تمہارا جس سے تم لڑو اس سے میں لڑونگا اور جس سے تم صلح کرو اس سے میں صلح کرونگا (دیکھو تلوار زنی کرکے دنیا میں اسلام پھیلانے کے لئے چوری چوری اقرار اور اتفاق ہورہا ہے اور دنیاوی طمع پر ایک دوسرے سے قول وقرار لیتا ہے) اس کے بعد محمد صاحب نے کہا اب میں تمہارے درمیان چودھری یا نقبا مقرر کرتا ہوں اس بات سے کوئی غصہ نہ کرے کہ مجھے چودھری کیوں نہ مقرر کیا اور دوسرے کو کیوں کیا کیونک میں جبریل فرشتے کے کہنے سے کرتا ہوں ۔ پس بارہ آدمیوں کو نقیب مقرر کیا اور انہیں کہا کہ تم اپنی قوم کے سردار مقرر ہوئے اور میں ساری امت کا سردار رہا یہ باتیں وہاں ہورہی تھیں کہ اس پہاڑی پر سے کسی نے آواز سے پکار کر کہا اے لوگو ہوشیار ہوجاؤ کہ محمد صاحب نے اہل مدینہ کے ساتھ تمہارے قتل کرنے پر اتفاق کیا ہے محمد صاحب کہتے ہیں کہ وہ آواز دینے والا شیطان تھا جس نے قریش کو اس خفیہ سازش سے خبردار کردیا مگر حقیقت میں وہ کوئی محمدی دشمن تھا جس نے یہ سازش چوری سے دیکھی اور آواز دیکر کہیں چھپ گیا۔ اس کے بعد مدینہ والوں نے کہا یا حضرت اگر آپ چاہو تو علے الصباح اہل منا کو ہم تلوار سے مار لیں حضرت نے کہا ابھی مجھے لڑائی کا حکم نہیں ہوا جس وقت حکم ہوگا کہا جائیگا۔ اب تم اپنے اپنے ڈیروں میں جاکے سو جاؤ۔ صبح کو اہل مکہ نے مدینہ کے قافلہ میں جا کر کہا ہم نے سنا ہے کہ تم نے محمد صاحب سے بیعت کی ہے ہماری مخالفت پر مدینہ کے بُت پرستوں نے جو اس سازش سے ناواقف تھے اور نہ جانتے تھے کہ ہمارے ساتھ والوں نے ہم سے چوری

چوری رات کو یہ کام کیا ہے قسم کھائی کہ ہم نے ہر گز بیعت نہیں کی اور ہمیں اس بات کی کچھ خبر نہیں ہے (ناظرین پر ظاہر ہے کہ اول ہی سے کیسی سازشیں اس دین کے پھیلانے اور ملک لینے کے لئے ہورہی ہیں اور یہ رات کی سازش اس دین کے لئے بڑی کارگر ہوگئی چنانچہ آگے اس کتاب میں دیکھنے سے بیعت کے نتائج معلوم ہوجائینگے) انہیں ایام میں ابوبکر قریش سے تنگ ہوکر حبشہ کی طرف ہجرت کرکے نکل چلا جب برک انعما پر پہنچا وہاں ابن الدغو قریشی اسے ملا اس نے کہا کہاں جاتے ہو ابوبکر بولا کہ مجھے اہل مکہ بہت تکلیف دیتے ہیں ناچار ہوکر نکل آیا ہوں اب ارادہ ہے کہ کسی اور جگہ جاکر بفراغت خاطر عبادت کرونگا پس ابن الدغنہ کافر اسے امان دیکر واپس لے آیا اور یہ دستور تھا کہ جب کوئی رئیس کسی کو امان دیکر شہر میں رکھتا تھا تو پھر کوئی اسے دکھ نہ دے سکتا تھا جب ابن الدغنہ اسے لے آیا تو قریش نے کہا کہ ہمیں یہ امان منظور ہے بشرطیکہ ابوبکر اپنے گھر میں نماز اور قرآن پڑھے اور ہمیں قرآن سنا کر دکھ نہ دے اور ظاہرا کوئی بات مسلمانی کی نہ کہے ایسا نہ ہو کہ ہماری عورتیں اور بچے اس کی باتیں سن کر فتنہ میں پڑیں ابوبکر یہ شرط منظور کرکے مکہ میں رہنے لگا مگر چند روز کے بعد اس نے اپنے گھر کے صحن کے اندر مسجد بنائی اور قرآن پکار پکار پڑھنے لگا اور اس کا دستور تھا کہ قرآن پڑھ کر رویا کرتا تھا اس لئے محلہ کے اطفال اور زناں اس کا تماشا دیکھنے آتے تھے اس لئے قریش نے کہا کہ اس آدمی نے شرط کو توڑ ڈالا۔ اب ہم بھی اسے دکھ دینگے پس پھر اس کو دکھ دینے لگے۔ اس کے بعد حضرت نے بعض مسلمانوں کو حکم دیا کہ مدینہ کی طرف ہجرت کر جائیں اس لئے چند مسلمان مدینہ کو چلے گئے اور عمر خلیفہ بھی ۲۰ نفر ہمراہ لے کر مدینہ میں جا پہنچا ابوبکر کو حضرت نے کہا تم صبر کرو میرے ساتھ مدینہ کو ہجرت کرنا۔ جب قریش کو خبر پہنچی کہ محمد صاحب بھی مدینہ کو جانا چاہتے ہیں اور مسلمان وہاں جاکر جمع ہوتے جاتے ہیں اور شہر مدینہ ہماری مخالفت پر متفق ہے ضرور اب یہ لوگ ہمارے اوپر تلوار بازی کرینگے تو انہوں نے جمع ہوکر فکر کی کہ کیا کرنا چاہیے بعض نے کہا کہ محمد کو پکڑ کے کسی مکان میں پابہ زنجیر قید کرو

اور کھانا پینا نہ دو آپ ہی مر جائیگا بعض نے کہا شہر سے نکال دو جہاں چاہے چلا جائے ابوجہل نے کہا ہر قبیلہ کا ایک بہادر جوان طلب کرو اور سب کو تلواریں دیکر محمد پر چڑھا لاؤ تاکہ اس کے مرنے کے بعد اس کے رشتہ دار کسی خاص قوم پر خون کا دعویٰ نہ کریں اور ہر قسم سے جنگ کی طاقت نہ پاکر خاموش رہ جائیں یہ رائے سب نے منظور کی محمد صاحب کو یہ خبر معلوم ہوگئی انہوں نے جلدی سے علی کو بلالیا اور سب اسباب اور گھر بار اس کے سپرد کیا اور کہا آج تو میرے بستر پر سو اور میں مدینہ کو بھاگ جاتا ہوں تو پیچھے سے مدینہ میں آئیو رات کو قریشی لوگ حضرت کے قتل کے لئے اتفاق کرکے آئے مگر وہ تو پہلے ہی گھر سے نکل گئے تھے علی کو بستر پر پایا اسے کچھ نہ کہا۔ محمد صاحب پہلے ابوبکر کے گھر پر آئے اور وہاں تھوڑی دیر قف کرکے چلنے کا بندوبست کیا ابوبکر کے دو شتر تھے ان میں سے ایک شتر خرید کیا عبداللہ بن ابابکر سے کہا کہ تو رات کو یہ شتر لیکر غار ثور میں آجائیو اور قریش کی خبر بھی لیتا آئیو اور عامر بن فہیرہ سے کہا کہ تو ہمارے لئے دودھ لے کر فلاں موقع پر آئیو اور عبداللہ بن اریقط کو مزدوری پر مقرر کیا اور اسے کہا کہ تین روز بعد اونٹ لیکر غار ثور پر آئیو اگرچہ وہ کافر تھا پر اسے امان دی کہ ہم تجھے نہ مارینگے ابوبکر کے پاس اس وقت پانچ ہزار درہم نقد موجود تھے وہ سب اٹھا لئے اور ۲۷ تاریخ سفر کو چوبارے کی کھڑکی سے نکل کر بھاگے راہ میں محمد صاحب نے جوتیاں اتارلیں اور سارے قدم سے نہیں بلکہ پیروں کی انگلیوں کے بل چلتے تھے تاکہ پیر کا نشان نہ ملے شائد کوئی سراغ نکال کر پیچھے آتا ہو پس غار ثور میں آگھسے اس غار میں کیڑے مکوڑے رہتے تھے اور وہ پہاڑی کا غار نہایت اندھیرا تھا اس میں چھپ گئے اہل مکہ پہلے ابوبکر کے گھر پر آئے مگر معلوم ہوا کہ وہاں نہیں ہیں سراغ لگاتے ہوئے بھالے اور تلواریں لیکر پیچھے دوڑے اور اسی غار تک آئے مگر اس اندھیری غار میں کیا پتہ لگنے تھا۔ مسلمانوں نے اس غار کی نسبت بڑے بڑے ذکر لکھے ہیں کہ مکڑی نے اس پر جالا تند یا کبوتر نے انڈے دیدئے کیکر کا درخت اسی وقت پیدا ہوکر جوان ہوگیا کہ غار کا منہ چھپائے مگر یہ سب یاروں کی باتیں ہیں کیونکہ کوئی

معجزہ ان سے صادر نہیں ہوا ہے جیسے اوپر گذرا دوم آنکہ وہ غار ایسا تھا کہ مدوں ان سببوں کے بھی
اس میں آدمی کا ہرگز پتہ نہ لگتا یہ محمد صاحب کی جرات ہے کہ ایسے غار میں جا چھپے مگر مرتا کیا نہ
کرتا مثل مشہور ہے۔ القصہ قریش حضرت کو نہ پاکر واپس چلے گئے اور حضرت تین روز اس غار
میں چھپے رہے جب عبداللہ مزدور اونٹ لیکر وہاں آیا باہر نکل کر اس پر سوار ہوئے محمد صاحب
اور ابوبکر ایک اونٹ پر اور عبداللہ اور عامر دوسرے اونٹ پر اور ساحل کی راہ سے چل نکلے اور
کئی منزل طے کرکے مدینہ میں آپہنچے۔ راہ میں اکثر لوگ ابوبکر کے واقف تھے مگر محمد صاحب
کو نہ جانتے تھے جب ابوبکر سے پوچھتے کہ یہ تیرے ساتھ کون ہے ابوبکر انکو دھوکا دینے کے
لئے ذومعنی بات یوں کہتا تھا کہ یہ ایک آدمی ہے جو مجھے راہ بتاتا ہے راہ میں برید ایک شخص ملا
جو مسلمان ہو گیا جب محمد صاحب مدینہ کے نزدیک پہنچے بریدہ نے کہا اس طرح مدینہ میں داخل
ہونا اچھا نہیں جب تک تیرے آگے ایک جھنڈا نہ چلے پس اپنی پگڑی نیزے پر باندھ کے
جھنڈا بنایا اور آگے آگے لے کر چلا اس وقت زبیر یا طلحہ بھی راہ میں ملے انہوں نے محمد
صاحب اور ابوبکر کو سفید کپڑے اپنے پاس سے عنایت کئے تاکہ عزت سے شہر میں داخل
ہوں اور اہل مدینہ ان کی آمد سن کر روز روز استقبال کے لئے باہر نکلا کرتے تھے وہ بھی سب
آملے اور بڑی خوشی کرتے اور عورتیں گاتی بجاتی آگے آگے چلیں اور مدینہ میں داخل ہوئے اس
کے بعد علی بھی تین روز کا فرق دیکر مدینہ میں آگئے اور ، اور مسلمان مرد عورت بھی اپنے اپنے
موقع پر آتے گئے۔

سن ایک ہجری کا حال

جب محمد صاحب مکہ سے مدینہ میں ہجرت کرکے آئے تو اہل مدینہ نے بڑی خاطرداری
ان کی کی ان ایام میں مدینہ کے درمیان یہودی اور عربی رلے ملے رہتے تھے محمد صاحب نے
وہاں مسجد قبا تیار کی اور ایک روز وعظ کیا۔ عبداللہ بن سلام جسے محمدی لوگ فخراً علمائے یہود
سے بتلاتے ہیں وعظ سن کر اپنے گھر گیا دوسری بار خلوت میں محمد صاحب کے پاس آیا اور کہا
اے محمد میرے تین سوال ہیں ان کا جواب سوائے برحق نبی کے اور کوئی نہیں جانتا اگر تو
ان کا جواب دے تو میں جانونگا کہ تو نبی ہے۔ پہلا سوال کیا سبب ہے کہ بچہ اپنی ماں کی شکل
اور کبھی باپ کی شکل پیدا ہوتا ہے۔ دوسرا سوال پہلی نشانی قیامت کی کیا ہے تیسرا سوال اول
کھانا اہل بہشت کا کیا ہوگا۔ محمد صاحب نے فرمایا آج تک ان سوالوں کے جواب مجھے نہ معلوم
تھے مگر ابھی جبرئیل نے مجھے سکھلایا ہے عبداللہ بولا یہ جبریل وہی ہے جو یہودیوں کا دشمن ہے
تب محمد صاحب نے قرآن کی ایک آیت جس کا شروع یہ ہے من کان عدواً الجبریل الخ پڑھ کر
سنائی یعنی جو کوئی جبریل اور ملایکہ کا دشمن ہے خدا کافر کا دشمن ہے اس کے بعد یہ جواب
دیئے۔ پہلا جواب بچوں کی مشابہت مادری اور پدری کی وجہ یہ ہے والدین میں سے جس کا نطفہ
غالب آتا ہے بچہ اس کی شکل پر پیدا ہوتا ہے۔ دوسرا جواب پہلی علامت قیامت کی یہ ہے کہ
آگ دھوئیں کی ملی ہوئی اٹھیگی اور آدمیوں کو مشرق سے مغرب تک جمع کریگی۔ تیسرا جواب
اول کھانا اہل بہشت کا اس مچھلی کا جگر ہوگا جس کی پشت پر زمین ہے۔ عبداللہ ابن سلام یہ سن
کر بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نبی ہے اور مسلمان ہو گیا۔

ناظرین ان سوالات اور جوابات کی لیاقت سے خود واقف ہیں کہ یہ مہمل سوال
عبداللہ کی علمیت کیسی ظاہر کرتے ہیں اور ان کی نبوت کا ثبوت کیونکر دیتے ہیں۔ یہاں سے
عبداللہ کا علمائے یہود سے ہونا خود ظاہر ہو گیا اور اس کی توریت دانی بھی کھل گئی کہ اس نے
جبریل کا یہود دشمن بتلایا اور اس کی قدرومنزلت سے اپنی خوب واقفیت ظاہر کی سبحان اللہ
کیا اچھے یہودیوں کے عالم تھے پھر عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ میں یہودیوں کا بڑا عالم اور سردار
ہوں اگر یہود کو میرے اسلام کی خبر ہوگی تو وہ کہینگے کہ وہ جاہل اور کمینہ ہے بہتر ہے کہ میرا
اسلام مشہور ہونے سے پہلے آپ یہودیوں کو بلائیں اور میرا حال پوچھ لیں کہ میں عالم ہوں یا
نہیں پس محمد صاحب نے عبداللہ کو کسی جگہ چھپا دیا اور یہودیوں کو بلا کر اس کا احوال پوچھا

انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا پیشوا ہے اور عالم محمد صاحب نے کہا اگر وہ مسلمان ہوجائے تو کیا ہووہ بولے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا تب محمد صاحب نے عبداللہ کو پکارا وہ کونے میں سے نکل آیا اور بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ہے یہودی کہنے لگے تو بدکار جاہل ہے پس حضرت نے یہود کواپنے سامنے سے نکال دیا۔ واضح ہو کہ عبداللہ کے عالم ہونے کی کوئی دلیل اہل اسلام کے پاس موجود نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی کتاب موجود ہے دیکھو یہودیوں کا عالم پولوس رسول تھا جس نے اپنے استاد گملایل اور اپنے علم کا دعویٰ کس دھوم دھام سے یہود کے سامنے بیان کیا ہے اور جس کو حاکم نے کہا اے پولوس تجھے علم کی زیادتی نے دیوانہ کردیا ہے اور جس کی تصنیفات سارے جہان کی تصنیفات سے افضل ہم عیسائیوں کے پاس آج تک موجود ہیں اس عالم کا ایمان دلیل حقیت مذہب مسیحی کی ہوسکتی ہے نہ عبداللہ کا ایمان اسلام کی حقیت پر دلیل ہو ہاں ان دنوں میں درمیان مدینہ کے ذی عزت عالم عیسائی ایک شخص مسمی ابوعامر موجود تھا جس کا حال واقعات ۹ سن ہجری میں آئیگا اس کی بزرگی اور نیکی اور علمیت پر خود اہل اسلام کے علماء گواہی دیتے ہیں وہ ہرگز مسلمان نہ ہوا تھا بلکہ ہمیشہ محمدی مخالفت میں سرگرم رہا مسلمانوں کے ہاتھ سے تنگ آکر مدینہ سے جلاوطن ہوگیا تھا۔

اسی سال میں حضرت نے درمیان اپنی مسجد کے پچاس مہاجر اور پچاس انصار جمع کرکے عقد مواخات کیا یعنی آپس میں ہم قسم ہوئے کہ ہم تمہارے بھائی اور تم ہمارے بھائی تم ہمارے ترکہ کے مالک اور ہم تمہارے ترکہ کے مالک ہونگے یہ بڑے حکمت کی بات تھی اسی حکمت سے حضرت کے پیر مدینہ میں جم گئے اور بڑی دنیاوی مدد ملی۔ عائشہ سے روایت ہے کہ اسی سال میں جب ہم مدینہ سے ہجرت کرکے مکہ سے آئے اور محلہ سخ میں ہم اترے ایک روز میں بیٹھی تھی محمد صاحب ہمارے گھر میں آئے میری والدہ مجھے چھپر سے باہر نکال لائی اور میرے سر میں کنگھی دی اور میرا منہ دھویا اور مجھے کھینچ کر محمد صاحب کے گھر میں لے گئی کہ حضرت وہاں جا بیٹھے تھے چونکہ میں گھبرائی ہوئی تھی کہ یہ کیا ہوتا ہے تھوڑی دیر حضرت نے صبر کیا جب ذرا مجھے تسلی ہوئی تو پھر میری ماں مجھے گھر میں لے آئی آکر دیکھا کہ ہمارے گھر میں محمد صاحب پہلے سے ایک تختے پر آبیٹھے ہیں میری ماں نے ان کی گود میں مجھے بٹھلادیا کیونکہ نو برس کی عمر تھی پس لوگ اٹھ کر پاس سے الگ ہوگئے اور حضرت میرے ساتھ ہم بستر ہوئے۔

اور اسی سال میں اذان مقرر ہوئی اور حال یہ گذرا کہ جب مدینہ میں آکر نماز جماعت اور جمعہ کا دستور مقرر ہوا لوگوں کو احتیاج ہوئی کہ کوئی نشان مقرر کریں تاکہ لوگ جمع ہوجایا کریں مہاجرین اور انصار سے حضرت نے صلاح پوچھی کہ کیا نشان ٹھیرائیں بعض نےکہا یہودیوں کے موافق نرسنگا پھونکا کرو بعض نےکہا عیسائیوں کی مانند گھنٹہ بجایا کرو بعض نےکہا کہ آتش پرستوں کی طرح آگ جلایا کرو عمر نے کہا کہ کسی آدمی کو مقرر کرو کہ وہ پکارا کرے اسی صلاح کو حضرت نے پسند کیا اور بلال کو حکم ہوا کہ وہ تم پکارو وہ ان الفاظ سے پکارتا تھا الصلواۃ جامعتہ بعد اس کے عبداللہ بن زید نے خواب دیکھا کہ اس خواب میں کسی نے اس کو یہ الفاظ سکھلائے جو آج کل مسجدوں میں مسلمان بولا کرتے ہیں کہ کوئی کہتا ہے کہ عبداللہ کو جبریل نظر آیا تھا اور یہ اذان کی وحی اس پر لایا تھا اسی سال میں عاشورے کے روزے مقرر ہوئے ایک روز محمد صاحب نے یہودان مدینہ کو دیکھا کہ وہ روزہ دار تھے حضرت نے پوچھا کہ یہ کیسے روزے ہیں وہ بولے آج کے دن موسیٰ کو فرعون کے ہاتھ سے خدا نے نجات دی تھی حضرت نےکہا یہ روزے رکھنے کا میں زیادہ حقدار ہوں۔ پس مسلمان اسی دن سے یہ روزے ان کے حکم سے رکھنے لگے۔

سن دوم ہجری کا احوال

حضرت مدینہ میں آکر ۱۶ یا ۱۷ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز کرتے رہے (جب مکہ میں تھے کعبہ کو سجدہ کرتے تھے) یہودیوں نے تعجب سے کہا کہ محمد صاحب بیت المقدس کی طرف نماز کرتے ہیں اور ہمارے سارے دین کو نہیں مانتے یہ بات

حضرت کو بری معلوم ہوئی ایک روز ظہر کی نماز میں دوسری رکعت کے اندر بیت المقدس کی طرف سے کعبہ کی طرف منہ پھیر لیا۔ لوگ کہنے لگے کہ محمد صاحب اپنے دین میں حیران ہیں بعض نے کہا اپنے وطن کے پھر مشتاق ہوئے بعض نے کہا نہیں حسد سے پھر گئے ہیں پس آیت سیقول السفہاء سنائی اور اپنی مسجد قبا کو جو پہلے بیت المقدس کی طرف بنائی تھی اب ڈھا کر کعبہ کی طرف بنائی۔ اسی سال میں علی کا نکاح فاطمہ بنت محمد سے ہوا اس کی عمر ۱۶ برس کی تھی اس کے نکاح کا یہ قصہ ہے کہ پہلے ابوبکر نے جو محمد صاحب کا خسر تھا حضرت سے اس کی لڑکی کی درخواست کہ حضرت نے کہ میں وحی کا منتظر ہوں ابوبکر نے عمر سے آکر یہ حال کہا وہ بولا تجھے دینے سے انکار کیا ہے عمر نے جا کر درخواست کی اسی کو یہی جواب ملا کہ میں وحی کا منتظر ہوں عمر نے ابوبکر سے آکر کہا ابوبکر بولا کہ تجھے بھی دینے سے انکار کیا ہے۔ پھر لوگوں نے علی سے کہا کہ تو مانگ جب اس نے مانگا تو محمد صاحب نے قبول کیا اور نکاح کر دیا اور ام سلیم سے کہا کہ تو اس لڑکی کو علی کے ڈیرے میں لے جا اور اسے سونپ دے اور کہو کہ جلدی نہ کرے جب تک کہ میں نہ آؤں پس بعد نماز عشاء کے محمد صاحب ایک پانی کی ٹھلیا لے کر علی کے گھر آئے اور اس پانی میں تھوکا اور کچھ دعائیں پڑھیں اور وہ پانی علی اور فاطمہ کو پلایا اور فاطمہ کے سر اور چھاتیوں پر چھڑکا اور علی کے سر اور شانوں کے درمیان پانی ڈالا اور اجازت ہمبستر ہونے کی دی اس قصہ سے ظاہر ہے کہ ابوبکر و عمر نے اس محمدی قول کے معنی کہ میں فاطمہ کے نکاح میں وحی کی منتظر ہوں یہ سمجھے تھے کہ میں لڑکی دینا نہیں چاہتا یعنی وحی کا ذکر حیلہ کے طور پر تھا تب وہی تو وہ لوگ اس سے انکار مراد سمجھتے تھے۔

اسی سال سے محمد صاحب کے غزوے اور سریہ شروع ہوئے تھے مسلمان لوگ غزوہ اس محمدی لڑائی کو کہتے ہیں جس میں محمد صاحب بھی تشریف لے گئے ہوں اور سریہ اس لڑائی کو کہتے ہیں جس میں کسی اور شخص کے ماتحت فوج بھیجی ہو اور آپ اس میں نہ گئے ہوں کہتے ہیں کہ محمد صاحب نے ۱۹ یا ۲۱ یا ۲۷ غزوے عمر بھر میں کئے ہیں۔ اور سریہ مورخوں کے شمار میں صحیح طور پر نہیں آئے ہاں جس قدر معلوم ہوئے ہیں اس کتاب میں مذکور ہوئے ہیں مگر سب بیان ترتیب وار ہوگا تا کہ صحیح نتیجہ جلد نکل آئے۔

اسی سال میں غزوہ ابوا ہوا سعد ابن عبادہ کو محمد صاحب نے مدینہ میں خلیفہ بنایا اور آپ مع اصحاب کے قبیلہ ضمرہ اور قریش کے مارنے کو شہر سے نکلے جب مقام ابوا پر جو مدینہ کے قریب ہے پہنچے تو قبیلہ ضمرہ کا پیشوا مخشی بن عمر صلح کے ساتھ پیش آیا اس لئے جنگ نہ ہوا واپس آئے۔

سریہ عبیدۃ الحارث پھر محمد صاحب کو خبر ملی کہ قریش کی ایک جماعت مکہ سے نکل کر مقام ہجا پر جمع ہوئی ہے اس لئے حضرت نے عبیدۃ الحارث کو ساٹھ نفر مہاجر دیکر روانہ کیا جب مقابلہ ہوا تھوڑی دیر تیر اندازی جانبین میں رہی پھر تلوار کی شروع ہوئی قریش کے صرف چالیس آدمی تھے اور ان کو گمان تھا کہ مسلمانوں کی مدد پیچھے سے آتی ہے اس لئے وہ بھاگ نکلے اور مقداد و عتبہ قریشی جو برسم تجارت مکہ سے نکلے تھے مسلمان ہو کر لشکر اسلام میں آملے پھر یہ سب مدینہ کو چلے آئے۔ سریہ حمزہ پھر محمد صاحب کو خبر ملی۔ کہ قریش کی ایک جماعت جو ملک شام کی طرف تجارت کو گئی تھی اب واپس مکہ کو جاتی ہے اس لئے حضرت نے امیر حمزہ کو ۳۰ نفر مہاجر دیکر اس قافلے کے لوٹنے کو روانہ کیا تا کہ ان مسافروں کو ماریں اور ان کا مال لوٹیں مگر اس قافلے سے جنگ نہ ہوا کیونکہ تین سو آدمی تھے اور ابوجہل بھی ان میں تھا ناچارہ حمزہ مع اصحاب کے مدینہ کو واپس آیا۔ سریہ سعد ابن وقاص اسی طرح ایک اور قافلہ تجار کا جاتا تھا اس کے لوٹنے کو حضرت نے یہ سریہ روانہ کیا اور حکم دیا کہ مقام ضرار سے آگے نہ جائیں مگر جب یہ فوج مقام ضرار پر پہنچی تو معلوم ہوا کہ ایک روز پہلے وہ قافلہ وہاں سے آگے کو گذر گیا ہے ناچار مدینہ کو واپس آئے۔ غزوہ بواط، محمد صاحب کو خبر ملی کہ ایک قافلہ سوداگروں کا جس میں ایک سو آدمی اور دو ہزار پانچ سو شتر ہیں راہ سے گذرتا ہے اس لئے محمد صاحب خود مع چالیس نفر اصحاب کے ان کو لوٹنے کو تشریف لے گئے جب مقام بواط میں جو قریب ناحیہ

رضوی کے ہے پہنچے تو ان مسافروں سے ملاقات نہ ہوئی ناچار واپس آئے۔ غزوہ ذی العشیرہ۔
پھر محمد صاحب کو خبر ملی کہ ابو سفیان رئیس مکہ ایک بڑی جماعت قریش کی لیکر ملک شام
کی طرف تجارت کو جاتا ہے اس لئے حضرت نے عبدالاسد کو مدینہ میں خلیفہ بنایا اور امیر حمزہ
کو جھنڈا دے کر مع ایک سو پچاس نفر کے ان سوداگروں کے لوٹنے کو مدینہ سے خود بدولت
باہر نکلے جب موضع عشیرہ میں پہنچے اور چند روز ان غریب مسافروں کی انتظار کی تو پیچھے معلوم
ہوا کہ عرصہ گذرا کہ وہ قافلہ پہلے ہی نکل گیا ہے ناچار قبیلہ مدلج کے لوگوں سے صلح وعہد کر کے
مدینہ کو واپس آئے۔ اسی سفر میں حضرت نے علی کا نام ابو تراب رکھا تھا۔ غزوہ کرزین جابر
فہری مدینہ کی نواحی میں حضرت کے اونٹ چرتے تھے ایک شخص مسمی کرزین جابر کہیں سے
آکر ان کے اونٹ چرا لے گیا پس محمد صاحب مع ایک جماعت کے اس کے پیچھے دوڑے جب
وادی سفوان میں جو مدینہ کی نواحی میں ہے پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ چور کہیں کا کہیں نکل گیا ہے
اس لئے واپس چلے آئے۔ سریہ عبداللہ جحش پھر محمد صاحب نے اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ
جحش کو دس بارہ بہادر آدمی کے ساتھ امیر المومنین کا لقب دے کر روانہ کیا اور ایک چٹھی کسی
سے لکھوا کر اس کو دی اور کہا اس چٹھی کو دو روز بعد دور جا کر پڑھیو اور اپنے ہمراہیوں کو بھی سنانا
دوسری منزل سے درے ہرگز نہ کھولیو (مطلب یہ تھا کہ ارادہ ظاہر نہ ہو چپ چاپ دھاڑا
ماریں) الغرض اس نے دوسری منزل میں اس کو کھولا اس میں لکھا تھا کہ خدا کے نام پر برابر چلا
جا بطن نحلہ میں جا کر بیٹھ ایک قافلہ قریش کا وہاں سے گذرنے والا ہے شائد وہاں سے کچھ لوٹ
ہاتھ آئے اور کسی کو زبردستی اپنے ہمراہ نہ لے جائیو جو جانا چاہے جائے اور جو کوئی واپس ہونا
چاہے واپس ہو جب عبداللہ مذکور بطن نحلہ میں پہنچا اور مسافروں کی گھات میں بیٹھا تو ناگاہ
طائف کی طرف سے ایک قافلہ اس جگہ آنکلا (واضح ہو کہ محمد صاحب کو کسی مخبر نے خبر دی
تھی کہ ایک چھوٹا سا قافلہ فلاں جگہ سے بعد تجارت فلاں راہ ہو کر مکہ کو آنے والا ہے اس لئے
حضرت نے پہلے سے ان کو لوٹنے کا خفیہ بندوبست کیا) اہل قافلہ نے جب محمد صاحب کے

یاروں کو وہاں بیٹھے دیکھا تو اس ناگہانی بلا سے ڈر گئے اور آپس میں کہنے لگے یہاں مقام کرنا اچھا
نہیں ہے جلدی کوچ کرو ایسا نہ ہو کہ یہاں مسلمان ہمارے ساتھ کچھ بدی کریں مگر محمدی لوگ
قیافہ سے معلوم کر گئے کہ ہماری بابت فکر کرتے ہیں اس لئے ان کو فریب دینے کے لئے
عکاسہ ابن محسن مسلمان نے فوراً سر منڈایا اور سب مسلمانوں نے ایسا ظاہر کیا گویا حج کو جانے
والے ہیں اور اونٹ اپنے جنگل کی طرف روانہ کر دیئے اور آپ سیدھے منہ سے روٹی پکانے میں
مصروف ہوئے اس روز رجب کے مہینے کی پہلی تاریخ تھی مسلمان آپس میں ان کے سنانے کو
کہنے لگے آج رجب کی پہلی تاریخ ہے یا جمادی الاول کی پچھلی تاریخ ہے گویا آپس میں ان کو تردد
تھا تا کہ وہ مسافر سمجھیں کہ ان کو حج کی تاریخ کا فکر ہے یہ حال دیکھ کر ان لوگوں کی خاطر جمع
ہو گئی اور وہ بے فکر اپنے کاروبار میں مشغول ہوئے یکایک ان مسلمانوں نے اس قافلہ پر دھاڑا
مارا اور واقد ابن عبداللہ محمدی نے عمر حضرمی مسافر کے ایک تیر مارا اور اس کو بالکل مار ڈالا
اور عثمان بن عبداللہ و حکم بن کیسان مسافروں کو قید کر لیا مگر نوفل بھاگ گیا یہ تینوں قریشی
بڑے ذی عزت آدمی تھے پس مسلمانوں نے ان کا سارا مال لوٹ لیا اور قیدیوں کو مع تمام مال
کے لیکر محمد صاحب کی طرف روانہ ہوئے۔ نقل ہے کہ جب مدینہ کے نزدیک آئے تو عبداللہ
جحش نے پانچواں حصہ لوٹ کے مال کا راہ ہی میں محمد صاحب کے لئے جدا کر دیا۔ (اب تک
قرآن میں پانچواں میں حصہ لینا محمد صاحب کے لئے مقرر نہ ہوا تھا اسی نے اپنے عقل سے یہ
تقسیم کی اور چار حصے آپس میں بانٹ لئے یہ پہلا لُوٹ کا مال ہے جو مسلمانوں کے گھر میں آیا اور
پہلا پانچواں حصہ ہے جو عبداللہ کی تجویز سے محمد صاحب نے لیا اور یہی دستور قرآن میں داخل
کیا) جب قریش کو اس بات کی خبر ہوئی کہ ہمارے مسافروں کے ساتھ مسلمانوں نے یہ کچھ
کیا تو کہا کہ محمد صاحب نے ماہ حرام کو حلال کر دیا کیونکہ رجب کے مہینے میں لڑائی اور
خونریزی کرنا باپ دادے کے دستور پر عرب لوگ نہایت گناہ جانتے تھے اور مسلمان بھی اس
کے قائل تھے اور اب تک ان مہینوں حرام میں ایسے کام مسلمانوں کے لئے قرآن میں منع ہیں

اس لئے قریش نے مسلمانوں پر یہ طعن کیا کہ رجب میں بھی لوٹ مار تم کرتے ہو اس طرف یہ طعن ہوا اس طرف یہودی کہنے لگے اب محمد اور قریش کے درمیان آتش جنگ بھڑکی ہے کیونکہ واقد نے عمر حضرمی جیسے شخص کو قتل کر ڈالا جب محمد صاحب نے یہ طعن اور یہود کی ایسی باتیں سنی تو عبداللہ جحش سے کہا میں نے تمہیں نہ کہا تھا کہ ماہ حرام میں لڑائی نہ کیجو۔ (کوئی مولوی صاحب ثابت کریں کہ عبداللہ سے کب کہا تھا کہ لڑائی نہ کیجیو اسے تو خود اسی مطلب سے بھیجا تھا اب اس کے ذمہ بات لگاتے ہیں) اور حضرت نے اس لوٹ کے مال کی طرف اس غم کے سبب دنیا دکھلانے کو توجہ نہ کی اور کہا کہ اس مال میں تصرف کوئی نہ کرے۔ اور قیدیوں پر قید کا حکم اور مال پر لوٹ کا فتویٰ موقوف رہے اور ان مسلمانوں کو خوب دھمکایا یہاں تک کہ وہ سب پیشمان ہوئے۔ اس کے بعد ایک آئت اتری یسئلو نک عن الشھر الحرام جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ کام بیجا نہیں ہوا اس وقت عبداللہ اور اس کے یار خوشدل ہوئے اور سب مال تقسیم سابقہ کے طور پر محمد صاحب بھی اور وہ لوگ بھی اپنے اپنے گھروں میں لے گئے طیب اور طاہر جان کر (واضح ہو کہ ان ایام میں مسلمان لوگ پیسے کوڑی سے نہایت ہی تنگ تھے اور حضرت بھی کئی بار تشریف لے گئے پر کہیں سے کچھ ہاتھ نہ آیا تھا یہ عبداللہ کی بھونی جو ہوئی اس پر یہ سخت داغ لگا پر ناچاری کے سبب اس کو حلال کرلیا) غزوہ بدر بیان بالا سے ظاہر ہے کہ غزوہ عشیرہ میں جب محمد صاحب ان مسافروں کے لوٹنے کو تشریف لے گئے تھے جو مکہ سے شام کو برسم تجارت جاتے تھے اور جن کے راہ میں نہ ملنے سے مایوس آنا پڑا تھا اسی قافلہ کی فکر میں محمد صاحب پڑے ہوئے تھے کہ کب وہ شام سے واپس ہو کر اپنے وطن مکہ کی طرف جائیں کہ لہم نہیں اس وقت لوٹیں اسی ارادے سے محمد صاحب نے جاسوس چھوڑ رکھے تھے کہ ان کی آمد سے خبر ملے لیکن اس قافلہ والوں نے ملک شام میں اس محمدی ارادہ سے واقف ہو کر ضمضم بن غفاری کو پہلے مکہ میں بھیجدیا اور کہا کہ تو جا کر اہل مکہ کو خبردار کر اور کہدے کہ ہمارے لوٹنے کی فکر میں محمد صاحب نے گھات لگا رکھا ہے چاہیے

کہ تم لوگ راہ میں ہماری حمایت کو آؤ اور ہمیں اور ہمارے مال کو اس کے ہاتھ سے بچالے جاؤ جب ضمضم غفاری نے مکہ میں آکر یہ خبر سنائی تو اہل مکہ ان کے بچانے کو نکلے عورتیں گیت گاتی بجاتیں ان کے آگے چلیں محمدیوں کے قول کے موافق وہ لوگ ۹۵۰ نفر تھے اور ایک سو گھوڑے اور سات سو اونٹ ان کے ہمراہ تھے۔ ادھر محمد صاحب کو خبر ملی کہ وہی قافلہ شام سے مکہ کو جاتا ہے اس لئے حضرت نے طلحہ بن عمر اور سعد بن زید کو بطور جاسوسوں کے قافلہ کا احوال دریافت کرنے کو بھیجا تھا یہ دونو آدمی موضع بجنار میں کشد جہنمی کے پاس فروکش تھے اور اس نے ان کو چھپا رکھا تھا جب قافلہ بجنار میں آیا اور دوسرے روز وہاں سے روانہ ہوا یہ دونو مخبر مدینہ کو محمد صاحب کی طرف دوڑے تا کہ مسلمانوں کو چڑھا لائیں اور کسی اگلی منزل پر مسافروں کو جا ماریں۔ ایک روایت میں ہے کہ مقام بدر میں اس قافلے کے پہنچنے سے ایک روز پہلے ان دو مخبروں نے لڑکیوں کو آپس میں باتیں کرتے سنا تھا کہ انما العیر غداً او بعد غداً۔ یعنی قافلہ کل یا پرسوں کو آئیگا پس طلحہ وسعید یہ خبر سن کر چل نکلے۔ جب ابوسفیان مقام بدر میں آیا مجدی بن عمر نے اس منزل کے بھٹیارے سے پوچھا کہ محمد اور اس کے جاسوسوں کی کچھ خبر ہے اس نے کہا میں کچھ نہیں جانتا ہاں کل دو شتر سوار یہاں آئے تھے اور اس جگہ پر ڈیرہ کیا تھا مگر جلدی چلے گئے شائد وہی مخبر ہوں ابوسفیان نے اس جگہ جا کر ان کے اونٹوں کا گوبر دیکھا اور اس کو توڑ توڑ کے دریافت کیا کہ مدینہ کا چارہ چرے ہوئے اونٹ تھے کیونکہ کھجور کی گٹھلیوں کے ریزے اس گوبر میں پائے گئے پس ابوسفیان بولا کہ یہ غالباً محمد کے جاسوس تھے اور ضرور مسلمان لوگ کہیں نزدیک گھات میں ہونگے اس لئے وہ جلدی کرکے راہ سے پھرا اور بدر کو بائیں طرف چھوڑ کر ساحل کی راہ سے مکہ کی طرف متوجہ ہوا اور بہت جلد چلا جاتا تھا۔ اس طرف طلحہ وسعید مدینہ میں آئے تا کہ قافلہ کی خبر محمد صاحب کو دیں مگر محمد صاحب ان کے آنے سے پہلے عمر بن ام مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ بنا کر مع مہاجرین وانصار کے قافلہ لوٹنے کو روانہ ہو چکے تھے اور مقام عنوہ پر جو مدینہ سے ایک میل ہے اپنے لشکر کی موجودات لیتے تھے۔

کہتے ہیں کہ جب محمد صاحب نے فوج کا ملاحظہ کیا اور نہایت تنگ حال بے سروسامان بھوکا ننگا دیکھا تو کہا اے خدا یہ لوگ پیادہ ہیں انہیں سوار بنا بھوکے ہیں انہیں کھانے کو دے ننگے ہیں انہیں کپڑے پہنا محتاج ہیں دولتمند کر، راوی کہتا ہے کہ اس سفر سے جتنے آدمی جیتے آئے ضرور ایک دو اونٹ اور کچھ کپڑے اور بہت سا کھانا ہر ایک کے ہاتھ اس لوٹ میں سے آیا تھا(یہاں سے ظاہر ہے کہ یہ ننگے بھوکے لوگ جن کا پیشہ قدیم سے رہزنی کا تھا اسی لوٹ کی امید پر اپنی جان سے تنگ آکر جہاد کرتے تھے) الغرض محمد صاحب نے بعض کو وہاں سے واپس کیا اور ۳۰۵ نفر اپنے ساتھ لئے مگر ۸۰ نفر مہاجر اور کچھ انصار اور آٹھ آدمی کچھ عذر بنا کر مدینہ کو واپس چلے گئے چنانچہ حضرت نے اس لڑائی کی لوٹ میں سے ان واپس ہونے والوں کو ہر گز کچھ حصہ نہ دیا تھا مسلمانوں کے پاس ۷۰ شتر و تین گھوڑے اور ۶ زرہ تلواریں تھیں باری باری لوگ سواری کرتے تھے اور پیادہ چلتے تھے۔ جب محمد صاحب کے پیادہ چلنے کی باری آئی ابولبابہ اور علی نے کہا یا حضرت آپ سوار ہوجاؤ ہم آپ کے عوض پیادہ چلینگے حضرت نے کہا ما انتما باقوی منی وما انا باغنی من الابرمنکما یعنی تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں بھی تمہاری مانند ثواب حاصل کرنے کا محتاج ہوں (دیکھو محمد صاحب خود اقرار کرتے ہیں کہ میں تمہاری مانند ثواب کا محتاج ہوں پس وہ کیونکر شفیع یوم الجزا ہوسکتے ہیں) جب مسلمانوں کو خبر ملی مکہ سے قریش قافلہ کی مدد کو چلے آتے ہیں تو حضرت نے اپنے ہمراہیوں سے صلاح پوچھی ہر ایک کی گفتگو کے بعد یہ تجویز ٹھیری کہ ضرور ان سے جنگ کرنا چاہیے القصہ جب بدر کے نزدیک کسی مقام پر پہنچے اور ڈیرہ ڈالا تو محمد صاحب آپ ایک اصحابی کو لے کر قریش کی خبر دریافت کرنے کو لشکر سے باہر نکلے کچھ دور جا کر ایک پیر مرد ملا اس سے محمد صاحب نے کہا تجھے کچھ قریش اور محمد کی خبر ہے کہ وہ لوگ کہاں ہونگے بڈھا بولا میں نہیں بتلاتا جب تک کہ تو نہ بتلائے کہ تو کون ہے محمد صاحب نے کہا جب تک تو میرے سوال کا جواب نہ دے تب تک میں تجھے ہر گز نہ بتلاؤنگا کہ میں کون ہوں۔ تب بڈھے نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ فلاں تاریخ محمد اور اس کے یار مدینہ سے نکلے ہیں اگر یہ خبر درست ہے تو آج محمد کا مقام فلاں جگہ پر ہوگا اور اسی جگہ اس دن مسلمان مقیم تھے پھر بڈھا بولا کہ اور مجھے خبر ملی ہے کہ فلاں تاریخ قریش مکہ سے چلے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو آج فلاں مقام پر ہوں گے اور روز قریش اسی جگہ پر مقیم تھے تب اس پیر مرد نے کہا کہ اب تم بتلاؤ کہ تم کون ہو محمد صاحب نے کہا کہ نحن من الماء یعنی ہم پانی سے ہیں اور مطلب حضرت کا یہ تھا کہ بڈھا وہم پڑ جائے اور جانے کہ یہ شخص عراقی ہے کیونکہ اہل عرب عراق کو اہل الماء کہا کرتے تھے مگر مولویوں نے عیب پوشی کے لئے اس کے معنی یہ بتلائے ہیں کہ ہم نطفہ منی سے پیدا ہوئے ہیں اگرچہ یہ بات سچ ہے مگر سارے آدمی ایسے ہیں نہ صرف محمد صاحب (دیکھو محمد صاحب نے دو گناہ کئے ایک تو وعدہ کے موافق آپ کو نہ بتلایا دوسرے اس کو فریب دیا کہ آپ کو عراقی آدمی بتلایا پھر آپ ہی کہتے ہیں لعنت اللہ علے الکاذبین۔) اس کے بعد حضرت نے ڈیرہ میں آکر علی اور زبیر اور سعد کو مع ایک جماعت کے قریش کی خبر کو بھیجا وہ چلے ہی جاتے تھے کہ قریش کے آبکش اونٹ انہیں ملے مسلمانوں کو دیکھ کر اونٹ والے بھاگ گئے مگر اسلم و عریض دو آدمی مسلمانوں کے ہاتھ آگئے ڈیرے میں لا کر ان سے پوچھا کہ تم قافلہ کے ہو یا قریش کے وہ بولے ہم قریش کے لوگ ہیں تب مسلمان ان کو لات گھونسا مارنے لگے انہوں نے مار کے ڈر سے کہا ہم قافلہ کے ہیں تب مارنا چھوڑ دیا۔ محمد صاحب بولے جب انہوں نے سچ کہا تم مارنے لگے جب جھوٹ کہا تم نے مارنا چھوڑ دیا۔ کہتے ہیں کہ جس رات مسلمان لوگ بدر کے قریب مقیم ہوئے وہ ایسی جگہ تھی کہ وہاں پانی نہ تھا اور ریت بہت تھا بعض مسلمانوں کو احتلام ہو گیا اور بعض وضو کے محتاج تھے اور قریش کے ڈیرے کے نزدیک پانی بہت تھا اتفاقاً مینہ برسنے لگا رتیلی زمین درست ہو گئی پانی سب کو افراط سے ملا قریش جس زمین پر تھے وہ چکنی تھی پانی کے سبب سخت کیچڑ ہو گیا جس سے ان کو تکلیف ہوئی اور یہ محمد صاحب کا معجزہ ہوا جب خاص مقام بدر پر پہنچے۔ محمد صاحب نے کہا چاہ اولین پر ڈیرہ ڈالو حباب المنذر بولا کہ اپنے دل

سے کہتے ہو یا خدا نے ڈیرہ ڈالنے کا حکم دیا ہے حضرت بولے اپنے دل سے کہتا ہوں اس نے کہا
یہ جگہ مناسب نہیں ہے چاہ آخرین پر ڈیرہ ڈالو اور چند اور کوئے کھودلو اور ایک گڑھا کھود کر پانی
سے بھر دو اسی وقت جبرئیل نازل ہوا اور کہا یہی رائے درست ہے جو حباب کہتا ہے پس ویسا
ہی کیا۔ پھر راوی کہتا ہے کہ محمد صاحب اس میدان میں یاروں کے ساتھ سیر کرتے اور کہتے تھے
یہاں فلاں قریشی مر کر گریگا اور یہاں فلاں چنانچہ اسی طرح ہوا مگر یہ جرات دلانیکی بات تھی لائق
توجہ کے نہیں ہے اور بعد فتح کے شعرائے محمدیہ اور شیخی باز مسلمانوں نے مبالغہ کرکے ذرا سی
بات کو بڑا کر دکھلایا ہے خود حضرت کو اس پیشن گوئی پر یقین نہ تھا چنانچہ ان کا اضطراب اور
رونا گھبرانا اس کا گواہ ہے جس کا ذکر ابھی آتا ہے۔ نقل ہے کہ سعد ابن معاذ نے کہا یارسول اللہ
ہم تیرے لئے ایک چھپر بنائیں تو وہاں سایہ میں بیٹھا اور تیری سواری وہاں تیار رہیگی اور ہم
لڑائی میں مشغول ہونگے اگر فتح ہوئی تو بہتر ہے ورنہ تو سوار ہو کر مدینہ کو بھاگ جائیو پس
حضرت نے سعد کو دعائے خیر دی اور لکڑی کا چھپر جس کو عربی میں قریش کہتے ہیں تیار ہوا اس
کے بعد جانبین میں کچھ گفتگو رہی اور وہ یہ تھی کہ قریش کے بعض لوگ مسلمانوں کے حوض میں
پانی پینے کو آئے مسلمان ان کو منع کرتے تھے مگر حضرت نے روک دیا اسود بن عبدالاسد مخزومی
قریش میں سے بلا میں مسلمانی حوض سے پانی پیونگا۔ اور اسے خراب کرونگا اور اس نے اس
بات پر قسم کھائی جب پینے کو آیا امیر حمزہ نے اس کی ٹانگ پر تلوار ماری پر وہ گرتا پڑتا حوض
تک پہنچا اور پانی پیا تب حمزہ نے دوسری تلوار مار کر اسے قتل کر ڈالا۔ پھر عمر ابن وہب کو
قریش نے بھیجا کہ مسلمانوں کا مقدار دریافت کرے وہ ادھر اُدھر گھوم کر چلا گیا اور کہا ۳۰۰
کے قریب معلوم ہوتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کے اونٹ میں نے دیکھے موت اور زہر
مہلک سے لدے ہوئے ہیں یہ ایسی قوم ہے کہ تلوار کے سوا اور کوئی چیز ان کی امید اور پناہ
نہیں ہے (اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اس نے محمدیوں کی بے سروسامانی اور جان سے تنگ
آنا دیکھ کر یہ کہا کہ ایسے لوگ خوب دل توڑ کر لڑینگے کیونکہ بھوکی اور ننگی اور خستہ قوم کی امید

موت سے یا لوُٹ) جب یہ بات حکیم ابن حزام قریشی نے سنی عتبہ انیس قریشی کے پاس آیا او
رکہا کہ تو قریش کو اگر واپس ہٹا کر لے چلے تو تیرا ذکر خیر دنیا میں رہیگا اس نے کہا ابو حنظلہ
یعنی ابوجہل کے پاس جا اور اس کی مرضی پوچھ ابوجہل بولا اے نامرد تجھے کیا ہوا (اس کا باعث
یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمدیوں کے ہاتھ سے قریش نہائت تنگ آگئے تھے کیونکہ ان کے قافلے
بطور رہزنی کے محمدی لوگ لوٹا کرتے تھے اور مسافروں کو قتل کیا کرتے تھے چنانچہ ہجرت کے
اوائل سے ظاہر ہے)۔ الغرض جنگ کی جانبین سے ٹھیر گئی اور لڑائی کا شروع یوں ہوا کہ
قریش میں سے عتبہ و شیبہ و ولید بن عتبہ نکل کے باہر آئے اور مسلمانوں سے کہا کہ ہمارے
مقابلہ پر تین آدمی بھیجدیجیو مدینہ کے باشندے عوف و معوذ عبداللہ ابن رواحہ ادھر سے نکلے عتبہ
وغیرہ نے کہا کہ تم کون ہو وہ بولے ہم انصار ہیں کہا انصار سے ہمارا کیا مطلب ہے ہمارے
بھائیوں میں سے جو مہاجرین بن کر آئے ہیں وہ تین آدمی آئیں تب محمد صاحب نے حمزہ اور
عبیدہ اور علی کو بھیجا حمزہ نے اپنے مخالف کو مار لیا مگر عبیدہ مارا گیا۔ پھر ابوجہل حضرت کا چچا
اکیلا نکلا معاذ و معوذ مسلمانوں نے اس ایک پر حملہ کیا اور اسے مشکل سے مار لیا محمد صاحب نے
کہا تم دونوں نے البتہ اسے مارا ہے پر اس کے کپڑے وغیرہ معاذ کو ملینگے معوذ کو نہ ملینگے اس کے
بعد محمد صاحب اپنے چھپر میں جا کر رونے لگے اور دعا مانگی اور ایسے چیخ مار کر روئے کہ ابوبکر نے
ان کو اپنے بغل میں دبالیا اور کہا بس کر مت گھبرا خدا ہمیں فتح دیگا (یہاں سے ظاہر ہے کہ
محمد صاحب کو اپنی پیشینگوئی پر یقین نہ تھا اور مسلمانوں کا کیسا تنگ حال تھا اب جان پر نہ
کھیلتے تو کیا کرتے مثل ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا) بعد اس کے محمد صاحب فوج میں آئے اور بڑے
سخت وعظ سے ان کو ابھارا اور کہا جو مسلمان جس کافر مار دیگا اس کے کپڑے وغیرہ اسی
مسلمان کو ملینگے پر شرط یہ ہے کہ منہ نہ موڑے اگر مر جائیگا۔ تو بہشت میں جائیگا یہ وعظ ایسے زور
شور سے کیا کہ سب کے دل میں جرات آئی عمر بن حمام کھجوریں کھاتا ہوا تلوار لیکر کود پڑا اور
قریش کی طرف دوڑا اور مارا گیا اور سب مسلمان ٹوٹ پڑے اتفاقاً آندھی چل پڑی مسلمانوں

نے شور مچایا کہ فرشتے ہماری مدد کو آئے (اب دیکھو ایک طرف محمدیوں کو بھوک اور موت نظر آئی تھی اور دوسری طرف لوٹ یا محمدی بہشت دکھلاجاتا تھا اس پر یہ حکمت دلاوری کے واسطے خوب تھی کہ آندھی آگئی جس کو فرشتوں کی مدد کہا گیا) اسی بھروسے پر محمدی لوگ دل توڑ کر چار طرف سے ٹوٹ پڑے قریش بزدل ہوگئے خوب شمشیر چلی بہت سے قریشی مارے گئے اور چودہ محمدی بھی قتل ہوئے اور ستر قریشی محمدیوں نے قید کرلئے اور محمد صاحب کے چھپر کے پاس سعد ابن معاذ کھڑا ہوا دیکھتا تھا کہ سامنے مسلمان لوگ قریش کو قید کرتے تھے اس نے یہ بات بری جانی اس کا دل چاہتا تھا کہ سب مارے جائیں قید سے کیا فائدہ ہے محمد صاحب نے کہا کہ میرا دل بھی یہی چاہتاہے کہ سب ہی مارے جائیں مگر خدا کو منظور ہے کہ مارے نہ جائیں بلکہ خوار اور بے عزت ہوں۔ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے چند زرہ لُوٹ کر جمع کی تھیں عین جنگ میں اتفاقاً امیہ بن خلف اور اس کا بیٹا جو عبدالرحمٰن کے ساتھ دوستی سابقہ رکھتے تھے سامنے سے آگئے اور کہا اے عبد الرحمٰن ہمیں بجازرہ کے جمع کرنے سے ہمارا بچانا تیرے لئے زیادہ فائدہ مند ہے پس عبد الرحمٰن نے زرہ پھینکدیں ۔ اور ان کو کسی مقام محفوظ میں بٹھلانے کے لئے چلا بلال حبشی نے شور مچایا۔ پس مسلمان جمع ہوگئے ۔ ہر چند عبد الرحمٰن چلاتا رہا کہ ان دوستوں کو میں نے پناہ دی ہے کسی نے نہ مانا تلواروں سے ایک دم میں انہیں مار ڈالا۔ عبدالرحمٰن بولا بلال پر خدا کی رحمت ہو میری زرہ یوں گئیں میرے قیدی یوں مراوئے ہیں خالی ہاتھ رہ گیا۔ یہ افسوس کے طور پر کہتا تھا۔ پھر مسلمانوں نے چوبیس نفر رئیس قریش جو مارے گئے تھے ایک کوئے میں ڈال دیئے اور قیدیوں کو مضبوط باندھ کر پہرے میں دیدیا اور سورہے تین روز وہاں ڈیرہ رکھا پھر کوچ کی تیاری کی اور محمد صاحب سوار ہوکر مع یاراں کے اس کوئے پر آئے جہاں رئیس قریش پڑے تھے اور ایک ایک کا نام لے کر پکارا اور کہا میری اطاعت کیوں نہ کی تھی اس کا بدلہ دیکھا (یہ بات دوسروں کے دکھلانے کو تھی تا کہ ان کے دلوں میں بھی خوف پیدا ہو) عمر خلیفہ بولا کہ حضرت مردوں سے بولتے ہو

جن میں روح نہیں ہے حضرت نے کہا کہ خدا کی قسم تمہارے برابر سنتے ہیں عبادہ بن ثابت کہتا ہے کہ بدر میں محمدی فوج کے تین حصے تھے ایک حصہ لڑتا تھا ایک حصہ اسباب اور مال لوٹتا تھا اور قیدی پکڑتا تھا اور ایک حصہ محمد صاحب کے چھپر کے چوگرد ان کی جان بچانے کو پہرہ دیتا تھا۔ اور یہ معرکہ جمعہ کے دن ۱۷ تاریخ رمضان کو ہوا۔ ۱۲ تاریخ رمضان کو مدینہ سے حضرت نکلے تھے پس پانچ چھ روز میں یہ جنگ ہوگیا۔ پھر کوچ کیا اور وادی میں آئے اور وہاں ایک ٹیلے کے تلے بیٹھ کر محمد صاحب نے لُوٹ کا مال تقسیم کیا مینہ بن حجاج کی ذوالفقار تلوار ابوجہل کا اونٹ محمد صاحب نے اپنے لئے حصہ کے سوا پسند کرکے لے لیا۔ اب مدینہ میں اس فتح کی خبر ہوئی اور واہ واہ کا غل مچا اور محمد صاحب کے مداح باتیں بنانے لگے کہ یوں ہوا اور یوں ہوا جیسے پرانی سلطنتوں کا دستور تھا۔ قیدیوں میں دو شخص نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط جو محمد صاحب کے قدیمی مخالف تھے راہ میں محمد صاحب نے انہیں قتل کر ڈالا۔ عمر بن خطاب کی صلاح تھی کہ تمام قیدی قتل کئے جائیں تاکہ قریش کی شوکت ٹوٹ جائے اور لوگ جانیں کہ ہمارے دلوں میں باوجود رشتہ داری کے ان کی محبت نہیں ہے مگر ابوبکر نے کہا کہ یہ قیدی اپنی قوم اور رشتہ دار ہیں روپیہ لے کر چھوڑے جائیں شاید کبھی مسلمان ہوجائیں یہ رائے محمد صاحب کو پسند آئی اور کہا اے میرے یارو تم محتاج ہو چاہیئے کہ یہ قیدی بدوں روپیہ لئے نہ چھوڑے جائیں مگر جو غریب غربا قید ہوئے تھے اور روپیہ دینے کی طاقت نہ تھی وہ اس اقرار پر چھوڑے گئے کہ آئندہ مسلمانوں سے جنگ کرنے کو نہ نکلینگے ابوعزہ شاعر بھی ان میں تھا جو لوگ لکھنا جانتے تھے ان پر یہ حکم ہوا کہ انصار کے اطفال کو لکھنا پڑھنا سکھلائیں اور جو صاحب مقدور تھے ان کو کہا کہ بقدر استعداد زر لاؤ تب مخلصی ہوگی ایک ہزار درہم سے کم اور چار ہزار سے زیادہ کسی سے نہیں لیا۔ عباس حضرت کا چچا جو مقام عقبہ پر حضرت کا خیرخواہ تھا (جب اہل مدینہ سے سازش ہوئی تھی) اب گرفتار ہوکر حضرت کے سامنے آیا جب اس کا فدیہ تجویز ہونے لگا وہ بولا میں تو مسلمان ہوں قریش مجھے مکہ سے زبردستی

لائے تھے محمد صاحب بولے بظاہر تونے ہمارے ساتھ جنگ کیا۔ اس لئے تو مخالف ہے پس
تجھے چار فدے دینے لازم ہیں عباس بولا کہ میرے پاس کچھ روپیہ نہیں ہے کہاں سے دوں اے
محمد کیا تیرا دل گوارا کرتا ہے کہ میں تیرا چچا لوگوں سے بھیک مانگ کہ تیرے لئے فدیہ لاؤں
چونکہ محمد صاحب اس کے گھر کے مال سے واقف تھے کہنے لگے وہ سونا کہاں ہے جو آتے وقت
اپنی بی بی کو سونپ آئے ہو اور یہ خبریں قیدیان قریش ایک دوسرے کی نسبت دیتے تھے
مگر محمد صاحب نے کہا کہ مجھے خدا نے یہ خبر دی ہے غرض عباس مسلمان ہو گیا اور یہ اس کا
اسلام جبری اسلام تھا۔ یہ قصہ بدر کا ہے لیکن محمدیوں نے وہماً اور شعراء کی شرارت اور
سپاہیوں کی شیخی اور جہان کی تقریریوں کے سبب طرح طرح کے معجزے اور کرامات بیان کی
ہیں جن کی کچھ بھی اصل نہیں ہے۔ سریہ عمر ابن عدی اسی سال میں محمد صاحب نے عمر بن
عدی کو حکم دیا کہ تو جا کر رات کو عصماء بنت مردان یہودی عورت کو قتل کر آ کیونکہ وہ عورت
محمدیوں کے عیب اور محمد صاحب کی ہجو کیا کرتی تھی اس لئے حضرت نے چاہا کہ وہ عورت
کسی طرح خفیہ قتل کی جائے عمر مذکور بموجب حکم کے رات کو گیا وہ عورت اپنے بچوں کو لیکر
سو رہی تھی ان میں سے ایک بچہ دودھ پیتا تھا عمر اس کے گھر میں چور کے طور پر داخل ہوا۔ شیر
خوار بچہ الگ کر کے اس عورت کے سینہ پر تلوار ماری اور قتل کر ڈالا اور رات ہی رات مدینہ کی
طرف بھاگا اور صبح کی نماز مدینہ میں آکر محمد صاحب کے ساتھ پڑھی حضرت نے بعد نماز فرمایا
کیوں عمر تو مردان کی بیٹی کو مار آیا اس نے کہاں ہاں حضرت خوش ہوئے اور اس عورت کی
نسبت بد الفاظ منہ سے نکالے۔ غزوہ بنی قنیقاع اس لڑائی کا یہ سبب ہوا کہ محمد صاحب مکہ سے
مدینہ میں آئے تھے تو ان یہودیوں سے یہ عہد و پیمان ہوا تھا کہ محمد صاحب ان کو دکھ نہ دینگے
بشرطیکہ وہ ان کے دشمنوں کی مدد نہ کریں اور بوقت ضرورت محمد صاحب کو مدد دیں۔ مگر
جب محمد صاحب بدر کی لوٹ سے واپس آئے تو وہاں پر چرچا ہوا کہ مسلمانوں نے قریش کو
خوب مارا یہودیوں نے کہا قریش ناتجربہ کار شہری لوگ تھے اگر محمد ہم سے لڑے تو اسے

معلوم ہو۔ یہ خبر مخبروں نے محمد صاحب کو سنائی مگر اہل سیر لکھتے ہیں کہ بنی قینقاع کے
بازار میں کسی سنار کی دوکان پر کوئی محمدی عورت بیٹھی تھی کسی شریر یہودی نے چپکے سے
پیچھے آکر اس عورت کا تہ بند یعنی منجھلا یا ساڑھی اوپر کے کپڑے کے ساتھ گرہ لگدی اس وقت
مسلمان عورتیں فقیروں کے سے تہ بند رکھتی تھیں جن کے نیچے کوئی کپڑا نہ ہوتا تھا جیسے
کشمیری عورتیں ایک لمبے کرتے میں ننگی رہتی ہیں۔ پس وہ جب عورت اٹھی تو اس کی
برہنگی ظاہر ہو گئی اور لوگ ہنسے کوئی مسلمان بھی وہاں کھڑا تھا تلوار کھینچ کر آیا اور اس یہودی کو
قتل کر ڈالا اس وقت یہودی بھی جمع ہو گئے اور اس مسلمان کو مار لیا محمد صاحب یہ سن کر خفا
ہوئے اور ان کی بستی جا گھیری انہوں نے شہر کا دروازہ بند کر لیا پندرہ یوم محاصرہ میں رہے آخر
ناچار ہو کر باہر نکلے مندر بن قدامہ نے بحکم محمدی سب کی مشکیں باندھ لیں حضرت کا ارادہ تھا
کہ ان کو قتل کریں عبداللہ بن ابی سلول منافق نے محمد صاحب کا گریبان پکڑ لیا اور کہا ان پر
احسان کر اور بڑی تکرار سے پیش آیا ناچار حضرت نے معاف کیا اور جلاوطن ہونے کا حکم دیا وہ
لوگ بمشکل وہاں سے نکل کر زمین رزاعات میں جو ملک شام کی سرحد میں ہے پہنچے مگر وہاں بھی
تھوڑے دنوں کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے ان کے اموال واسباب اہل اسلام
لوٹ لائے محمد صاحب نے اس لوٹ میں سے اپنے حصے کے سوا دو زرہ تین تلواریں اور تین
نیزے پسند کر کے لے لئے تھے اور پانچواں حصہ بھی لیا تھا۔ غزوہ سویق اس کا سبب یہ ہوا کہ
ابوسفیان نے بعد شکست بدر کے قسم کھائی تھی کہ تیل نہ ملوںگا اور بی بی سے ہم بستر نہ ہوںگا
جب تک محمد سے بدلہ نہ لوں اس لئے وہ چالیس سوار لے کر مکہ سے نکلا اور ناحیہ عریض تک جو
مدینہ سے ۳ میل ہے آیا اور دو مسلمان قتل کئے اور وہاں کے گھر اور درخت جلا کہ مکہ کو واپس چلا
گیا اس لئے محمد صاحب ۲۰۰ نفر لے کر مدینہ سے نکلے کسی منزل میں ابوسفیان کے لوگ کچھ
ستو یا سویق چھوڑ گئے تھے محمدیوں نے وہ اٹھا کر کھایا اس لئے اس کو غزوہ سویق کہتے ہیں مگر ابو
سفیان نے ملا اس لئے پانچویں روز محمد صاحب مدینہ میں آگئے۔

غزوہ قرقرت الکدر حضرت کو خبر ملی کہ قبیلہ بنی سلیم وغطفان کے کچھ لوگ قرقرت الکدر پر جمع ہوئے ہیں پس چالیس آدمی لے کر اس طرف کو گئے پر کوئی نہ ملا۔ بطن وادی میں چند شتربان اونٹ چراتے تھے ان میں ایک آدمی مسمیٰ یسار بھی تھا۔ پس حضرت نے وہ سب ساربان مع شتربان کے گرفتار کئے اور موضع ضرار پر لوٹ کو بانٹ کر پانچواں حصہ لے لیا کل پانچ سو اونٹ تھے ہر آدمی کو دودو اونٹ ہاتھ لگے تھے۔

۳ ہجری کا احوال

اس سال میں غزوہ غطفان واقع ہوا اور وہ یہ تھا کہ محمد صاحب کو خبر ملی کہ قبیلہ بنی ثعلبہ کے لوگ موضع امیر میں جمع ہوئے ہیں تاکہ مدینہ کی سرحد میں لوٹ مار کریں اس لئے ۴۵۰ نفر لے کر حضرت مدینہ سے نکلے مگر کوئی نہ ملا صرف ایک آدمی مسمی جبار کہیں سے ہاتھ آگیا اس کو مسلمان کرکے ساتھ لے لیا۔ مخالف لوگ دور سے پہاڑ پر نظر آتے تھے ان میں کا ایک آدمی جسے مسلمان لوگ ان کا رئیس بتلاتے ہیں مسمی وعثور بھی ہاتھ آیا اور وہ مسلمان ہو گیا پس پندرہ یوم سفر کرکے واپس آئے۔

سریہ قردد پھر محمد صاحب کو خبر ملی کہ قریش کے مسافروں کا ایک قافلہ عراق کی راہ سے ملک شام کی طرف تجارت کو جاتا ہے کیونکہ بعد جنگ بدر کے حجاز کی راہ سے مسافروں کی آمدورفت بند ہو گئی تھی۔ اس لئے کہ اس راہ میں محمد صاحب لوٹ مار کرتے تھے۔ اس قافلہ میں بہت سامال تھا۔ اس لئے حضرت نے زید بن حارث کو پانچ سو سوار دیکر اس قافلہ کے لوٹنے کو بھیجا پس زید اس قافلہ پر جا پڑا اور بڑے بڑے لوگ اس قافلہ کے بھاگ گئے باقی تمام بھیڑ کو زید نے مع مال واسباب کے اپنے قبضے میں کرلیا اور مدینہ کی راہ لی حضرت نے اس مال کا پانچواں حصہ جو ۲۰ ہزار درہم کا مال تھا لیا باقی مال جو ۸۲ ہزار درہم کا تھا یاروں میں تقسیم کردیا اور زید کے حق میں فرمایا غیر امرا السرایا۔ یعنی دہاڑوں کا اچھا امیر۔ اسی سال میں ایک خون کعب بن اشرف کا محمد صاحب نے کیا۔ یہ آدمی ایک شاعر تھا محمد صاحب کی ہجو اور محمدیوں کی مرمت میں شعر کہا کرتا تھا اس نے امرائے قریش کی تعزیت میں جو بمقام بدر محمد صاحب کے ہاتھ سے مارے گئے تھے ایک مرثیہ بنایا تھا اتفاق سے یہ شخص مدینہ اپنے گھر پر آیا محمد صاحب کو خبر ہوئی اپنے یاروں سے کہا کہ تم میں کون ہے جو اس کا سر کاٹ لائے کیونکہ یہ ہمارا دشمن ہے محمد بن سلمہ نے کہا کہ میں اس کا سر کاٹونگا مگر تم مجھے اجازت دو کہ جو چاہوں فریب کروں حضرت نے فرمایا بہتر ہے جو فریب تو چاہے سو کر مگر پہلے سعد بن معاذ سے صلاح کرلے جب سعد سے صلاح کی تو اس نے کہا کہ پہلے اس کے پاس چلنا چاہیے اور اپنے فقر وفاقہ کی شکایت کرکے اس سے کچھ قرض مانگیں جب وہ لوگوں سے الگ ہو کر باتیں کرے تو اس کا سر کاٹ لیں یہ صالح کرکے محمد بن سلمہ وابونائلہ جو اس کعب کا رضاعی برادر تھا وعباد بن بشر وحارث بن اوس وابو عنیس مسلمان جمع ہوئے اور اس کے پاس گئے پر پہلے ابونائلہ کو اس کے گھر میں بھیجا تاکہ اس سے باتیں کرکے اسے ملائم کرے پس ابونائلہ آیا کعب نے اس کی مہمانی کی اور باہم شعر خوانی کرنے لگے! ابونائلہ بولا یہ محمد ہمارے اوپر مدینہ میں میں ایک بلا آگیا ہے ہر وقت صدقہ مانگتا ہے تجارت کی راہ لُوٹ مار کرکے بند کردی ہے اور بڑے دکھ میں ہمیں ڈال رکھا ہے کعب نے کہا ابھی کیا آگے چل کر دیکھنا کہ کیا کیا مصیبتیں لائیگا۔ ایک روایت میں ہے کہ کعب نے ابونائلہ سے کہا مجھے سچ بتلا کہ اہل مدینہ اس کی نسبت کیا خیال رکھتے ہیں ابونائلہ بولا جلدی اس سے پھر جائینگے اور اس کی مدد نہ کرینگے مگر ابھی نہیں وہ بھی موقع دیکھتے ہیں کعب اس بات سے خوش ہوا پھر ابونائلہ نے کہا بعض لوگ میری طرف اور بھی ہیں مگر ہمیں کچھ مال کی ضرورت ہے ہم تجھ سے قرض لینا چاہتے ہیں جو چیز تو کہے رہن کردیں تو ہمیں کچھ نقد قرض کے طور پر عنایت کروہ بولا اچھا اپنی جوروآں میرے پاس رہن کردو ابونائلہ نے کہا یہ ہم نہیں کرسکتے کیونکہ تو خوبصورت ہے وہ تیری ہی ہورینگی کعب بولا اپنے لڑکوں کو رہن کردو اس نے کہا لوگ بچوں کو طعن کرینگے مگر ہم اپنے ہتھیار رہن کرسکتے ہیں کعب

نے قبول کیا اور کہا جب چاہو ہتھیار لے آؤ اور روپیہ لے جاؤ پس ابو نائلہ نے آکر سب کچھ جو گذرا یاروں سے کہا۔ پھر سب مل کر محمد صاحب کے پاس آئے اور سب ماجرا سنایا جب رات ہوئی ۔ سب جمع ہوئے اور ہتھیار لیکر اس کے گھر پر چلے محمد صاحب بھی بقیع غرقد تک جو ایک محلہ ہے ان کی ہمراہ صلاح بتلاتے ہوئے آئے پروہاں آپ ٹھیر گئے اور ان کو کہا تم جاؤ۔ پھر آپ گھر کو لوٹ آئے وہ رات چاندنی تھی یہ پانچوں یار اس کے گھر پر جا پہنچے اسی دن کعب نے اپنی شادی کی تھی نئی بی بی کے ساتھ پلنگ پر تھا کہ انہوں نے دروازہ پر کھڑے ہو کر اسے پکارا جب وہ اٹھا عورت نے بار بار منع کیا کہ ہر بات جا کعب نے کہا ابو نائلہ میرا بھائی ہے کچھ شرارت نہ ہو گی ان الکریمہ لودعی اے طعن لاجاب یعنی کریم آدمی اگر مارے جانے کو بھی بلایا جائے تو البتہ جائیگا جب باہر آیا عطر وغیرہ کی خوشبو اس سے آتی تھی تھوڑی دیر ان محمدیوں نے اس سے باتیں کیں پھر ابو نائلہ نے کہا آپ ہمارے ساتھ چہل قدمی کے طور پر شعیب عجوز تک چل سکتے ہیں وہ بولا بہتر ہے راہ میں ابو نائلہ نے کہا آپ سے خوشبو آتی ہے میں ذرا آپ کے سر کے بال سونگھوں اس نے کہا بہتر ہے پس ابو نائلہ نے بال سونگھے اور سب یاروں کو سونگھائے اور اس دفعہ چھوڑ دیا دوسری بار پھر سونگھنے کی درخواست کی اس نے سر جھکا یا خوب مضبوط بال پکڑ لئے اور کہا مارو سب نے تلواریں چلائیں اور دم کے دم میں قتل کر ڈالا اس نے چیخ ماری شور مچ گیا کعب کے گھر والے دوڑے مگر یہ مسلمان دوسری راہ سے سر کاٹ کر چل نکلے بقیع غرقد کے پاس آکر پکار پکار تکبیر بولنے لگے اس وقت محمد صاحب عشاء کی نماز میں تھے سمجھ گئے کہ مطلب پورا ہو گیا اس عرصہ میں سر اس کا حضرت کے سامنے مسجد میں آیا بہت خوش ہوئے اور کہا اب سے جو یہودی داؤ پر چڑھے سر کاٹ لیا کرو (سبحان اللہ کیا اچھی تکبیر اور کیا خوب نماز عشاء ہے اور کیا اچھے منصف رسول اللہ ہیں اور کیا نیک امت ہے) صبح کو اس کے رشتہ دار محمد صاحب کے پاس فریادی آئے کہ تمہارے یاروں نے ایسا خون کیا ہے کہ بے گناہ جرم کعب کو مار ڈالا حضرت نے فرمایا ہمارا دشمن تھا اچھا کیا کہ اسے مارا پس وہ

غریب ڈر گئے اور خدا پر اپنا انصاف چھوڑ کر اپنے گھر کی چپ چاپ راہ لی۔ اسی سال میں ابو رافع سوداگر کا سر محمد صاحب نے کٹوایا۔ اس کا قصہ اسی روضتہ الاحباب میں جہاں سے یہ سب روائتیں لکھی جاتی ہیں۔ یوں مرقوم ہے کہ ابو رافع سوداگر بڑا مالدار اور محمد صاحب کا مذہبی مخالف تھا اور وہ خیبر کی نواحی میں ایک قلعہ میں رہتا تھا عبد اللہ عتیک وعبد اللہ انیس وعبداللہ عتبہ وابو قتادہ وغیرہ اصحاب نے محمد صاحب سے درخواست کی کہ ہم بھی کسی تیرے دشمن کو مارینگے تاکہ ہمیں بھی کچھ بزرگی سلطنت محمدیہ میں حاصل ہو۔ حضرت نے انہیں اذن دیا اور وہ لوگ ابو رافع کے قلعہ کے قریب پہنچے چونکہ وقت غروب آفتاب کا تھا عبد اللہ عتیک نے باقی یاروں کو کہا تم یہاں ٹھیرو میں دربان کے پاس جا کر عاجزی کرونگا شاید قلعہ کے اندر جانے دے پس انہیں وہاں چھوڑ کر قلعہ کے دروازہ تک پہنچا اور کپڑا سر پر ڈال کر ایسا بیٹھ گیا گویا کوئی پیخانہ پھرتا ہے تھوڑی دیر بعد دربان بولا اے بندہ خدا اگر قلعہ میں آنا ہے تو جلد آ۔ میں دروازہ بند کرتا ہوں وہ سمجھا کہ کوئی اسی قلعہ کا آدمی باہر پیخانہ پھرتا ہے پس یہ بات سن کر عبد اللہ عتیک قلعہ میں آگیا اور کہیں گھات میں بیٹھ رہا دربان دروازہ بند کر کے اور کنجی کو کسی کھونٹی پر لٹکا کر سو رہا عبد اللہ نے گھات سے نکل کر دروازہ کا قفل کھولا۔ تاکہ بھاگنے کی راہ کھلی رہے اس وقت ابو رافع بالاخانہ پر بیٹھا ہوا قصہ خوانوں سے کوئی قصہ سن رہا تھا جب سن چکا اور تان خانہ میں جا کر سویا عبد اللہ مذکور گھر میں آگھسا مگر اندھیرے میں معلوم نہ ہوا کہ ابو رافع کس پلنگ پر ہے تب عبد اللہ نے آواز دی اے ابو رافع وہ بولا کون ہے فوراً جواب کے ساتھ عبد اللہ نے تلوار ماری مگر کام تمام نہ ہوا۔ پھر عبد اللہ باہر نکل آیا تھوڑی دیر بعد پھر اندر گیا اور آواز بدل کر بولا اے ابو رافع تجھے کس نے پکارا تھا وہ بولا کوئی آدمی اس گھر میں چھپا ہوا ہے اس نے میرے تلوار ماری ہے اس بات کے ساتھ عبد اللہ نے پھر ایک تلوار ماری مگر پھر بھی وہ نہ مرا تب تو عبد اللہ نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کر ایسے دبایا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور عبد اللہ بھاگ نکلا یہ صحیح روایت بخاری میں لکھی ہے ۔ اور مشکواۃ کی کتاب القصاص اور باب

قتل اہل روت میں لکھاہے کہ کسی یہودی عورت کا جو محمد صاحب کو گالیاں دیا کرتی تھی کسی آدمی نے گلا گھونٹ کرمار ڈالا حضرت نے اس کا قصاص نہ لیا بلکہ خون معاف کردیا۔

اسی سال میں جنگ احد واقع ہوا بدر کی لڑائی کے بعد یوں ہوا کہ ابوسفیان کے قافلہ کا مال قریش نے فروخت کیا پر اصل مال مالکوں کو دیا اور کل نفع اس تجارت کا جس کے سبب اتنی بڑی مصیبت قریش نے بدر میں اٹھائی تھی اور بہت سے ذی عزت آدمی مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے تھے ان سب نے متفق ہو کر اس لئے اکٹھا کیا کہ محمد صاحب سے بدلا لیں پس انہوں نے چاروں طرف خط لکھے اور عرب کو جمع کیا بلکہ عورتوں کو بھی ہمراہ لیا تا کہ جنگ کے وقت بدر کے کشتگان کا تذکرہ گائیں اور لوگ غصہ اور تیزی میں آکر محمدیوں کا قتل کریں عباس بن عبدالمطلب مسلمان اس وقت مکہ میں تھا اس نے بذریعہ خط کے محمد صاحب کو اطلاع دی کہ قریش کا یوں ارادہ ہواہے اس عرصہ میں فوج مقام ذوالحلیفہ تک آپہنچی اور تین روز وہاں مقام رہا۔

اَنس ومونس دو بھائی حضرت نے جاسوس بنا کر بھیجے انہوں نے قریش کا حال دریافت کرکے محمد صاحب سے آکہا جب یہ خبر خوب تحقیق ہوگئی تو حضرت نہائت ڈر گئے اور ارادہ کیا کہ ہم مدینہ سے باہر ہرگز نہ نکلینگے مگر بعد آپس کی بڑی تکرار اور مشورہ کے حضرت مسلمانوں کے ہمراہ نکلنے پر راضی ہوئے اور محمد صاحب نے اپنی جان کی حفاظت کے لئے اس روز دوزرہ اوپر تلے پہنے اور بڑے زور وشور سے وعظ کیا اور لوگوں کو بڑی تاکید کی کہ خوب مضبوطی سے لڑیں اور کہا ضرور تم کو فتح ہوگی اگر تندہی سے لڑوگے اس کے بعد حضرت نے گھر میں جا کر خود ہتھیار بندی کی اور بڑی دیر کے بعد گھر کے اندر سے باہر نکلے جب لوگوں نے ایسی ہتھیار بندی حضرت کی دیکھی توکہا اگر آپ کاارادہ جنگ میں جانے کا نہ ہو تو بہتر ہے نہ جائیں حضرت نے کہا ہم ہتھیار باندھ کر جنگ بدوں اتارا نہیں کرتے اب چلنا ضرور ہے میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ مدینہ سے نہ نکلو پر تم نے نہ مانا آخر الامر شہر سے باہر آئے منزل سخین پر لشکر کی موجودات لی جن کو واپس کرنا تھا واپس کیا اور جن کو ہمراہ لینا تھا ساتھ لیا پھر بعد نماز عشا کے حضرت نے اپنے خیمے پر پہرہ کھڑا کیا اور صبح کو مقام احد پر پہنچے مگر ابن ابی سلول معہ اپنے ہمراہیوں کے جو قریب ۳۰۰ آدمی کے تھے۔ مسلمانوں سے الگ ہو کر مدینہ میں چلا آیا اگرچہ مسلمانوں نے اس کو بہت سمجھایا کہ واپس مت جاوہ سب بولے کہ محمد صاحب کو ہم نے سمجھایا تھا کہ لڑائی کے لئے مت نکلو ہمارا کہنا نہ مانا لڑکوں کی صلاح مان کر نکل آئے اس لئے ہم نہ لڑینگے۔ پھر محمد صاحب نے یاروں کو حکم دیا کہ فوج کی صفیں باندھیں جب صف بند ہوچکی قریش کی طرف سے ابوعامر نے مسلمانوں کی طرف تیر چلایا اوراس کے سب ساتھی تیر اندازی کرنے لگے اور مسلمان بھی بڑے زور شور سے تیر اور پتھر مارنے لگے آخر ابوعامر بھا گیا اس وقت قریش کی عورتیں دائرہ بجا بجا کے بدر کے مردوں پر مرثیہ گاتی تھیں تا کہ قریش کو جوش آئے اورایک یہ گیت بھی تھا۔ نحن نبات طارق لمشی علی انمارق ان تقتلوا انعالق اوتدبر وانفارق فراق غیر وامق اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم خوبصورت عورتیں ہیں جو ملائم بچھونوں پر جاتی ہیں اگر تم اے قریش خوب لڑوگے تو ہم تمہاری گردنوں میں ہاتھ ڈال کر چمٹ جائینگی اور جو تم بھاگوگے توہم تم سے ہمیشہ کے لئے جدائی کرینگی۔ اس طرف مسلمانوں نے ایسی تیر بارانی کی کہ قریش سے جماعت ہوازن بھاگ گئی طلحہ بن ابی طلحہ قریش کا جھنڈا بردار میدان میں آیا مگر علی نے اسے زخمی کردیا اور معصب بن عمیر مسلمان نے اسے قتل کیا محمد صاحب نے خوش ہو کر تکبیر پڑھی اور بڑے زور سے سب نے حملہ کیا عثمان ابن ابی طلحہ قریشی کو امیر حمزہ نے زخمی کیا اور عاصم مسلمان نے شافع بن طلحہ کو مارا ڈالا اس وقت شافع کی والدہ نے نذر مانی کہ عاصم مسلمان کا سر توڑ کر اس کی کھوپڑی میں شراب پیونگی اور جو کوئی عاصم کو ماریگا سو اونٹ اسے دونگی۔ الغرض اسی طرح علمدار مر چکے ایک عورت مسماۃ عمرہ بنت علقمہ قریشی نے جھنڈا اٹھایا اور مسلمانوں میں سے ابورحانہ پہلوان محمد صاحب سے تلوار لیکر بڑے گھمنڈ کے ساتھ اس عورت کے مقابلہ پر

میدان میں آیا اور مسلمانوں نے بڑا سخت حملہ کیا قریش پہاڑ کی طرف بھاگ نکلے عورتیں چیخیں مارنے لگیں ہاتھ سے دف گرادیئے اور مسلمانوں ان عورتیں کی طرف لپکے اورمال لوٹنے لگے قریش نے پیچھے جوش میں آکر مسلمانوں پر ایسی مار ماری کہ ان کی صفوں کے درمیان گھس گئے اور تہ تیغ کرڈالا اور ایسی بڑی بھاری شکست مسلمانوں پر پڑی کہ سب نے دانت پسار دیئے اور ہوا جو پہلے پوربی تھی اور محمدیوں کے مفید تھی اب پچھوا چل پڑی جو قریش کو مفید تھی (میں کہتا ہوں کہ ایسی ہوا کے سبب بدر میں مسلمانوں نے فتح پائی تھی کہ وہ ہوا محمدیوں کی پشت اور رقریش کے منہ پر تھی اب مسلمانوں کے منہ اور قریش کی پشت پر ہوگئی اسی کا نام مسلمانوں نے فرشتوں کی فوج رکھا تھا اب چاہیے کہ قریش بھی اس کو ملائکہ اُحد کہیں) غرض مسلمان ایسے گھبرا گئے کہ آپس میں کٹ مرے اور شور مچ گیا کہ محمد صاحب مارے گئے پس مسلمان بھاگ نکلے اکیلے آنحضرت قریش کی طرف تیر اور پتھر مارہے تھے۔ مورخ کہتے ہیں کہ صرف چودہ مسلمان ساتھ رہ گئے تھے اور ابن قمیہ محمد صاحب کے پتھر مارتا تھا یہاں تک اس نے پتھر مارے کہ حضرت کا منہ خون سے سرخ ہوگیا اور منہ پر کئی ایک زخم بھی آئے اور عتبہ ابن ابی وقاص بھی حضرت کے پتھر مارنے لگا اس کے ہاتھ سے ایک پتھر حضرت کے دانت اور ہونٹ پر ایسا لگا کہ نیچے کا لب زخمی ہوگیا اور ایک دانت جڑ سے ٹوٹ گیا عبداللہ ابن شہاب نے حضرت کے سر میں ایک اور پتھر مارا اور زخمی کردیا۔ شرح بخاری میں شیخ ابن حجر نے لکھا ہے کہ ستر زخم تلوار کے حضرت پر لگے تھے اور مراد اس کثرت زخموں سے ہے نہ حقیقی تعداد پھر ابن قمیہ نے عتبہ ابن وقاص کے ساتھ آکر محمد صاحب کے ایک تلوار ماری چونکہ اس وقت دوزرہ اور ہتھیاروں کا بوجھ محمد صاحب پر بہت تھا اور دیر سے پتھر کھارہے تھے ناچار ایک گڑھے میں گر پڑے اور لوگوں کو میدان میں نہ نظر نہ آئے اسلئے بعض مسلمان بھاگ نکلے اور بعض اکیلے لڑتے رہے قریش کے گمان میں محمد صاحب قتل ہوچکے تھے حالانکہ وہ صرف زخمی تھے نہ مردہ جب ابن قمیہ نے محمد صاحب کے تلوار ماری تو صفیان نے شور مچادیا۔ کہ محمد

صاحب قتل ہوگئے اور یہ خبر مدینہ میں بھی مشہور ہوگئی تھی اس لئے مدینہ کے دوست اور رشتہ دار گھبرا گئے تھے ایک روائت میں ہے کہ ابوسفیان نے آواز سے پکار کر کہا کہ آج بدر کا بدلہ ہوگیا کبھی تمہارا وار چل گیا کبھی ہمارا اس وقت عمر نے چلا کر کہا کہ ہمارے مُردے بہشت میں گئے اور تمہارے دوزخ میں (میں کہتا ہوں کہ جو لوگ خدا کے نام پر ظلماً مارے جاتے ہیں وہ بہشت میں جانے چاہئیں نہ وہ غرض نفسانی کے لئے لُوٹ کے لالچ پر دوسروں کو مارنے کے لئے نکلتے ہیں ہم ایسے لوگوں کو ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ بہشت میں گئے یہ بہشت میں جانے کی کیا وجہ ہے) پس ابوسفیان فتح یاب ہوکر مکہ کو چلا محمد صاحب نے اپنے یاروں سے کہا تحقیق کرو مکہ کو گیا یا مدینہ لوٹنے کو جاتا ہے آخر معلوم ہوا کہ مکہ کو گیا نہ مدینہ کو کہتے ہیں کہ اس وقت چودہ مسلمان عورتیں یہ شکست کی خبر سن کر مدینے سے اُحد تک دوڑی آئیں ان میں ایک فاطمہ بنت محمد بھی تھی اس نے آکر جب باپ کا یہ حال دیکھا تو چمٹ کر رونے لگی حضرت بھی روئے اور فاطمہ حضرت کے زخم دھوتی تھی اور علی پانی لاتے تھے مگر خون بند نہ ہوتا تھا آخر چٹائی کا ٹکڑا جلا کر راکھ ان زخموں میں بھری پھر حضرت مدت تک دوا کرتے رہے تب اچھے ہوئے اس اثنا میں حضرت نے امیر حمزہ کا حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ قریش کے ہاتھ سے مارا گیا ہے بلکہ اس کی ناک اور کان بھی قریش کاٹ کر لے گئے۔ پس تمام ان مسلمانوں کو جو وہاں مرے تھے اسی جگہ گاڑدیا اور جو مسلمان قریب ۳۰ نفر کے زخمی تھے ان کو مارا گیا کہ اپنے اپنے گھر جا کر دوا کرو یہ مصیبت اٹھا کر اس جنگ سے واپس آئے جس کا بیان خلاصہ کے طور پر میں نے سنایا ہے (یاد رہے کہ ہمارے سیدنا عیسیٰ مسیح کی مصیبت اور کفار کے ہاتھ سے اس کی دنیاوی بے عزتی جو بموجب کلام الہیٰ کے ظہور میں آئی وہ فضیلت ہے کیونکہ اس نے بے جرم اور بغیر دکھ دیئے یہ مصیبتیں اٹھائیں مگر محمد صاحب نے اپنے کرنے کے سبب یہ مصیبت پائی نہ ان کے قافلے لوٹتے نہ ان کے آدمی مارتے نہ زبردستی لوگوں کو مسلمان بناتے نہ ایسی

مار کھاتے۔ پس اب مسلمانوں کو مسیح کی مصیبت پر جو درحقیقت فضیلت ہے اعتراض نہ کرنا چاہیے۔

سریہ رجیع۔ اسی سال میں سریہ رجیع کا وقوع میں آیا وہ یہ ہے کہ جب محمدی شکست کھا کر چلے آئے اور قریش بعد فتح کے مکہ میں آگئے تو سفیان بن خالد ہذیلی عضل وقارہ کی ایک گروہ ہمراہ لے کر قریش کو مبارک بادی دینے مکہ میں آیا اس نے عبدالدار میں ماتم کی آواز سنی معلوم ہوا کہ اس محلہ کے کئی آدمی اُحد کے جنگ میں محمدیوں کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں اس لئے وہاں رونا اور ماتم ہے پس یہ اشخاص اس محلہ میں ماتم پُرسی کو گئے اور سلافہ بنت سفدان کے پاس جو طلحہ کی زوجہ تھی جس کا خاوند معہ کئی لڑکوں کے اُحد میں مارا گیا تھا اور جو قریش کے علمدار بھی تھے جا کر بیٹھے اور تسلی دینے لگے اس عورت نے قسم کھائی تھی کہ اگر کوئی اس کے فرزندوں کے قاتل کا سر کاٹ لائے اسے سو اونٹ انعام کے دونگی پس انہوں نے انعام کے لالچ سے پوچھا کہ تیرے بچوں کو کس نے قتل کیا ہے اس نے کہا عاصم بن ثابت مسلمان نے دو لڑکے مارے اور طلحہ بن عبداللہ محمدی نے ایک کو مارا زبیر بن عوام مسلمان نے دوسرے کو قتل کیا۔ سفیان نے اپنی جماعت سے کہا تم مدینہ کو جاؤ اور محمد صاحب سے کہو ہم مسلمان ہیں ہماری گروہ کی تعلیم کے واسطے آپ چند مسلمانوں کو بھیجدو شائد ان قاتلوں میں سے کوئی بھیجا جائے پس ہم اس کو مار کر سو شتر انعام لینگے غرض سات آدمی مدینہ میں آئے اور محمد صاحب نے ان کو ہمراہ دس مسلمان بھیجدیئے ان میں ایک عاصم ان کا مطلوب بھی تھا پس وہ مکہ کی راہ سے روانہ ہوئے جب موضع ہندہ پر پہنچے ان بلانے والوں میں کا ایک آدمی جدا ہو کر سفیان کی خدمت میں جا پہنچا اور اس نے موضع رجیع پر آگھیرا عاصم اور سات مسلمان وہاں قتل کئے گئے پر خبیب اور زید دو محمدی قید ہو کر مکہ میں آئے اور فروخت ہوئے اور بڑی بے عزتی سے قتل کئے گئے قریش نے خبیب کو مار کر لکڑی پر لٹکایا تا کہ آنے جانے والے دیکھیں اور محمد صاحب کو خبر دیں پس آں حضرت نے خبر پا کر دو آدمی خفیہ روانہ کئے انہوں نے آکر خبیب کو جو چالیس دن کا مردہ لکڑی پر تھا رات کو چوری سے اتار لیا اور بھاگ نکلے پر قریش نے راہ میں جا لیا تب وہ مردہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اسی سال کے اخیر میں حضرت کو خبر ملی کہ قبیلہ بنی اسد کے لوگ مدینہ کی نواحی میں لوٹ مار کا ارادہ رکھتے ہیں اس لئے حضرت نے ۱۵۰ نفر دیکر ابوسلمہ بن عبدالاسد کو روانہ کیا لیکن اس نے ان کو کہیں اکٹھا نہ پایا پر ان کے گھر بار لُوٹ کر مدینہ میں واپس چلا آیا راہ میں لُوٹ کے مال کا پانچواں حصہ محمد صاحب کا حق جدا کر کے باقی سب مال بانٹ لیا ہر آدمی کوے اونٹ اور چند بکریاں ہاتھ آئی تھیں۔ اسی سال میں سفیان بن خالد کو محمد صاحب نے قتل کرایا اور اس مطلب کے لئے عبداللہ بن انیس مسلمان کو روانہ کیا کہ سفیان کو جو عرنہ میں رہتا ہے قتل کرے عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت سے درخواست کی کہ جو فریب میں چاہوں سو کروں حکم ہوا کہ تیرا دل چاہے جو فریب کر مگر اس کو مار پس عبداللہ چل نکلا اور آپ کو قبیلہ خزاعہ کا آدمی بنایا اور بطن عرنہ میں آیا سفیان نے پوچھا تو کون ہے کہا میں قبیلہ خزاعہ کا آدمی ہوں میں نے سنا ہے کہ تو محمد صاحب کی لڑائی کے لئے آدمی جمع کرتا ہے میں آیا ہوں کہ تیرے ساتھ ہو کر اس سے لڑوں اور بہت خوشامد کی باتیں سنائیں رات کو جب لوگ سو رہے تلوار اٹھا اور سفیان کا سر کاٹ لیا اور اسی وقت مدینہ کی طرف بھاگا سفیان کے لوگ اگرچہ اس کے پیچھے دوڑے پر کہیں نہ ملا رات کو چلا کرتا تھا دن کو غاروں میں چھپ رہتا اسی طرح مدینہ میں آیا اور سفیان کا سر جو ہمراہ لایا تھا حضرت کے آگے رکھا۔ پس حضرت بہت خوش ہوئے۔

۴ ہجری کا احوال

اس سال کے اول میں بیر معونہ کا قصہ ہوا وہ یہ تھا کہ ابوبرا بن مالک ٹھٹھہ باز محمد صاحب کے پاس آیا حضرت نے اس کو کہا کہ تو مسلمان ہو جا اس نے کہا اے محمد میرا قوم بہت بڑا قوم ہے ہم لوگ تیرے دین کو البتہ اچھا جانتے ہیں مگر ابھی میں مسلمان نہیں ہوسکتا اگر

تو میرے ساتھ مسلمانوں کو روانہ کرے کہ وہ ہماری قوم کو دعوت اسلام کریں تو امید ہے کہ وہ لوگ مسلمان ہوجائینگے۔ تب میں بھی ہوسکتا ہوں حضرت نے اس کے ہمراہ ستر نفر قاری بھیجدئے۔اور منذر بن عامر کو ان کا امیر بنایا جب مقام بیر معونہ پر پہنچے وہاں ڈیرہ لگایا اونٹ چرائی پر روانہ کئے لیکن ادھر بیر معونہ کے لوگوں نے سب مسلمانوں کے سر کاٹ ڈالے ایک بھی جیتا نہ بچا۔ یہ خبر سن کر محمد صاحب مع ایک جماعت کے یہود بنی نضیر کی خدمت میں آئے تا کہ ان سے مدد لیں ان یہودیوں نے مدد دینے کا کچھ اقرار سا کرکے اول مہمانی کے طور پر محمد صاحب کو بٹھلایا اور ارادہ کیا کہ جہاں محمد صاحب بیٹھے ہیں وہاں چھت کے اوپر سے ایک پتھر ان کے سر پر ڈالدیں مگر محمد صاحب قرینہ سے معلوم کرگئے اور وہاں سے جلد اٹھ کر مدینہ کو چلے آئے اور آکر حکم دیا کہ یہودی اس بستی کے جلاوطن کئے جائیں لیکن وہ لوگ نہ نکلے بلکہ لڑائی پر مستعد ہوگئے اس لئے محمد صاحب ان کے لڑنے کو نکلے اور ان کا محاصرہ کیا اور ان کے درخت کاٹنے شروع کردئیے کسی یہودی نے کہا کہ تم مسلمان ہو تمہیں درخت کاٹنا روا نہیں ہے اس لئے مسلمان اختلاف میں پڑگئے بعض کہتے تھے کہ ہم کاٹینگے اور بعض کہتے تھے کہ ہم نہ کاٹینگے۔ القصہ یہودیوں نے کہا ہم جلاوطن ہوجاتے ہیں ہمیں نہ ستاؤ تب مسلمان راضی ہوئے اور وہ غریب ملک شام اور خیبر اور ذراعات کی طرف نکل گئے حضرت نے ان کے اسباب اور زمین لوٹ کر انصار کو بخشدئے۔ اسی سال میں عبداللہ بن عثمان مر گیا کیونکہ مرغ نے اس کی آنکھ میں جو پانچ ماری تھی اسی بیماری سے اس نے موت پائی اور زینب بنت خزیمہ زوجہ محمد صاحب اور ام سلمہ زوجہ دوم کا پہلا خاوند بھی مر گیا اور فاطمہ بنت اسد مادر علی بھی اسی سال میں مر گئی اور امام حسین بھی اسی سال میں پیدا ہوئے اور ام سلمہ سے محمد صاحب کا نکاح بھی اس برس میں ہوگیا۔ اور غزوہ بدر صغرا بھی واقع ہوا جیسے ابو سفیان نے جنگ احد میں کہا تھا کہ سال آئندہ میں بمقام بدر پھر تمہارا ہمارا ایک جنگ ہوگا مگر اس برس قحط سالی بڑی شدت سے تھی اور گھاس دانہ بھی نہ تھا محمد صاحب ایک ہزار پانچ سو آدمی لیکر لڑائی کو نکلے اور ابو سفیان دو ہزار نفر سے آیا قحط اور خشک سالی کے باعث واپس چلا گیا جنگ نہ ہوا اسی سال میں محمد صاحب نے کسی یہودی زانی اور کسی عورت زانیہ کو بموجب حکم توریت کے سنگسار کیا کہتے ہیں کہ یہودیوں نے محمد صاحب کو دھوکا دینے کے لئے کہا کہ توریت میں سنگسار کرنے کا حکم نہیں ہے بلکہ کالا منہ کرکے شہر کے گرد پھرانے کا حکم ہے حضرت نے توریت منگوائی اس میں سنگسار کا حکم لکھا تھا۔

اسی سال میں حضرت نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ توریت کو جلد سیکھ لو ایسا نہ ہو کہ یہودی اس میں تحریف کریں پس زید نے پندرہ یوم میں توریت پڑھ لی (یہاں سے ظاہر ہے کہ توریت میں تحریف ہونے نہیں پائی اور محمد صاحب کا یہ گمان ہر گز نہ تھا کہ توریت بدلی ہوئی ہے جیسا کہ اس زمانے کے جاہلوں نے غل مچا رکھا ہے دیکھو تفسیر فوز الکبیر میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اصل نسخہ عبرانی توریت کا غیر محرف ہے صرف معنوں میں یہودی تعریف کرتے تھے نہ اصل کتاب میں۔)

اسی سال میں طعمہ مسلمان نے کسی انصاری کی چوری کی محمد صاحب نے بعد تحقیقات کے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا مگر وہ بھاگ کر مکہ میں قریش کے پاس چلا آیا اور وہاں آکر بھی چوری کی لوگوں نے اسے قتل کرڈالا۔ اسی سال میں مسلمانوں پر شراب کا پینا حرام ہوا پہلے محمدی لوگ بموجب اس آئت کے جو نحل کے ۸ رکوع میں ہے ۔ ومن ثمرات انخیل والاعتاب تتخذون منہ سکرا ورزقاً حسناً۔ شراب کو پاک چیز جانتے تھے ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ کھجور اور انگور کے پھلوں سے خدا تمہیں شراب جو اچھا رزق ہے عنائت کرتا ہے۔ اسی حکم سے مسلمان لوگ شراب پیا کرتے تھے مگر بعض اصحاب نے پیتے تھے اور اس کی بابت فکر کیا کرتے تھے اور بعض لوگ شراب پی کر نماز میں آتے تھے تب اس آئت سے جو دوسرے سیپارہ کے ۱۱ رکوع میں ہے حضرت نے اس کو حرام کردیا وہ یہ ہے کہ یسئلو نک عن الخمر والمیسر قل فیهما اثمہ کبیر۔ سوال کرتے ہیں

تجھ سے اے محمد کہ شراب اور قمار بازی کا کیا حکم ہے تو کھدے کہ ان میں بڑا گناہ ہے فقط (اگرچہ پہلے اس کو رزق حسنہ یعنی اچھا رزق کہا تھا۔ مگر اب وہ رزق قبیح ہو گیا۔)

۵ ہجری کا احوال

اس سال میں زینب بن حجش زید کی زوجہ کا قصہ واقع ہوا جس کا ذکر ازواج کے بیان میں آئیگا۔ غزوہ بنی المطلق۔ حارث ابن ضرار نے اسی سال میں آنحضرت کی مخالفت پر کچھ لوگ جمع کئے حضرت نے بریدہ بن خضیب کو اس امر کی تحقیق کے واسطے روانہ کیا اس نے آکر کہا میں نے سنا ہے کہ تم محمد صاحب سے لڑنا چاہتے ہو اگر یہ صحیح ہے تو مجھے بتلاؤ کہ میں بھی جا کر اپنی قوم کو تمہاری مدد پر لاؤں تب انہوں نے سب حال کھدیا۔ اس نے جلد مدینہ میں آکر محمد صاحب کو خبر دی پس حضرت بھی لشکر اسلام لیکر وہاں جا پہنچے اور ان کو شکست دی ان کے دس آدمی اور مسلمانوں کا ایک آدمی مارا گیا اور مسلمانوں نے ان کے بہت مرد و عورتیں پکڑلیں عائشہ کہتی ہے کہ میں اور محمد صاحب ایک پانی کے چشمہ پر بعد فتح کے سیر کے لئے بیٹھے تھے ناگاہ ان قیدیوں میں سے ایک عورت مسمات جویریہ بنت حارث سامنے آئی اس کا جمال اور حسن دیکھ کر فوراً میرے دل میں خیال آیا کہ ضرور میرا شوہر محمد صاحب اس پر مائل ہوجائیگا۔ وہ عورت آکر بولی یا حضرت میں مسلمان ہو گئی ہوں اور میں حارث کی بیٹی ہوں اس لُوٹ میں مسلمان مجھے پکڑلائے ہیں اور جب مال تقسیم ہوا تو میں ثابت بن قیس کے حصہ میں آگئی آپ مجھے اس سے چھڑا دو اور میرے چند درخت خرما جو مدینہ میں ہیں میرے عوض وہ درخت ثابت کو دلوادو تا کہ میں اپنے گھر جاؤں حضرت نے فرمایا بہت اچھا ہم یونہی کرینگے اور اس سے بہتر ایک اور کام بھی کرینگے وہ بولی اس سے بہتر کام اور آپ کیا کرینگے حضرت نے فرمایا ہم تجھے اپنی زوجہ بنانے کے لئے طلب کرینگے تب جویریہ نے کہا ہاں جب حضرت اس سے بہتر اور کیا ہے یہ بڑی دولت ہے پس حضرت نے ثابت کو بلایا اور اسے آزاد کرکے اپنی زوجات میں داخل کیا اور اس خوشی میں تمام بنی المصطلق کے قیدی آزاد کئے گئے۔ ابو سعید خدری سے روائت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جب ہم غزوہ بنی المصطلق کے لئے باہر گئے اور اس لڑائی میں ہم نے ان کی عورتوں کو گرفتار کیا اس طرف لڑائی کی شدت تھی اس طرف ہم ان کے ساتھ عین جنگ میں ہم بستر ہونے لگے مگر نطفہ اندر نہ ڈالتے تھے بلکہ باہر ڈالتے تھے (تا کہ مفت میں ان کو شکم نہ رہ جائے) ابو سعید کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا رسول اللہ موجود ہیں اور ہم یہ کام کرتے ہیں رسول اللہ سے پوچھوں کہ باہر انزال کریں یا اندر پس میں نے حضرت سے پوچھا تو فرمایا تم باہر ڈلو یا نہ ڈالو جو پیدا ہونے والا ہے وہ ضرور پیدا ہوگا۔ القصہ بعد اس جنگ کے مسلمانوں کے درمیان آپس میں بڑا جھگڑا ہوا یہاں تک کہ بعض نے حضرت کو بھی نہائت بُرا کہا اور بے عزتی کی اور ذلیل آدمی بتلایا جس کا ذکر واہیات ہے۔ اس لڑائی سے جب واپس آئے تو عائشہ زوجہ آنحضرت کسی آدمی کے ساتھ میدان میں اکیلی پیچھے رہ گئی دوسری منزل پر آکر فوج میں شامل ہوئی صفوان اسے دوسرے دن ہمراہ اونٹ پر لایا لوگوں نے مشہور کردیا کہ کسی آدمی کے ساتھ اس نے بدی کی ہے اور چند معتبر مسلمانوں نے بھی اس کا یقین کرلیا مثل حسان بن ثابت و سطح ابن اثاثہ وضمنہ بنت حجش وغیرہ نے اور یہ قصہ بہت مشہور ہو گیا اور شہر میں ٹھٹھہ بازی اڑ گئی (بندہ نے تحقیق الایمان میں اس کا ذکر واجب کردیا ہے) غزوہ احزاب اسی سال میں واقع ہوا اس کا سبب یہ تھا کہ بنی نضیر کے یہودی جو مدینہ کی نواحی سے محمد صاحب نے خارج کئے تھے اور وہ لوگ ملک شام وخیبر وغیرہ مقامات میں پراگندہ تھے بعض ان کے متفق ہو کر مکہ میں آئے اور قریش کے ساتھ ہم قسم ہوئے اور گردو نواح سے لوگ جمع کرکے دس ہزار کی بھیڑ سے مدینہ کی طرف چلے اس جنگ کو اسی سبب سے احزاب کہتے ہیں کہ اس میں چند حزب یعنی قوم کے لوگ جمع تھے جب حضرت کو یہ خبر ملی تو سخت حیران ہوگئے اور یاروں سے کہا اب کیا کریں سلمان فارسی نے کہا ہمارے ملک کی یہ رسم ہے کہ جب کسی شہر کو کوئی بڑا لشکر آگھیرتا ہے اور شہر والے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے وہ لوگ اپنے شہر کے گرد

ایک خندق کھودا کرتے ہیں اور اپنے بچاؤ کے لئے پس حضرت نے اس کی صلاح پسند فرمائی اور عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ کرکے آپ مع اکثر مسلمانوں کے مدینہ سے باہر آئے اور خندق کھودنی شروع کی ان ایام میں بڑا قحط تھا اور سردی بڑی تھی چھ روز میں بڑی مصیبت اٹھا کر خندق تیار کی گئی اور عورتوں اور بچوں کو شہر پناہ کی حفاظت میں بٹھلایا بنی قریظہ کے یہودی بھی اس وقت محمدی اطاعت سے پھر گئے اور فوج قریش خندق پر آپہنچی ۲۴ یا ۲۷ روز کا محاصرہ رکھا محمدی نہائت تنگ آگئے بلکہ حضرت کو بعض مسلمان برا کھنے لگے اور حضرت بھی اس بری حالت سے تنگ آکر بولے کہ لشکر غطفان وفزارہ کے رئیسوں کو مدینہ کے باغات کا ثلث دے کر کسی طرح راضی نامہ صلح نامہ لکھوالو اس شرط پر کہ وہ لوگ قریش کے ہمراہ لڑائی نہ کرینگے بلکہ واپس چلے جائینگے۔ پس یہ اقرار نامہ لکھ دیا مگر بعد اس کے بصلاح چند اصحاب کے اس کاغذ کو پھاڑ ڈالا اور انہیں کچھ نہ دیا اور ہمیشہ جانبین میں تیرو پتھر سے جنگ ہوتے رہے ایک روز ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ صبح سے شام تک جنگ رہا محمد صاحب کو نماز کی بھی فرصت نہ ملی لیکن یہ چند اقوام مختلف علاقہ کے جو ہم قسم ہو کر آئے تھے ان میں بھی یار لوگوں کی جوڑ بازی سے تفرقہ پڑگیا یہودی لوگ بھی قریش سے پھر گئے اور حکمت عملی درباب تفرقہ کے مسلمانوں کی طرف سے خوب چل گئی قریش شکستہ دل ہو کر واپس چلے گئے اور مسلمان ان کے ہاتھ سے بچ نکلے۔

غزوہ بنی قریظہ۔ جب قریش جنگ احزاب سے چلے گئے محمد صاحب تین ہزار آدمی لیکر بنی قریظہ پر جو جنگ احزاب میں عہد شکن ہوئے تھے چڑھ گئے اور خود محمد صاحب نے بنی قریظہ کے قلعہ کے سامنے جا کر یہودیوں کو جو اس میں پناہ پذیر تھے اپنی زبان سے گالیاں دیں یہودی بولے اے ابو القاسم (نام محمد کا ہے) تو کبھی گالی نہیں دیا کرتا تھا آج کیا ہوا جو تیرے منہ سے گالیاں نکلتی ہیں تب محمد صاحب نہائت شرمندہ ہوگئے ایسے کہ شرمندگی کا اثر حضرت پر ظاہر ہوا۔ واضح ہو کہ خدا کے کلام میں مسیح کی نسبت لکھا ہے کہ وہ گالی کھا کر گالی نہ دیتا تھا محمد صاحب بدوں گالی کھائے گالی دیتے ہیں اور لکھا ہے کہ گالی دینے والے خدا کی بادشاہی میں داخل نہ ہونگے۔ القصہ ۱۵ یا ۲۵ روز تک ان کا محاصرہ رہا اور پتھر اور تیر بارانی ہوتی رہی آخر وہ یہودی تنگ آکر قلعہ سے باہر نکل آئے محمد صاحب نے ان کی مشکیں بندھوا کر قید کرلیا اور عبد اللہ بن سلام کو حکم ہوا کہ ان کے بچے اور عورتیں قلعہ سے باہر نکال لائے اور سب مال واسباب ان کا جمع کرے ۱۵ سو تلواریں ۶ سو زرہ دو ہزار نیزے اور ۱۵ سو ڈھالیں اور بہت ساز اور قسم قسم کا اسباب اور جانور وغیرہ مسلمانوں نے لُوٹ کر جمع کیا اور وہ تمام مرد چار سو و نوسو کے درمیان تھے یک لخت مدینہ میں لاکر قتل کرڈالے اور مسلمانوں نے ان کی عورتوں اور بچوں کو آپس میں بانٹ لیا اور بڑی خوشی منائی ان میں سے ایک عورت ریحانہ بنت عمر محمد صاحب کو پسند آگئی بے نکاح باندی کے طور پر محمد صاحب اس سے ہم بستر ہونے لگے۔ اسی سال میں چاند گھن ہوا۔ اور حضرت نے چاند گھن کی نماز مقرر فرمائی۔

غزوہ دومتہ الجندل ۔ حضرت کو خبر ملی کہ وہاں پر لوگ جمع ہیں اور لوٹ مار کرتے ہیں پس ایک ہزار آدمی سے باہر نکلے پر وہ لوگ بھاگ گئے صرف ان کے جانور محمدیوں نے لوٹ لئے اس اثنا میں سعد بن عبادہ کی والدہ مر گئی تھی اس نے حضرت سے کہا میں کیا نیک کام کروں جو میری والدہ کو ثواب پہنچے حضرت نے پانی کی سبیل لگانے کا حکم دیا کہ ثواب اس کو ملیگا ۔(یہ دستور مدت سے ہندو کرتے ہیں کہ مردوں کے نام پر جنگلوں میں کنوئیں کھداتے ہیں اور سبیل لگاتے ہیں ۔)

۶ ہجری کا احوال

اس سال محمد صاحب نے محمدیوں پر حج فرض کیا۔ غزوذات الرقاع بھی واقع ہوا حضرت نے سنا تھا کہ وہاں کے لوگ مدینہ کا قصد رکھتے ہیں اس لئے ۷۰۰ نفر لے کر ان پر چڑھ

گئے اور وہ لوگ یہ خبر سن کر پہاڑوں کی طرف بھاگ نکلے صرف چند عورتیں بستی میں رہ گئی
تھیں انہیں کو حضرت نے گرفتار کرلیا اور مدینہ میں لائے۔

غزوہ نبی الحیان محمد صاحب نے توریہ کیا (توریہ کہتے ہیں اپنا بھید چھپانے کو منہ سے
کچھ کہنا پر دل میں کچھ اور رکھنا۔ شیعہ لوگ اس کو تقیہ کہتے ہیں سنی لوگ تقیہ کو رد کرتے اور توریہ
کو قبول کرتے ہیں اور مطلب دونو کا ایک ہی ہے روضتہ الاحباب میں جو سنیوں کی معتبر
کتاب ہے صاف لکھاہے کہ آنحضرت نے توریہ کیا) اور کہا کہ میرا ارادہ ملک شام کی طرف
فوج کشی کا ہے اور دل میں یہ ارادہ تھا کہ ناگاہ قبیلہ بنی الحیان کو ماروں چنانچہ ایسا ہی کیا کہ
یکایک ان کے اوپر جاپڑے مگر وہ لوگ پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے اور ہاتھ نہ آئے اس لئے
حضرت واپس تشریف لائے۔ سریہ محمد بن سلمہ حضرت نے ۳ ہزار سوار دیکر محمد بن سلمہ
کو بھیجا کہ موضع خربہ میں جاکر یکایک قبیلہ کلاب کو مارے یہ محمد بن سلمہ دن کو جنگلوں میں
چھپ رہتا تھا اور رات کو سفر کرتا تھا اسی طرح ان پر جاپڑا اور ان کے چند آدمی مارے باقی بھاگ
گئے ایک سو پچاس اونٹ اور ۳ ہزار گوسفند لوٹ کر مدینہ میں آیا حضرت نے پانچواں حصہ
لے کر باقی ان میں تقسیم کردیا۔

غزوہ ذی قروہ۔ غنیہ بن حصن فزاری ۴۰ سوار لے کر مدینہ کی طرف آیا حضرت کی
۲۰ اونٹنیاں شیر دار لوٹ کر لے گیا اور کچھ مسلمان بھی مارے اس لئے حضرت پانچ سو آدمی
لیکر اس کے پیچھے گئے لیکن وہ بھاگ گیا ہاتھ نہ آیا۔ سریہ عکاشہ بن محصن اس شخص کو ۴۰ آدمی
دے کر محمد صاحب نے قبیلہ بنی اسد کے مارنے کو موضع غمر پر بھیجا جب وہ اس موضع کی
نواحی میں داخل ہوا تو وہ لوگ گھر بار چھوڑ کے بھاگ گئے عکاشہ ان کے گھروں میں گیا کسی کو نہ پایا
ادھر اُدھر تلاش کیا تو ایک آدمی ملا اس کے وسیلہ ان لوگوں کے جانوروں کا سراغ لگایا۔ پس
عکاشہ نے ان کے چالیس اونٹ گرفتار کئے اور مدینہ کو چلاآیا۔ سریہ محمد بن سلمہ محمد صاحب
نے اس کو ۱۰ نفری دیکر بنی تغلب کے مارنے کو موضع ذی القصہ کی طرف روانہ کیا وہاں کے
لوگ قریب ایک سو کے تھے انہوں نے یک بار گی مسلمانوں پر حملہ کیا اور سب کو قتل کرڈالا
پس محمد صاحب نے عبیدۃ الجراح کو ۴۰ نفر دیکر بدلالینے کے لئے بھیجا اس نے جاکر قافلہ
کولُوٹ لیا اور قریش کی ایک جماعت کو گرفتار کرکے مدینہ میں لے آیا۔

سریہ عبدالرحمان بن عوف اس کو حضرت نے موضع دومتہ الجندل پر لُوٹ مار کرنے
کو روانہ کیا تاکہ بنی کلب کو جاکر مارے اور اس کہا کہ خدا کی راہ میں لڑائی کر اور لُوٹ کے مال
میں کچھ خیانت نہ کرنا بلکہ سارا مال لے آنا اور کافروں کو مارنا بچوں کو چھوڑدینا۔ جب وہ اس
موضع پر پہنچا وہاں کے لوگوں میں سے بعض خوف کے مارے مسلمان ہوگئے اور بعض نے جزیہ
قبول کیا پہلا مسلمان اس جگہ رجبیع بن عمر کلبی ہوا تھا اس کی خوبصورت بیٹی کو عبدالرحمٰن لے
کر مدینہ میں چلاآیا۔

سریہ علی ابن ابی طالب حضرت نے کچھ فوج دیکر علی کو قبیلہ بنی سعد بن بکر پر روانہ
کیا اس نے وہاں جاکر مقابلہ کیا تب وہ لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے پانچ سو اونٹ دوہزار بکریاں
لوٹ کر حضرت علی مدینہ میں لائے۔ رسریہ زید بن حارث اسی سال میں زید بن حارث مسلمان
مدینہ کے اکثر مسلمانوں کا مال جمع کرکے ملک شام کی طرف تجارت کو جاتا تھا جب موضع
وادی القریٰ میں آیا تو قبیلہ فزارہ کے لوگوں نے جن کو پہلے مسلمانوں نے بہت دکھ دیا تھا اس
کو لوٹ لیا اور زید شکست کھا کر مدینہ میں آیا حضرت نے اس کو ایک فوج دے کر بدلالینے کو
بھیجا تب اس نے آکر ان کو مارا اور عورتیں ان کو پکڑ کر مدینہ میں لایا۔ قصہ عرینہ بھی اسی سال
میں ہوا۔ علاقہ عرینہ کے کچھ لوگ محمد کے پاس آکر مسلمان ہوگئے تھے مگر مدینہ کی آب وہوا کے
سبب بیمار ہونے لگے مگر حضرت نے حکم دیا کہ تبدیل آب وہوا کے لئے زاحیہ ذی الجدر میں
جو کوہ عرینہ کے پاس ہے جاؤ وہاں پر حضرت کے شتر چرتے تھے۔ حکم ہوا کہ وہاں جاکر ان
اونٹوں کا شیر و پیشاب پیا کرو تاکہ صحت پاؤ وہ لوگ بموجب حکم کے وہاں گئے اور دودھ
وپیشاب اونٹوں کا پی کر تندرست ہوگئے بعد اس کے جب وہ تندرست ہوئے تو پندرہ اونٹ

محمد صاحب کے پکڑے اور ایسا محمدی غلام کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے۔ اور آنکھوں اور زمان میں
کاٹنے مار مار کر ڈالا اور اپنے وطن کو یہ چل نکلے حضرت نے ان کو پیچھے مسلٰے کرزین کو بیس سوار
دیکر روانہ کیا۔ وہ جا کر انہیں پکڑ لایا تب حضرت نے ان کے ہاتھ پیر کاٹے اور اندھا کردیا پھر
سولی پر کھینچا۔

قصہ حدیبیہ اسی سال میں یہ قصہ ہوا کہ محمد صاحب نے ارادہ کیا کہ مکہ کا حج کریں اس
لئے ذیعقد کی پہلی تاریخ عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ میں نائب مقرر کیا اور ستر اونٹ قربانی
کے لئے ہمراہ لے کر مکہ کی طرف چلے اور بہت مسلمان ان کے ساتھ ہوئے اور ہر ایک اپنی
اپنی قربانی بقدر طاقت لے گیا قریش نے جن کے اختیار میں اس وقت بتوں کا بھرا ہوا کعبہ تھا
چاہا کہ ان کو یہاں آنے نہ دیں اس لئے اپنے ہمراہیوں کو فوراً جمع کرلیا اور ادھر محمد صاحب
مقام حدیبیہ پر مقیم ہوگئے (محمد صاحب کا آرادہ بظاہر جنگ کا نہ تھا مگر قریش جوان کے ہاتھ
سے بہت دکھ اٹھا چکے تھے ڈرے ہوئے تھے اس لئے وہ ان کے مکہ میں آنے سے مانع ہوئے اور
بڑی دیر تک بوسیلہ ایلیچیوں کے گفتگو رہی حضرت نے عثمان کو پہلا وکیل بنا کر مکہ میں بھیجا
جب اس نے آنے میں دیر کی تو مسلمانوں کو لشکر میں افواہ ہوگئی کہ عثمان مارا گیا اس لئے
محمد صاحب جوش میں آکر بجنگ مستعد ہوگئے اور سب مسلمانوں کو بلاُ کر بیعت کی تا کہ ثابت
قدم رہیں اسی کا نام بیعت الرضوان ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے اذیبایعونک تحت لشجرۃ الخ
اس بیعت سے قریش کے دل میں فکر پیدا ہوا کہ اب مسلمان دل توڑ کر لڑینگے کیونکہ سب ہم
قسم ہوچکے ہیں پس قریش صلح پر راضی ہوگئے اور محمد صاحب سے آکر کہا کہ اس شرط پر ہم تم
سے صلح کرتے ہیں کہ تو اس سال عمرہ نہ کرے اگلے سال عمرہ کرلے محمد صاحب بھی دبے
ہوئے اس بات پر راضی ہوگئے اور اقرار نامہ لکھنے کے لئے علی کو بلایا۔ اور محمد صاحب نے کہا لکھ
بسم اللہ الرحمنٰ الرحیم سہیل قریشی بولا میں رحمان کو نہیں جانتا ۔ یوں لکھ
بسمک اللھم جیسے تو پہلے لکھا کرتا تھا مسلمان بولے نہیں ہم بسم اللہ الرحمنٰ
الرحیم لکھینگے محمد صاحب نے مسلمانوں سے کہا جس طرح سہیل کہتا ہے اسی طرح لکھو پس
بسمک اللھم لکھا گیا۔ اس کے بعد لکھا ھذا قاضی علیہ الحمد رسول اللہ
واللہ۔ جب یہ فقرہ علی نے لکھا تو سہیل نے کہا ہم اس کی حالت کے قائل ہی نہیں ہیں اگر ہم
اس کو رسول جانتے تو کعبہ میں آنے سے یوں روکتے پس محمد بن عبداللہ لکھو رسول اللہ کا لفظ
کاٹ دو حضرت نے کہا میں تو رسول اللہ ہوں پر تم مجھے نہیں مانتے پھر فرمایا اے علی رسول اللہ
لفظ کاٹ ڈال اور محمد بن عبداللہ لکھ دے علی نے کہا میں ہرگز لفظ رسول اللہ نا ٹونگا پس محمد
صاحب نے علی کے ہاتھ سے کاغذ لے لیا اور لفظ رسول اللہ اپنے نام پر سے اپنے ہاتھ سے کاٹ
ڈالا اور محمد بن عبداللہ لکھ دیا (یہاں سے ظاہر ہے کہ کچھ تھوڑا بہت لکھنا پڑھنا محمد صاحب کو
آتا تھا جیسے بعض ہمارے بھائیوں کا خیال ہے) اور پھر علی کو فرمایا کہ بعض وقت تجھے بھی
ایسے کام کرنے کی ضرورت پڑیگی یعنی یہ دنیاسازی ہے اس کا تو بھی محتاج ہوگا (میں کہتا ہوں
کہ اگر محمد رسول اللہ ہوتے تو ہرگز لفظ رسالت کا اپنے نام پر سے نہ کاٹتے اگر جان بھی جاتی
رہتی تو بھی نہ ڈرتے پس یہ روائت بطلان نبوت کی دلیل ہے) الغرض حدیبہ کے دن شرط
سہیل قریشی کرتا تھا حضرت کرتے جاتے تھے اور علی لکھتے تھے اور سارے اقرار نامہ کا خلاصہ یہ
کہ دس برس مسلمانوں اور قریش کے درمیان لڑائی نہ ہوگی اور ایک دوسرے شہروں میں
جانبین کی آمدورفت کا کوئی مانع نہ ہوگا اور اس برس مسلمان لوگ کعبہ کی زیارت کرنے نہ
پائینگے مگر سال آئندہ میں اس شرط پر کہ تین روز مکہ میں ہتھیار غلاف میں کرکے رہینگے اور چوتھے
روز مدینہ کو چلے جائینگے مکہ میں رہینگے اور جو کوئی ہمارا آدمی اگرچہ مسلمان ہوجائے اور محمد صاحب
سے جاملے واپس کرنا ہوگا اور جو مسلمانوں کا کوئی آدمی ہم سے آملے تو ہم واپس نہ دینگے۔ یہ
گفتگو ہورہی تھی کہ ابو جندل سہیل کا بیٹا کہ پہلے سے باپ کی قید میں تھا موقع پا کر نکل آیا
اور مسلمانوں میں جاملا سہیل بولا شرط کے بموجب ہمارا آدمی لاؤ محمد صاحب نے کہا ابھی ہم اقرار
نامہ لکھنے سے فارغ نہیں ہوئے ہم ابوجندل کو نہ دینگے سہیل نے کہا ہم صلح نہ کرینگے حضرت

نے کہا اچھا ہم دیتے ہیں پر تم اسے سزا نہ دینا مگر زین حفص اس بات کا ضامن ہوا مگر ابوجندل بولا کہ میں مسلمان ہو کر مسلمانوں کی پناہ میں آیا ہوں اور تم مجھے بت پرستوں کے حوالے کرتے ہو یہ بے مروتی ہے عمر خلیفہ اٹھا اور ابو جندل کو الگ لے گیا اور اسے کچھ سمجھایا اور کہا میری تلوار اپنے ہاتھ میں لے اور اپنے باپ سہیل کا سر کاٹ ڈال اس نے کہا میں اپنے باپ کو ہر گز نہ مارونگا پر سہیل اٹھا اور لکڑی لے کر اپنے بیٹے ابوجندل کو خوب مارا ایسا کہ مسلمان دیکھ کر رونے لگے آخر ابوجندل کو حضرت نے ان کے حوالہ کردیا اور صلحنامہ دیکر مدینہ کو چلے (عمر خلیفہ کہتے کہ اس دن میرے دل میں بڑی بھاری بات آئی یعنی نبوت محمدیہ پر شک پڑ گیا) اور ہم سب لوگ بڑے افسوس کے ساتھ محمد صاحب کے ہمراہ مدینہ کو واپس چلے راہ میں ، میں نے محمد صاحب سے کہا کیا تو سچا پیغمبر ہے جواب دیا ہاں پھر عمر نے کہا ہم حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں فرمایا ہاں۔ پھر عمر نے کہا ہمارے مردے بہشت میں ہیں اور ان کے مُردے دوزخ میں ہیں فرمایا ہاں تب عمر بولا پھر کیوں ایسی ذلت وخواری کے ساتھ صلحنامہ دیکر چلے ہیں حضرت نے کہا میں خدا کا تابعدار ہوں کہتے ہیں کہ حدیبیہ میں مسلمانوں کی جو مدینہ میں رہتے تھے پر عورتیں مکہ میں رہتی تھیں اس وقت اپنے شوہروں کو مکہ کے باہر مقیم دیکھ کر باہر نکل آئیں تاکہ ان کے ساتھ مدینہ کو چلی جائیں مگر اقرار نامہ کے موافق واپس کرنی ضرور ہوئیں پس ناچار ہو کر مسلمانوں نے ان کو طلاق دے کر واپس کیا حضرت علی کی دو عورتیں اسی طرح کی تھیں انہوں نے بھی طلاق دی اور ان بت پرستوں کے حوالہ کیں اگرچہ وہ مسلمان ہو گئی تھیں۔

جب محمد صاحب مدینہ میں آپہنچے ناگاہ ایک شخص ابو نصیر نامی مکہ سے بھاگ کر حضرت کے پاس مدینہ میں آیا اور مسلمان ہو گیا جب قریش نے دو آدمی واپس لانے کو بھیجے تو حضرت نے بموجب اقرار نامے کے جبراً اسے واپس کیا مگر اس نے راہ میں ایک محافظ کو قتل کیا اور دوسرا بھگادیا اور وہ پھر مدینہ میں چلا آیا حضرت نے اس قاتل کو گرفتار نہ کیا بلکہ سکھلادیا کہ تو ہمارے پاس سے چلا جا اور کہیں جا کر باغی ہوجا اور جو جو اشخاص ہمارے پاس آنا چاہتے ہیں پر اقرار نامہ کے سبب نہیں آسکتے ان کو بھی اپنے ساتھ ملالے اور سب ملکر دھاڑے مارو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور ۷۰ نفر اسی قسم کے اس سے مل گئے اور راہ زنی لگے یہاں تک کہ اہل ان کی راہ زنی سے تنگ آگئے اور حضرت سے کہلا بھیجا کہ واپسی مردم کی شرط ہم چھوڑ دیتے ہیں اس اقرار پر کہ تم اپنے باغیوں کو مدینہ میں بلالو تاکہ مسافروں کی راہ صاف ہوجائے پس محمد صاحب نے ان کو مدینہ میں بلالیا۔

قصہ ارسال رسل بملوک اطراف ۔ چونکہ اب محمد صاحب مدد کے بہت محتاج ہوئے اسلئے یوں صلاح ٹھیری کہ گرد نواح کے بادشاہوں کو خطوط لکھئے اور ان کو دعوت اسلام کرنا لازم ہے لوگوں نے عرض کیا کہ بادشاہ لوگ اس خط کو جس پر مہر نہ ہو قبول نہیں کیا کرتے اس لئے حضرت نے سونے کی انگوٹھی مہر کے لئے تیار کرائی اور ہاتھ میں پہنی یاروں نے بھی بقدر طاقت انگوٹھیاں بنوائیں بعد اس کے حضرت نے کہا ہماری شریعت میں مرد کو سونا پہننا حرام ہے چاندی کی انگوٹھی تیار کراؤ پس پھر چاندی کی بنوائی گئیں اور محمدی مہر پر یہ الفاظ کندہ ہوئے (محمد رسول اللہ بعد اس کے حضرت نے کاتبوں سے چھ خط لکھوائے۔

پہلا خط بنام نجاشی بادشاہ حبش

محمد رسول اللہ کی طرف سے لکھا جاتا ہے نجاشی بادشاہ حبش کو میں حمد وثنا کرتا ہوں اس خدا کی جو بے نیاز اور تمام عیبوں ونقصانوں سے پاک ہے اور جو اپنے پیغمبروں کی تصدیق معجزات سے کرتا ہے اور اپنے بندوں کو خوف قیامت سے بچاتا ہے اور ان کو درجات بخشتا ہے جو جبار اور متکبر خدا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ روح اللہ اور خدا کا کلمہ ہے جسے خدا نے مریم پاک اور متبرکہ عورت کی طرف بھیجا تھا اور وہ مریم کے شکم میں رہا تھا پس پیدا کیا خدا تعالیٰ نے عیسیٰ کو اپنے روح سے اور اس میں اپنی روح پھونکی جیسے آدم میں پھونکی تھی اپنی

قدرت اور لطف سے ۔ میں تجھے بلاتا ہوں خدا کی طرف اور اس خط سے پہلے میں نے تیرے پاس
بھیجا تھا اپنے چھوٹے بھائی جعفر کو اور چند مسلمانوں کو اس کے ساتھ ۔ پس چاہیئے تو تکبر کو
چھوڑدے اور میری بات کو قبول کرے والسلام۔

محمد رسول اللہ کی طرف لکھا جاتا ہے

سلام اور رحمت خدا کی تجھ پر ہو تیرا خط پہنچا جو کچھ تو نے عیسیٰ کی بابت لکھا ہے اس
سے زیادہ عیسیٰ نہیں ہے اور ہم نے جعفر اور ان مسلمانوں کی پہلے بھی بزرگی کی تھی اور میں
مسلمان ہو گیا ہوں اور اپنے بیٹے کو تیری طرف بھیجتا ہوں اگر حکم ہو تو میں خود بھی حاضر ہوں
(یہاں سے نجاشی کی ہمت اور جرات ظاہر ہے بے دلیل بے حجت بلا تحقیق ان کی نبوت کو
مان لیا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آدمی دنیا دار خدا سے ناواقف کلام الہیٰ کے بھید سے بے
نصیب محمد صاحب کا ظاہر ہے غلبہ اور زور زور کے مفسدے اور صورت حال دیکھ کر ڈر گیا ایسا
نہ ہو کہ وہ چڑھ آئے اور میرے چھوٹے سے علاقہ میں تباہی آجائے اس لئے اس نے اسلام قبول
کرلیا اور مسیح کا منکر ہو گیا۔ مگر اس کی سزا خدا سے اس جہان میں یہ پائی کہ اس کا بیٹا جو ۶۰ نفر
ہمراہ لے کر مدینہ کو آتا تھا راہ میں معہ کل ہمراہیوں کے غرق آب ہو کر مر گیا ایک آدمی بھی
محمد صاحب تک نہ پہنچنا)۔

دوسرا خط بنام ہرقل حاکم بصرےٰ ہمدست دحیہ کلبی روانہ ہوا

ان ایام میں ہرقل بموجب اپنی نذر کے پا برہنہ بیت المقدس کی طرف گیاہوا تھا
زیارت کے لئے پس دحیہ کلبی مسلمان وہ خط لیکر بیت المقدس کی طرف گیا خط کا مضمون یہ
تھا۔ کہ میں تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں مسلمان ہوجاتا کہ سلامت رہے اگر مسلمان نہ ہوگا تو جو
کشت وخون تیرے ملک میں ، میں کرونگا اس کا گناہ تجھ پر ہوگا فقط کہتے ہیں جب ہرقل نے یہ
خط پڑھا تو کہا کوئی آدمی جو قوم قریش سے ہو لیکن مسلمان نہ ہو تلاش کرکے لاؤ تا کہ میں اس سے
محمد کا احوال دریافت کروں ابوسفیان جس نے محمد صاحب کو اُحد میں شکست دی اور بار بار
ان سے لڑائی کی تھی اس جگہ حاضر تھا اس کو بلایا (مگر سوال وجواب سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر گز
ابوسفیان کی یہ گفتگو اس وقت کی نہیں ہے ضرور یاروں کی بات ہے)جب وہ حاضر ہوا اس
سے سوال کئے گئے اور اس نے ہر ایک سوال کا جواب دیا۔ پہلا سوال ۔ محمد صاحب تمہارے
درمیان حسب ونسب کا کیسا آدمی ہے۔ جواب شریف ونجیب خاندان سے ہے (میں کہتا
ہوں بے شک سچ ہے) ۲ سوال کسی عرب کے آدمی نے اس سے پہلے دعوےٰ نبوت کیا ہے یا
نہیں ۔ جواب نہیں کیا۔ (میں کہتا ہوں کیا خوب یہ کونسی عقل کا نتیجہ ہے کہ اگر کسی ملک
میں ایک قسم کا جھوٹھ کبھی نہیں بولا گیا کبھی اس ملک میں اس قسم کا جھوٹھ نہ بولا جائیگا
دوسرے ملکوں کے سچے وجھوٹے رسولوں کے دعوے کی سماعت تو عرب میں ہمیشہ بکثرت
رہی کیونکہ وہاں پر عیسائی ویہودی لوگ بہت رہتے تھے) ۳ سوال کوئی اس کے آباؤاجداد سے
کبھی بادشاہ ہوا ہے یا نہیں ۔ جواب نہیں ہوا۔ (میں کہتا ہوں کہ ابوسفیان نے یہ ہر گز نہ کہا
ہوگا کیونکہ عرب میں اسماعیل کے خاندان سے بارہ سردار جو بمنزلہ بادشاہوں کے تھے محمد
صاحب سے پہلے ظاہر ہو چکے تھے جن کی نسل میں محمد صاحب آپ کو بیان فرماتے ہیں اور
ہمیشہ عبدالمطلب کے گھر میں ایک نوع کی سرداری چلی آئی ہے پر اب جو عبدالمطلب کے
دس بیٹے پیدا ہوگئے جن سے جدی جدی اولاد ظاہر ہوئی۔ ایک کامل رئیس نہ رہا تھا بلکہ ریاست
منقسم ہو گئی تھی اس لئے آنحضرت سب پر ایک ریاست کے طالب ہیں) ۴ سوال اس کی
تابعداری کون لوگ کرتے ہیں۔ امیر یا غریب۔ جواب غریب غربا اس کی اطاعت کرتے ہیں
(یہ جواب بھی درست نہیں ہے کیونکہ جب تک علی وعثمان وعمر وابوبکر وامیر حمزہ وغیرہ
رئیسوں اور دولتمندوں نے اطاعت نہ کی تھی غریب غربا ہر گز متوجہ نہ ہوئے تھے اور جو
غریب غربا ایمان لائے تھے ان کے لئے دس اوقیہ چاندی کا انعام مقرر تھا چنانچہ تمام ایسے
مومنین کا ذکر واقعات ۹ ہجری میں آتا ہے اس غریب غربا کے ایمان کی کیفیت انجیل مقدس

میں ملتی ہے کہ لالچ دکھا کر آج تک کلام الہیٰ پر غربا متوجہ ہیں) ۵ سوال اس کی تابعداری روز بروز بڑھتی ہے یا گھٹتی۔ جواب بڑھتی ہے۔ (میں کہتا ہوں کہ کیوں نہ بڑھے لوٹ کا مال ہاتھ آتا ہے۔ عورتیں مفت ملتی ہیں اور عزت بھی حاصل ہوتی ہے اور اطاعت کرنے والی قوم عرب ہے) ۶ سوال کوئی اس کے دین سے مرتد بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ جواب نہیں (یہ بات بھی غلط ہے ام حبیبہ کا خاوند بھی عیسائی ہو گیا ہے اور کئی مرتدوں کا ذکر اوپر آچکا۔ اور آئندہ کو بھی آئیگا اور اس واسطے قرآن میں ان کے لئے سخت سزا اور قتل کا فتویٰ لکھا ہے اگر کوئی مرتد نہیں ہوتا تھا تو یہ فتویٰ کس لئے لکھا گیا تھا۔) ۷ سوال محمد دعویٰ نبوت سے پہلے جھوٹا آدمی مشہور تھا یا سچا۔ جواب سچا، آدمی مشہور تھا۔ (میں کہتا ہوں ہزارہا آدمی دنیا میں سچے مشہور ہیں کیا یہ علامت ان کے دعوے نبوت کے لئے کافی سمجھی جائیگی ممکن نہیں ہے کہ جو سچا مشہور ہو وہ کبھی جھوٹ نہ بولے یا اس کو وہم نہ ہو) ۸ سوال کبھی وعدہ خلافی کرتا ہے یا نہیں۔ جواب ہرگز نہیں کرتا وعدہ وفا آدمی ہے (میں کہتا ہوں بدر کی لڑائی میں ایک بوڑھے آدمی سے وعدہ خلافی کی اور حدیبیہ کے اقرار نامے میں بالکل وعدہ خلافی ہوئی پھر کیونکر حضرت وعدہ وفا ہیں) ۹ سوال کبھی تمہاری اور اس کی لڑائی ہوئی ہے یا نہیں۔ جواب کئی بار ہوئی ہے۔ ۱۰ سوال کون غالب آیا۔ جواب کبھی وہ کبھی ہم (میں کہتا ہوں ہر جنگ آور کا یہی حال ہے اس بات کو ثبوت نبوت سے کیا علاقہ ہے) ۱۱ سوال کس بات کا حکم دیتا ہے۔ جواب یوں کہتا ہے کہ خدائے واحد کو پوجو آبائی طریقہ کو چھوڑ دو نماز پڑھو صدقہ دو نیکی کرو صلہ رحم کرو (میں کہتا ہوں خدائے واحد کے اوصاف برخلاف کلام الہیٰ کے بیان کرتا ہے آبائی طریقہ کو رونق دیتا ہے اور اس کی ترمیم کرتا ہے اس کو چھوڑاتا نہیں نماز کا طریقہ جو برخلاف انبیا کے ہے تبلاتا آبائی مندر کے سامنے سجدے کراتا ہے صدقہ نہ صدقہ کے طور پر بلکہ بادشاہی محصول کے طور پر طلب کرتا ہے اور اس سے اپنی فوج کی آراستگی کرتا ہے جو راہ حق میں محمود نہیں ہے نیکی اس کی یہ ہے کہ کافروں کو قتل کرو مردم فروشی کرو عورتوں کو جمع کرو اور مزے اڑاؤ صلہ رحم کو کہتا ہے جو ناکارہ بات ہے صلہ الہیٰ کی بات نہیں کرتا اور آپ قطع رحم کرتا ہے کہ اسیری میں لوگوں کو لے کر ان کے اقربا سے جدا کر ڈالتا ہے یہ اس کی تعلیم ہے) ان سوالوں کے بعد ہرقل نے کہا البتہ میں اس پر ایمان تو لاتا پر رومیوں سے ڈرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ مجھے قتل کریں مسلمان کہتے ہیں کہ ہرقل ان کی نبوت کا قائل ہو گیا صرف ابوسفیان کافر سے یہ باتیں سن کر پر ہرگز عقل صحیح قبول نہیں کرتی کہ یہ ہرقل کے سوال اور ابوسفیان کے جواب ہوں بعض علمائے محمدیہ لکھتے ہیں کہ وہ ہرقل مسلمان نہ ہوا اور بعض کے نزدیک خفیہ مسلمان تھا کیونکہ محمدیوں کے نزدیک خفیہ ایمان بھی محمود ہے اور اس کے ایمان پر یہ دلیل لاتے ہیں کہ مسند امام احمد بن حنبل میں لکھا ہے کہ مقام تبوک سے اس نے ایک خط محمد صاحب کی خدمت میں روانہ کیا تھا کہ میں مسلمان ہوں مگر حضرت نے فرمایا کہ جھوٹھ بولتا ہے۔ اس کے سوا دو برس بعد وہ شخص غزوہ موتہ میں مسلمانوں سے خوب لڑا تھا اور بہت سے مسلمان اس نے قتل کئے تھے چنانچہ غزوہ موتہ میں یہ ذکر آتا ہے پس اگر وہ نبوت محمدی کا قائل ہوتا تو یہ باتیں اس سے کیونکر ظہور میں آتیں اس لئے یہ سب یاروں کی باتیں ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ وہ محمدیوں کا فساد دیکھ کر متفکر تھا کہ کچھ روپیہ پیسہ یا کوئی حصہ جاگیر کا دیکر مسلمانوں سے صلح کرتے ایسا نہ ہو کہ خونریزی ہوجائے۔

۳۔ خط بنام کسرا بادشاہ فارس

ہمدست عبداللہ بن ندافہ سہمی کے روانہ ہوا۔ مضمون یہ تھا کہ محمد رسول اللہ کی طرف سے کسرے بزرگ فارس کو سلام میں خدا کا رسول ہوں تجھے ایمان لانے کو خط لکھتا ہوں مسلمان ہو جا تو بہتر ہے ورنہ مجوسیوں پر خونریزی میں کرونگا اس کا گناہ تجھ پر ہوگا اور تیری سلامتی نہ ہوگی۔ کسرے نے یہ خط پڑھ کر پھاڑ ڈالا اور کہا وہ ایسے خط مجھے لکھتا ہے حالانکہ خود میرا غلام ہے اس کے بعد کسرے نے باذان ملک یمن کے حاکم کو جو اسی کی طرف سے تھا ایک نامہ لکھا

کہ اس محمد کو جو ملک عرب میں نبوت کرتا ہے مشکیں باندھ کر میرے پاس بھیجدے مگر یہ معاملہ نہ ہونے پایا تھا کہ تھوڑے دنوں بعد کسرےٰ کا انتقال ہو گیا مسلمان کہتے ہیں کہ محمد صاحب کی بددعا سے مر گیا مگر اس کا یقین ثبوت رسالت پر موقوف ہے۔

۴۔ خط بنام مقوقش حاکم اسکندریہ

یہ خط بدست حاطب محمدی کے روانہ ہوا اس کا مضمون وہی تھا جو ہرقل کے خط کا تھا مقوقش حاکم وہ خط محمدی پڑھ کر کچھ ناراض نہیں ہوا مگر ایمان بھی نہ لایا لیکن اس نے بخوف جنگ چار خوبصورت عورتیں اور ایک خچر جس کا نام دلدل تھا اور ایک گدھا یعفور نام اور ایک نیزہ اور ۲۰ جوڑے کپڑے اور ہزار مثقال سونا بطور نذرانہ روانہ کیا اور ایک خط لکھا کہ میں نے تیرا خط پڑھا مجھے گمان ہے کہ ضرور ایک پیغمبر دنیا میں ظاہر ہو گا لیکن وہ ملک شام سے نکلیگا نہ عرب سے پر میں نے تیرے قاصد کی عزت کی اور تحفے تیرے واسطے روانہ کرتا ہوں۔ حضرت نے اس کا تحفہ قبول کیا ان چار خوبصورت عورتوں میں ایک ماریہ قبطیہ بھی تھی جس کا ذکر سورہ تحریم میں ہے وہ بے نکاح تصرف میں آئی اور ایک عورت تھی جس کا نام شیریں تھا وہ حسان بن ثابت شاعر کو کچھ عرصہ کے بعد حضرت نے بخشدی تھی اور باقی دو عورتیں تھیں جن کا نام معلوم نہیں ہے۔

۵۔ خط بنام حارث بن ابی شمر غسانی

ہمدست شجاع بن وہب کے روانہ ہوا اس نے آنحضرت کا خط پڑھ کر زمین پر پھینک دیا اور بہت سی بیہودہ باتیں بولا اور کہا وہ کون ہے جو میرا ملک چھین لیگا بعد اس کے حکم دیا کہ فوج تیار کرو تا کہ اس پر چڑھائی کروں اور ایک خط ہرقل کو بھی لکھا اور اس میں بیان کیا آؤ ہم اور تم مل کر اس شخص کو سزا دیں پر ہرقل کا کچھ ایسا جواب آیا کہ وہ لڑائی سے چپ کر گیا مگر مسلمان نہ ہوا اور بعض محمدی عالم گمان کرتے ہیں کہ وہ دل میں مسلمان تھا ایسے ایسے گمان ان کے بعض امیروں کی طرف اس بات پر مبنی ہیں کہ اسلام تقویت پائے۔

٦۔ خط ہوذہ بن علی بن حنفی

ہمدست سلیط بن عمر کے روانہ ہوا اس نے خط پڑھ کر کہا بہتر ہے میں ایمان لا سکتا ہوں بشرطیکہ محمد صاحب اپنے ملک میں سے مجھے کچھ حصہ دیں۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ میں ایک کھجور کا درخت بھی اپنی زمین میں سے اسے نہ دونگا (چونکہ یہ سب خطوط حدیبیہ پر ذلت اٹھانے کے بعد لکھوائے تھے اس سے ظاہر ہے کہ ان کا مطلب یہ تھا کہ کوئی بادشاہ اگر ہمراہ ہو جائے تو ہم قریش پر غالب آسکتے ہیں لیکن کوئی ہمراہ نہ ہوا۔)

اسی سال میں ظہار کا دستور مسلمانوں میں جاری ہوا۔ وہ یہ ہے کہ عرب کے دستور کے موافق اگر کوئی آدمی اپنی جورو کو یا ماں یا بہن وغیرہ کچھ کہدیتا تو تو بمنزلہ طلاق کے ہوتا تھا اور وہ عورت اس سے جدا کی جاتی تھی اسے جائز نہ تھا کہ پھر اس کو اپنی زوجیت میں رکھے پس ایک مسلمان مسمےٰ اوس بن صامت اپنے گھر میں نماز پڑھتا تھا سجدہ کے اندر اس کی نظر اپنی عورت خولہ بنت ثعلبہ پر جا پڑی اسے پیاری معلوم ہوئی بعد نماز کے اس نے عورت کو بلایا کہ ہم بستر ہو عورت نے انکار کیا خصم نے غصے ہو کر کہا کہ تو میری ماں کے برابر ہے پس بموجب دستور کے طلاق ہو گئی تھوڑے عرصہ میں مرد پیشمان ہوا اور عورت بھی پریشان ہو کر محمد صاحب کے پاس آئی اس وقت عائشہ بی بی محمد صاحب کا سر دھو کر کنگھی کر رہی تھی خولہ نے آکر سارا قصہ سنایا حضرت نے فرمایا طلاق ہو گئی اب میل نہیں ہو سکتا مگر جب وہ عورت رونے لگی تو حضرت نے اس کے خاوند کو بلایا اور کہا ایک غلام آزاد کر اس کے بعد خولہ سے ہم بستر ہو وہ بولا غلام آزاد کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے فرمایا دو مہینے روزے رکھ اس نے کہا اگر دو تین بار دن میں نہ کھاؤں تو اندھا ہو جاؤں تب فرمایا۔ کہ ساٹھ آدمی کو کھانا کھلا اس نے کہا کچھ روپیہ

پیس نہیں ہے اگر آپ کچھ مدد دو تو کھلاسکتا ہوں پس حضرت نے ۱۵ صاع کھانا اس کو دیا وہ
صدقہ دیکر جورو کے پاس گیا۔ اسی سال حضرت نے گھوڑ دوڑ کرائی اور تماشا دیکھا اور اسی برس
میں رومان والدہ عائشہ کی مر گئی اس کو قبر میں رکھتے وقت حضرت نے کہا جس کا ارادہ ہو کہ
بہشت کی حوریں دیکھے وہ اس عورت کو دیکھ لے۔

۷ ہجری کا احوال

اسی سال میں حضرت نے خیبر کے لوٹنے کا ارادہ کیا جو یہودیوں کا ایک شہر تھا اور
لوگوں کو وہاں کے اموال کی طمع دی اور مدینہ میں سباع بن عرفط کو خلیفہ بنا کر یہ ہمراہی
۱۴۰۰ نفر کے شہر کے باہر نکلے ام سلمہ بی بی اور ۲۰ عورتیں مسلمانوں کی ان کے ساتھ
چلیں اس فوج میں ۴۰ گھوڑے اور بہت سے اونٹ تھے اور دس منافق یعنی جھوٹے مسلمان
بامید لُوٹ ان کے ساتھ چلے اور دو آدمی قبیلہ اشجع کے راہ نمائی کے لئے ساتھ لئے ایک کا نام
حسیل تھا جب ایک ایسے چوراہے پر پہنچے کہ وہاں سے چند راستے متفرق خیبر کو جاتے تھے وہاں
پر حسیل نے کہا یا حضرت کس راہ سے لے چلوں فرمایا سب راہوں کے نام بیان کر اس نے کہا
ایک کا نام حزن ہے ایک کا نام شماس اور ایک کا نام حاطب ہے چونکہ ان لفظوں کے معنی
اچھے نہ تھے حضرت نے ہندوؤں کی مانند ان سے بدشگون کے لئے فرمایا کہ ہم ان تینوں راہوں
سے کوئی راہ نہ چلینگے تب وہ بولا کہ ایک اور راہ بھی ہے مرحب نام اس سے چلو فرمایا ہاں اس
راہ سے ہم چلینگے۔ جب خیبر کے نزدیک پہنچے راہ میں ایک خیبری ملا اسے قید کرلیا اور آدھی
رات کو مقام منزلہ پر جا کر ڈیرہ کیا اگرچہ پہلے سے خیبریوں کو خبر نہ تھی کہ مسلمانوں کا ارادہ
یہاں آنے کا ہے مگر جس روز مسلمان آئے وہ سب کے سب بے خبر تھے علی الصباح جب شہر
سے باہر نکلے تو دروازوں کے قریب لشکر اسلام کو مقیم پایا پس گھبرا کے قلعوں میں جا چھپے اور
کچھ آدمی لڑائی کے لئے تیار ہوئے پر مسلمان لوگ موضع منزلہ سے مقام رجیع پر جا پڑے

اور جانبین میں تیر اندازی ہونے لگی اور محمدیوں نے اپنے دستور کے خلاف چار سو درخت
کاٹ ڈالے روضتہ الاحباب میں ہے قطع نخیلات اسی جنگ میں واقع ہوا اس وقت مسلمانوں
کے پاس دو جھنڈے تھے ایک سیاہ اور ایک سفید اور تیروں سے جنگ ہوتا تھا۔ ۵۰ مسلمان
زخمی ہوئے اور بعض کو وہاں کی تازہ کھجوریں کھانے سے بخار آنے لگے۔ پھر قلعہ نطات کے
یہودی محاصرہ سے تنگ آکر نکل گئے اور سب سے اول وہ قلعہ مسلمانوں نے فتح کیا اس کے بعد
محمد صاحب نے سب کو لیکر ایک بار گی حملہ کیا اور قلعہ مصعب پر جا پڑے اور اس کو بھی فتح
کرلیا اور بہت سا مال اسباب اور ہتھیار وہاں سے لوٹ لئے اور یہودیوں کی شراب جو وہاں رکھی
تھی زمین پر ڈال دی عبداللہ حمار مسلمان شراب کی افراط دیکھ کر پینے لگا اور پی گیا تب محمد ہاتھ
میں جوتی لے کر اسے مارنے لگے اور یاروں سے کہا کہ تم اس کے جوتیاں مارو۔ انہیں ایام میں
محمد صاحب کے سر میں شقیقہ کا درد شروع ہو گیا اس لئے حضرت ڈیرے پر رہنے لگے اور
لوگوں کو جھنڈا دیکر قلعہ قموص پر روانہ کیا کرتے تھے مگر وہ سنگین قلعہ فتح نہ ہوتا تھا علی نے اس کو
فتح کیا یہ علی محمد صاحب کے ساتھ مدینہ سے نہ آیا تھا درد چشم کے سبب گھر پر رہا تھا جب اس
کی آنکھیں اچھی ہو گئیں پیچھے سے مقام خیبر پر آپہنچا اور وہ قلعہ فتح کیا اگرچہ خود بھی بہت زخمی
ہوا اور بڑی مصیبت اٹھائی۔ اس روز مسلمانوں نے سخت حملہ کیا تھا اہل قلعہ تنگ آکر طالب
امان ہوگئے علی نے محمد صاحب سے پوچھ کر ان کو امان دی اور شرط یہ ہوئی کہ تمام مال
مسلمانوں کو دیدینگے اس شرط پر ان کو امان ملی تب محمد صاحب خود قلعہ قموص میں تشریف
لاوے اور ابی الحقیق یہودی کا خزانہ تلاش کیا پر وہ جنگل میں مدفون ملا اس کو بھی لے لیا اور بعض
یہودیوں کو قتل کیا اور بعض کو چھوڑ دیا اور حکم ہوا کہ سب لوٹ کا مال جمع کرو ایک دھاگے اور
سوئی تک کوئی مسلمان چوری نہ کرے سب کچھ امیر لشکر کے پاس جمع کیا جائے اور قلعہ نطات
میں سب مال اکٹھا ہو جب مال جمع ہو گیا تو توریت شریف کے بہت سے نسخے بھی جمع ہوگئے
اس وقت یہودی آئے اور کہا مال اسباب سب لے لو۔ مگر توریت کے نسخے سب ہمیں دے دو

وہ تمہارے کس کام کے ہیں پس بموجب حکم محمدی کے سب نسخے توریت کے یہود کو عنائت
ہوئے اور حکم ہوا۔ کہ جس قدر عورتیں پکڑی گئی ہیں عدت سے پہلے کوئی مسلمان ان سے
صحبت نہ کرے اور تقسیم حصص سے پہلے کچھ مال فروخت نہ ہو اس کے بعد حضرت نے پہلے
اپنا پانچواں حصہ کل مال اور کل عورتوں اور کل غلاموں میں سے نکال کر باقی چار حصوں کو
مسلمانوں میں تقسیم کردیا اور ، فرمایا کہ اپنے اپنے حصہ کا اسباب فروخت کرکے نقد روپیہ بنالو
اس لئے خیبر کے بازار میں سب مال نیلام ہوا اور مسلمان نے اپنی لوٹ کا حصہ فروخت کرکے
نقدی بنالی تاکہ بوجھ اٹھانا نہ پڑے ان ایام میں کسی یہودی عورت نے جس کا نام زینب تھا
گوشت کے کباب میں زہر ملا کر محمد صاحب کو تحفہ بھیجا حضرت نے ایک دولقمے کھائے تھے
معلوم ہوگیا کہ اس میں زہر ہے فوراً ہاتھ کھینچ لیا اور جس جس نے حضرت کے ساتھ کھایا تھا
بعض بیمار ہوئے اور بعض مرگئے اور خود محمد صاحب نے پچھنے لگوا کر خون نکلوایا تب صحت
ہوئی بعض کہتے ہیں کہ اس عورت کو حضرت نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ معاف کردیا پر
ظاہر ایسا ہے کہ ضرور قتل کیا روائت ہے کہ حضرت نے دحیہ کلبی مسلمان سے وعدہ کیا تھا کہ
خیبر کی لوٹ میں اپنے حصہ میں سے تجھے ایک عورت دونگا اس وقت دحیہ مذکور سامنے آیا
اور ایک عورت مانگی حضرت نے فرمایا کہ جا کر قیدی عورتوں میں سے جو تجھے پسند آئے لے
لے وہ گیا اور ایک عورت خوبصورت جس کا نام صفیہ تھا ہمراہ لایا اور کہا یا حضرت اس کو میں
نے پسند کیا ہے حضرت نے جب اس کا حسن وجمال دیکھا تو کہا نہیں تو اس عورت کو نہ لے
اس کے عوض اور دس عورتیں لے لے چنانچہ دس اور عورتیں اس کو مرحمت ہوئیں پر صفیہ
پر خود حضرت عاشق ہوگئے اور جب خیبر سے مدینہ کو واپس آئے تب حضرت نے صفیہ کو
اپنی سواری پر کمر کے پیچھے بٹھلایا اور چادر سے اسے چھپالیا تاکہ لوگ نہ دیکھیں پہلی ہی منزل میں
چاہا کہ اس سے ہم بستر ہوں لیکن صفیہ نے منظور نہ کیا تب تو نہائت غصے ہوئے پر دوسری
منزل پر اس سے صحبت کی اور مدینہ میں لائے اور اس کے سبب بڑی خوشی منائی اس عورت
کا ذکر بیان زوجات میں مفصل آئیگا۔

خیبر کی لڑائی میں ۹۳ یہودی مارے گئے کیونکہ شہری اور جنگ سے ناواقف تھے اور
۱۵ محمدی بھی قتل ہوئے اور یہودیوں پر حکم ہوا کہ اپنی پیداوار سے نصف مال تم لیا کرو بطور
اجرت اور مزدوری کے اور باقی نصف محمدی خزانہ میں بھیجا کرو بطور ضبطی کے چنانچہ عبداللہ
ابن رواحہ ہر سال آکر نصف پیداوار لے جاتا تھا انہیں ایام میں حجاج بن علاط تجارت کے طور
پر سفر میں تھا جب اس نے سنا کہ محمد صاحب خیبر میں ہیں تو آیا اور مسلمان ہوگیا یہ بڑا مالدار
آدمی تھا اور سونے کی کان جو زمین بنی سلیم میں ہے اس کے قبضے میں تھی (میں کہتا ہوں کہ اس
شخص نے بڑی چالاکی کی اگر مسلمان نہ ہوتا تو ضرور اس کا مال اسباب اور سونے کی کان کسی
روز محمد صاحب چھین لیتے اس نے اپنا مال اور جان بچانے کے لئے اسلام قبول کیا چنانچہ محمدی
حکم بھی تھا کہ جو کوئی کہے کہ لا آلہ الہٰ اللہ محمد رسول اللہ وہ اپنی جان اور اپنے مال
اور اپنی عزت کو میرے ہاتھ سے بچائیگا) کہتے ہیں کہ جب یہ آدمی مسلمان ہوا تو حضرت سے
عرض کی یا حضرت میرا بہت سا مال اسباب مکہ میں ہے میری بی بی کے پاس اگر اہل مکہ
سنیں گے کہ یہ شخص مسلمان ہوگیا تو مجھے نہ دینگے اگر حکم ہو تو میں ان میں جا کر اسلام کو چھپاؤں
اور جو چاہوں فریب کروں اور اپنا مال قبضے میں کرکے پھر اسلام کو ظاہر کروں فرمایا بہت خوب
جو چاہے سو کر (خدا کے کلام یعنی انجیل و توریت سے ایسے لوگوں پر صاف کفر کا فتویٰ ہے
جب تک علانیہ اقرار نہ کریں ایمانداروں کی جماعت میں داخل نہیں ہوسکتے)(دیکھو محمد
صاحب نے حدیبیہ کے اقرار نامے کے برخلاف کیا ور نہ لازم تھا کہ اسی وقت اس کو گرفتار
کرکے قریش کی خدمت میں بھیجدیتے) پس وہ شخص مکہ میں آیا اور کہا کہ محمد اور اس کے ساتھی
خیبر میں قید ہوگئے اور مسلمانوں کے مال خیبریوں نے لوٹ لئے اس حیلہ سے اس نے اپنا مال
جس جس کے پاس تھا لیکر جمع کیا اور اپنی زوجہ سے بھی سب مال لے لیا اور یہ کہا کہ مسلمانوں

کے مال جو خیبریوں نے لوٹ لئے ہیں وہ بہت سستے نیلام ہونگے میں تجارت کے لئے وہ اموال لینے جاتا ہوں پس اس طرح وہ اپنے اموال نے نکلا اور اپنی زوجہ کو قریش میں چھوڑ گیا اس وقت مکہ کے مسلمان نہائت غمگین تھے آخر کو اس کے برخلاف ظاہر ہوا تب خوش ہوئے۔

فتح فدک۔ مقام جو خیبر کو نواحی میں ہے وہاں محمد صاحب نے محیصہ بن مسعود مسلمان کو بھیجا تا کہ وہاں کے باشندوں کو ڈرائے اور مسلمان ہونے کو کہے چونکہ فتح خیبر کے سبب اس علاقہ میں خوف چھا گیا تھا وہ لوگ بھی ڈر کر صلح کرنے کو نکلے اور اس طرح پر صلح ہوئی کہ نصف زمین اس ضلع کی محمد صاحب کی نذر کی جائے اور نصف وہاں کے باشندوں کی ہومگر صاحب پر ایمان نہ لائینگے پس یہ اقرار نامہ لکھا گیا لیکن خلیفہ عمر نے اپنے عہد میں ۵۰ ہزار درہم بیت المال سے دیکر وہ باقی نصف ان کا بھی خرید لیا اور ان کو جبراً ملک شام کی طرف نکال دیا۔

فتح وادی القریٰ۔ جب محمد صاحب فتح خیبر سے واپس آئے اور منزل صہبا پر پہنچے وہاں صفیہ سے ہم بستر ہوئے او رجب وادی القریٰ کے لوگوں کو خبر ہوئی کہ وہ زبردستی مسلمان بناتا ہے تو لڑائی کے لئے نکل آئے محمد صاحب نے بھی صف آراستہ کی اور صبح سے شام تک جنگ رہا پھر صبح کو مسلمانوں کی فتح ہوئی دس یہودی مارے گئے مال اسباب محمدیوں نے لوٹ لیا اور ان کی جاگیر ضبط ہو گئی اور ان کو مزارع بنایا گیا یہ حال دیکھ کر یہودیان تیمانے بھی ناچاری سے صلح کرلی اور جزیہ قبول کرلیا تب تو محمدی لوگ پکار پکار کر تکبیر بولنے لگے (جیسے سکھ لوگ واہ گورو کی فتح بولتے ہیں)۔

قصہ لیلتہ التعریس۔ اسی اثنا میں یہ قصہ ہوا ابوہریرہ کہتا ہے کہ اس سفر میں ایک رات محمد صاحب سیر کرنے لگے جب صبح نزدیک ہوئی بلال سے کہا ہم سب سوتے ہیں تو پہرہ دے اور ہمیں فجر کی نماز کے وقت جگا دینا خبردار ایسا نہ ہو کہ نماز قضا ہوجائے بلال پہرہ دینے کو بیٹھا مگر جب سب لوگ سوگئے بلال بھی سوگیا یہاں تک کہ دھوپ نکل آئی اس وقت محمد صاحب کی آنکھ کھلی اول بلال کو دھمکایا پھر کہا کہ یہ جنگل شیطان کے رہنے کا مقام ہے یہاں سے جلدی کوچ کرو۔ پس فوراً کوچ ہوا اور آگے جا کر نماز قضا جماعت سے پڑھی۔

اسی سال میں محمد صاحب نے ابوبکر کو ناحیہ ضریہ قبیلہ بنی کلاب کے قتل کرنے کو بھیجا اس نے وہاں جا کر جنگ کیا اور لوٹ لایا کوئی عورت قبیلہ فزارہ کی جو خوبصورت تھی وہاں سے پکڑی آئی اس کو محمد صاحب نے مکہ میں بھیج کر بعوض اس کے چند محمدیوں کو جو مکہ میں قید تھے خلاص کرایا۔

سریہ بشیر بن سعد۔ پھر حضرت نے ۳۰ آدمی دیگر بشیر مذکور کو فدک کے قریب کسی موضع پر بھیجا تا کہ قبیلہ بنی مرہ کے لوگوں کو مارے جب وہ گیا اور جا کر ان کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ خبر پا کر جنگل کو بھاگ گئے ہیں۔ بشیر ان کے چار پائے گرفتار کرکے مدینہ کو واپس آیا وہ لوگ یہ خبر سن کر پیچھے آئے اور چند مسلمانوں کو قتل کر ڈالا بشیر بھی زخمی ہو کر مردہ خیال کیا گیا پر جب وہ چلے گئے تو بشیر فدک میں چند روزہ رہ کر تندرست ہوا اور مدینہ میں آیا سریہ غالب بن عبداللہ حضرت نے اس شخص کو بہمراہی ۱۲۰ نفر کے موضع بقعہ پر بنی عوال کے مارنے کو بھیجا اس نے جا کر بعض کو قتل کیا اور بہت سے اونٹ اور گوسپندان لوٹ کر مدینہ میں لایا۔ اس کے سوا حضرت نے بہت لوگوں کو جُدی جُدی فوج دے کر کہیں کہیں روانہ کیا کہ اس کی تفصیل دشوار ہے اس کتاب میں ہو نہیں سکتی مگر اکثر یہ لوگ نواحی مکہ میں بھیجے گئے (اور یہ برخلاف عہد نامہ کے تھا جو مقام حدیبیہ پر کیا گیا اسی واسطے قریش لوگ محمد صاحب پر ایمان نہ لاتے تھے کہ آنحضرت میں کوئی صداقت کی بات ان کو نہ ملتی تھی) اس کے بعد خود محمد صاحب دو ہزار آدمی لیکر پھر مکہ کو چلے تا کہ عمرہ قضا کریں جو حدیبیہ کی صلح پر فوت ہوا تھا جب ذوالحلیفہ میں آئے اور وہاں فوج کی آراستگی کی گئی اور برخلاف شرط کے احتیاطاً ہتھیار بندی بھی ہوئی قریش یہ حال جو خلاف شرط کے تھا دیکھ کر اپنی حفاظت کرنے لگے اور محمدی لوگ مکہ میں جا گھسے اور حج کرنے لگے محمد صاحب نے حکم دیا کہ خوب اکڑ کر گھمنڈ کی چال

چھاتی ابھار کر کھوے مٹکاتے ہوئے مکہ میں چلو تاکہ تمہاری شوکت قریش دیکھیں پس مسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور گھمنڈ کے اشعار پکار پکار کر پڑھنے لگے خلیفہ عمر نے کہا اے عبداللہ بن رواحہ تو ایسے گھمنڈ کے اشعار حرم کے اندر رسول کے سامنے بولتاہے محمد صاحب نے جواب دیا کہ میں سنتا ہوں یعنی میری اجازت سے یہ کام ہوتاہے۔ روائت ہے کہ محمد صاحب حالت احرام میں تھے کہ جعفر بن ابی طالب کو بھیجا کہ توجا کر مسمات میمونہ بنت حارث کو میری زوجہ بنانے کے لئے شہر مکہ سے بلالا پس وہ گیا اور اسے بلالایا اور نکاح ہو گیا بعض کہتے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا بلکہ اس عورت نے اپنا نفس حضرت کو مفت بخش دیا۔ جب ۳ دن بموجب اقرار نامہ کے گذر گئے تو قریش نے کہا اب مکہ سے باہر چلے جاؤ محمد صاحب نے فرمایا اگر چند روز اور بھی ہمیں رہنے دو تو بہتر ہے تاکہ ہم میمونہ عورت کے ساتھ عروسی کریں اور ہم تمہاری ضیافت کرینگے وہ بولے ہم کو تیرے کھانے کی حاجت نہیں ہے۔ سعد بن عبادہ بولا کہ مکہ کی زمین تمہارے باپ کی نہیں ہے جب ہم چاہینگے جائینگے یہ بات بھی خلاف شرط کے ہوئی پر محمد صاحب نے شرم کھا کر اسے ٹھنڈا کیا اور ، حکم دیا کہ مکہ سے نکلو پس مدینہ کو چل پڑے اور عمارہ بنت امیر حمزہ بھی خلاف عہد مکہ سے نکل آئے جس کو علی نے فاطمہ کے ساتھ عہد شکن ہو کر سوار کرلیا اور مدینہ میں آپہنچے۔

(بیان بالا سے ظاہر ہے کہ بہت سی باتیں اس دو برس کے عرصہ میں خلاف اقرار نامہ کے محمد صاحب سے وقوع میں آئیں اور قریش اپنے اقرار پر ثابت قدم رہے یہ عہد شکنی دنیاوی بادشاہوں میں بھی مذموم ہے چہ جائے کہ خدا کا نبی ہو کر ایسا وعدہ خلاف ہو) اسی سال کو بلایا پس وہ مسلمان ہو گیا (مگر دباہوا مسلمان ہوا تھا)۔

۸ ہجری کے حالات

اسی سال میں حضرت نے غالب بن عبداللہ کو موضع کدید پر قبیلہ بنی اللوخ کے مارنے کو روانہ کیا جب وہ وہاں پہنچا تو دن بھر جنگل میں چھپا رہا رات کو ان سوتوں پر اپنے ہمراہیوں سمیت جا پڑا اور ان کے اونٹ لیکر مدینہ کو بھاگ آیا۔ پھر حضرت نے اسی غالب کو موضع فدک کی طرف بشیر کا بدلالینے کو روانہ کیا وہ جا کر خوب لڑا اور بعد بڑے کشت وخون کے لوٹ لیکر آیا اس معرکہ میں ایک آدمی مسمےٰ نہیک جو تلوار کے خوف سے مسلمان ہوا تھا اس کو بھی ابن اسامہ نے قتل کر ڈالا تھا اس پر محمد صاحب نے بڑا اعتراض کیا۔ غزوہ موتہ اس غزوہ کا سبب یہ ہوا کہ ایک قاصد محمد صاحب کا بمصرہ کی راہ میں سرحیل بن عمر غسالی نے قتل کیا تھا۔ اس لئے محمد صاحب نے اس طرف کا ارادہ کیا اور ۳ ہزار آدمی دیکر زید کی سرداری میں اس طرف روانہ کئے سرحیل مذکور جو قیصر کا ایک امیر تھا مقابلہ سے پیش آیا مگر جب اس کو کچھ شکست ہوئی تو اس نے قیصر سے مدد طلب کی اور اس طرف سے فوراً مدد آپہنچی اس وقت مسلمان گھبرا گئے اور بڑی سخت لڑائی ہوئی بہت سے مسلمان مقتول ہوئے اور آخر کو سرحیل کے لشکر میں یہ خبر اڑی کہ مسلمانوں کی مدد اور بھی آپہنچی ہے ۔ پس وہ شکستہ دل ہو گئے اور مسلمان فتح یاب ہوئے پر اتنے مسلمان مارے گئے کہ مدینہ میں رونا پڑ گیا گلی گلی ماتم ہونے لگا اور محمد صاحب بھی غمناک ہوئے اور جو مسلمان وہاں سے بچ کر آئے تھے ان سے بطور حسرت کے کہا کہ تم کیوں وہاں نہ مارے گئے جیسے وہ تمہارے بھائی مارے گئے ہیں۔ غزوہ ذات السلاسل پھر محمد صاحب کو خبر ملی کہ قبیلہ بلے وقضاعہ بنوالعین نے اتفاق کیا ہے کہ مدینہ کی اطراف میں لوٹ مار کریں۔ پس حضرت نے عمر بن عاص کو بلایا اور کہا میں تجھے لشکر کا سردار بنا کر بھیجتا ہوں تاکہ بہت سا لوٹ کا مال تیرے ہاتھ آوے وہ بولا حضرت میں مال کے لئے مسلمان نہیں ہوا حضرت نے فرمایا کہ لوٹ کا مال پاک ہے اور تجھ نیک آدمی کو وہ لینا لائق ہے پس ۳۰۰ آدمی دے کر اسے روانہ کیا وہ رات کو چلتا دن کو جنگل میں چھپ رہتا تھا جب ان کے نزدیک پہنچا اور اس قوم کی کثرت معلوم کی تو حضرت کی خدمت میں رافع بن مکیث کو

بطالب امداد کے واپس روانہ کیا تب حضرت نے فوراً ابو عبید کو بھیجا اور وہ آکر اس سے ملحق ہو گیا مگر دونو امیر آپس میں جھگڑنے لگے عمر بولا کہ میں سب کا سردار ہوں اور ابوعبیدہ نے کہا میں اپنی فوج کا تو اپنی فوج کا امیر ہے اس وقت خلیفہ عمر سے بھی تکرار ہوئی اور عمر خلیفہ نے اس کو سخت الفاظ منہ سے نکالے پر دشمن کو سب نے ملکر شکست دی اور فتح پائی لیکن لوٹ کا مال کچھ ہاتھ نہ آیا (محمد صاحب کو پیشگوئی خالی گئی اور مایوس مدینہ کو پھرے) راہ میں عمر بن عاص نے بحالت احتلام سردی کے خوف سے غسل نہ کرکے تمیم سے نماز پڑھائی۔

سریہ عبید بن جراح سے اس آدمی کو حضرت نے ۳۰۰ نفر دے کر قبیلہ جنبہ پر بھیجا مگر مورخوں کو دریافت نہ ہوا کہ یہ فوج کیوں روانہ ہوئی اور انہوں نے کیا کیا مگر قحط اور بھوک سے انہوں نے بہت دکھ اٹھایا۔ اسی سال میں درمیان قریش اور ان محمدیوں کے جو مکہ میں تھے کچھ تکرار ہوئی۔ محمدیوں نے اس کا نام عہد شکنی رکھ کر لڑائی کا بہانہ بنایا (حالانکہ خود پہلے بہت باتوں میں عہد شکن ہو چکے تھے) تب محمد صاحب نے مسافران مکہ کی راہ بند کردی اور سب دوستوں کو ہر طرف سے بلایا اور ابوقتادہ کو آٹھ سو نفر دیکر قبیلہ اضم کی طرف بھیجدیا تاکہ مکہ والوں کو یہ گمان ہو کہ محمد صاحب کی فوج کشی ہماری طرف نہیں ہے۔ بلکہ قبیلہ اضم سے لڑنے کو جاتے ہیں پس ابوقتادہ قبیلہ اضم تک پہنچ کر بدون ملاقات واپس چلاآیا۔ جب موضع ذی خشب میں آیا تو سنا کہ محمد صاحب مکہ پر چڑھ گئے اس لئے وہ بھی کوچ کرکے اپنے بھائیوں سے آملا محمد صاحب دسویں رمضان کو مدینے سے نکلے سات سو مہاجر تین سو گھوڑے چار ہزار انصار پانچ سو گھوڑے اور قبیلہ مزنیہ کے ایک ہزار مرد اور پانچ آدمی قبیلہ بنی عمرو کے اور اور قبیلوں کے لوگ فوج فوج ان کے ساتھ ہوئے اور مکہ والے مسلمان بھی مکہ سے نکل کر ان سے جاملے تھے۔ جب مدینہ سے نکلے تو بہت لوگ رمضان کے سبب روازہ دار تھے موضع کدید پر محمد صاحب نے اور سب مسلمانوں نے روزہ رکھنا چھوڑدیا کہ شکم سیر ہو کر خوب لڑیں اس وقت تک قریش کو محمد صاحب کی آمد کی خبر نہ تھی یہاں تک کہ جب محمدیوں نے مکہ کے قریب جاکر رات کو آگ جلائی اور اہل مکہ حال دریافت کرنے کو باہر نکلے تو معلوم ہوا کہ دس ہزار آدمی لیکر محمد صاحب آپہنچے ہیں ابوسفیان قریشی محمد صاحب سے امان طلب کرنے کو مکہ سے نکلا مگر مسلمانوں نے اسے فوراً گھیر لیا اور تلواریں نکال کے اسکے سر پر کھڑے ہوگئے اور چلاچلا کر کہنے لگے جلدی مسلمان ہو نہیں تو تجھے قتل کرتے ہیں وہ ناچار ہو کر مسلمان ہو گیا (یہ وہی ابوسفیان ہے جس کے جواب ہرقل کے سوالوں کی بابت اوپر مذکور ہیں) اس وقت محمد صاحب نے اپنی فوج کی شان وشوکت ابوسفیان کو دکھلا کر کہا تو پہلے مکہ میں جا اور کہہ جو کوئی مسلمان ہوجائے وہ بچیگا ورنہ سب قتل کئے جائینگے جب اس نے مکہ میں آکر یہ خبر سنائی۔ اہل شہر گھبرا گئے کہ یہ بلانا گہانی کہاں سے آئی الغرض موضع ذی طوے پر پہنچ کر پھر محمد صاحب نے لشکر کی موجودات لی اور کثرت فوج کی دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فوج کی تقسیم کی کہ فلاں طرف سے فلاں لوگ اور فلاں طرف سے فلاں مکہ میں داخل ہوں پس محمدی لوگ مکہ میں گھس گئے اور تھوڑی سی خونریزی بھی ہوئی جو محمدیوں کو مکہ میں کرنی منع تھی اس کے بعد یہ اشتہار دیا گیا کہ جو کوئی برسر جنگ آئیگا وہ قتل کیا جائیگا اور جو کوئی اپنے گھر کا دوازہ بند کرکے بیٹھ رہیگا وہ بچ جائیگا چنانچہ اکثر لوگوں نے ناچار ہو کر دروازہ بند کرلیا اور محمد صاحب بے احرام کعبہ میں جاداخل ہوئے چنانچہ بے احرام وہاں جانا منع ہے اور وہاں کے بُت توڑ توڑ کر پھینکنے لگے علی اور محمد صاحب نے تمام بُت توڑ ڈالے مگر حجر اسود پتھر کو بوسہ دیا اور نہ توڑا اور کعبہ کی کنجی سلافہ عورت سے جبراً طلب کی گئی اور مکان کھول کر تصویریں برباد کرڈالیں (حالانکہ اتنی مدت سے وہ مندر معہ تصویروں کے ان کا سجدہ گا تھا) پھر کعبہ کی کنجی عثمان بن طلحہ کو عنائت ہوئی آج تک ان کی اولاد میں چلی آتی ہے۔ بعد اس کے حضرت نے اہل مکہ سے کہا مجھے کیا جانتے ہو وہ لوگ ڈر کے مارے بولے بھلا آدمی جانتے ہیں پس حضرت خوش ہوئے اور معاف کیا اور نصیحت وعظ کرنا شروع کیا اس وقت اہل مدینہ جو انصار کہلاتے تھے بولے اب محمد اپنے وطن پر مہربان ہوگئے یہ بڑی طنز کی بات تھی حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا میں نے خدا

کے حکم سے تمہاری طرف ہجرت کی تھی اب میری زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے اور بہت سی تسلی کی باتیں سنائیں۔ روائت ہے کہ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے محمد صاحب نے قطعی حکم دیا تھا کہ گیارہ مرد اور چھ عورتیں جو مکہ میں ہیں جہاں کہیں ملیں خواہ حرم میں خواہ باہر فوراً مقتول ہوں۔ اول عبد الغری بن حنظل یہ شخص پہلے مسلمان ہوا تھا جب محمد صاحب نے کسی جگہ زکواۃ لینے کو بھیجا راہ میں کسی مسلمان کو قتل کرکے اور سب مال زکواۃ لے کر مکہ میں بھاگ آیا اور اسلام سے پھر کر اپنے باپ دادوں میں شامل ہوگیا تھا اب محمد صاحب کی فتح دیکھ کر کعبہ کے پردے سے لپٹا ہوا پناہ مانگتا تھا کہ باجازت محمدی ابوہریرہ نے اسے وہیں قتل کیا۔ دوم عبداللہ سعد یہ آدمی مسلمان ہوکر پہلے محمد صاحب کے قرآن کا کاتب تھا اس نے کہا تھا کہ محمد صاحب کو خبر بھی نہیں ہے میں کچھ سے کچھ قرآن میں لکھ دیتا ہوں جو میرے دل میں آتا ہے پس جو کچھ میں اپنی طرف سے قرآن میں لکھتا ہوں وہ وحی میری ہے اور جو محمد صاحب بتلاتے ہیں وہ وحی ان کی ہے اس لئے حضرت اسکے قتل کے فکر میں تھے مگر یہ شخص عثمان کی پناہ میں آکر بچ گیا۔ سوم عکرمہ بن ابی جہل جس نے پہلے محمد صاحب کو بہت ایذادی تھی اب فتح مکہ دیکھ کر بھاگ گیا اس کی زوجہ چالاکی کرکے جلد مسلمان ہوگئی اور محمد صاحب سے امان لیکر اپنے خصم کو راہ سے واپس لائی اس طرح وہ بھی بچ گیا۔ چہارم مودیث بن نقید یہ بھی محمد صاحب کا مخالف تھا۔ اس وقت اپنے گھر میں چھپ رہا تھا کہ علی نے اس کو تلاش کرکے قتل کیا اس شاعر نے محمد صاحب کی ہجو میں بہت سے اشعار تصنیف کئے تھے۔ پنجم نقیس بن صبابہ یہ آدمی پہلے مسلمان تھا پھر اسلام سے پھر کر مکہ میں بھاگ آیا تھا اس کو تمیلہ بن عبداللہ محمدی نے قتل کیا۔ ششم ہبار بن اسود اس نے کسی وقت زینب کے نیزہ مارا تھا جس سے اسکا حمل گر پڑا تھا اور وہ بیمار ہوکر مر گئی تھی مگر یہ شخص اس وقت ناچار ہوکر مسلمان ہوگیا۔ ہفتم صفوان بن امیہ یہ بھی محمد صاحب کا دشمن تھا بعد فتح مکہ جلاوطن ہوگیا لیکن محمد صاحب نے چارہ ماہ کے لئے امان دیکر بلالیا آخر کو مسلمان ہوگیا۔ ہشتم حارث طلاطلہ اس کو بھی علی نے قتل کیا یہ بھی حضرت کا مخالف تھا۔ نہم کعب بن زبیر جو نامور شاعر گذرا ہے پہلے محمد صاحب کی ہجو لکھا کرتا تھا اور ہمیشہ محمد صاحب کو برا کہتا تھا بعد فتح مکہ ناچار ہوکر مسلمان ہوگیا اسلئے معاف کیا گیا قصیدہ بانت سعاد جو مشہور اور متبرک محمدیوں میں گنا جاتا ہے انہیں ایام میں اس نے بنایا تھا جس میں طرح طرح کے مبالغے اور حضرت کی صفت وثنا کا بیان ہے اس نے محض حضرت کے راضی کرنے کو اپنی موت کے خوف کے وقت وہ قصیدہ تصنیف کیا اب محمدی لوگ اس قصیدہ کو بطور وظیفہ پڑھتے ہیں اور اس کے مضمون کو حق جانتے ہیں۔ وہم وحش امیر حمزہ کا قاتل پہلے طائف کی طرف بھاگا پھر ناچار ہوکر وفد طائف کے ساتھ آیا اور مسلمان ہوا۔ یازدہم عبداللہ بن زبعری شاعر مشہور تھا جس نے بہت سے اشعار مسلمانوں کی مذمت میں بیان کئے یہ آدمی نجران کی طرف بھاگ گیا جب کہیں جگہ نہ پائی ناچاری سے آکر مسلمان ہوگیا۔ وہ چھ عورتیں جن کے قتل کا حکم تھا یہ ہیں۔ اول ہند بنت عنینہ ابوسفیان کی زوجہ مگر یہ عورت مسلمان ہوکر بچ گئی۔ دوم قریبہ سوم فرتنا یہ دونو عورتیں مکہ میں خوف گانے والیاں مشہور تھیں محمد صاحب کی ہجو گایا کرتی تھیں قریبہ ماری گئی فرتنا کو امان ملی اس لئے وہ مسلمان ہوگئی۔ چہارم ارنب ایک عورت تھی اسی دن قتل کی گئی۔ پنجم سارہ ایک عورت تھی جسے علی نے قتل کیا۔ ششم ام سعد ماہ شوال تک مکہ میں رہی (پھر گم ہوگئی شاید اس کے ساتھ بدی کی گئی) انہیں ایام میں حضرت نے ایک شریف عورت کا ہاتھ چوری کے سبب کاٹ ڈالا اور شراب اور سور اور مردہ وغیرہ کھانے سے بھی لوگوں کو منع کیا۔

پھر خالد بن ولید کو موضع نجد پر عزےٰ کا مندر توڑنے کے لئے روانہ کیا اس نے جا کر وہ بتخانہ توڑ ڈالا کہتے ہیں کہ ایک عورت برہنہ سیاہ رنگ بال پریشان جو بھوت کی قسم سے تھی اس بت خانے سے نکلی خالد نے اسے قتل کیا حضرت نے فرمایا وہی عزےٰ بُت تھا جو مجسم ہو کر نکلا تھا (یہاں سے ثابت ہے کہ محمد صاحب کے گمان میں بُت بھی کوئی چیز ہیں حالانکہ یہ عقیدہ صریح باطل ہے) پھر حضرت نے عمروعاص کو بھیج کر ہذیل کا مندر جس میں سواع بُت

رہتا تھا توڑ ڈالا۔ اور سعد بن زید کو بھیج کر موضع مشلل میں سے منات بت کا مندر برباد کیا وہاں کے مندر میں سے بھی ایک کالی عورت بال بکھیرے ہوئے روتی ہوئی نکلی تھی سعد نے اسے بھی قتل کیا وہ بھی گویا منات بُت تھا اس کے بعد خالد و بن ولید کو تین ہزار پانچ سو سوار دیکر یلملم شہر کی طرف روانہ کیا وہاں کے باشندے ہتھیار بند ہو کر باہر نکلے جب مقابلہ ہوا تو انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں ہمیں کیوں مارتے ہو خالد نے کہا اگر تم مسلمان ہو تو تمہاری طرف ہتھیار بند ہو کر کیوں نکلے ہو وہ بولے ہم نے جانا کوئی عربی دشمن آیا ہے جو محمدی نہیں اور وہ لوگ سچ مچ پہلے سے مسلمان تھے ان کے شہر میں مسجدیں موجود تھیں مگر خالد نے جو حضرت کا بڑا مصاحب تھا دغا سے ان مسلمانوں کو کہا میں تمہاری مسلمانی کا جب یقین کروں کہ تم ہمارے سامنے ہتھیار رکھ دو پس انہوں نے جو حقیقت میں مسلمان تھے حضرت کا مصاحب جان کر فوراً ادب سے ہتھیار آگے رکھ دئیے مگر خالد بے رحم نے ان کی مشکیں بندھوالیں اور ایک ایک کو قتل کر کے اور لُوٹ گھسوٹ کر مکہ میں چلا آیا چونکہ یہ بات محمدی قانون کے خلاف واقع ہوئی کہ محمدیوں کو محمدیوں نے شرارت سے قتل کیا اس لئے محمد صاحب خالد سے نہائت ناراض ہوئے۔

عبداللہ بن ابی حذر کہتا ہے کہ خالد کی فوج میں بھی ملیلم کی طرف گیا تھا جب خالد نے ان مسلمانوں کی مشکیں باندھ لیں ایک نوجوان ان اسیروں میں سے بولا اے عبداللہ مہربانی کرکے ان قیدی عورتوں کی جماعت کی طرف ذرا ایک دم کے لئے مجھے لے چل پس میں اس کو لے گیا اس نے جا کر ایک قیدی عورت کو چند شعر سنائے اور اس عورت نے ان کا جواب بھی دیا پھر میں اس قیدی کو لے آیا صبح کو جب وہ مسلمان ناحق قتل ہوئے تو وہ عورت اپنے دوست کی نعش پر چیخ مار کر گئی۔ یہ قصہ محمد صاحب نے سنا تو کہا کیا تم میں کوئی بھی رحیم نہ تھا۔ واضح رہے کہ محمدی قانون کے موافق خالد واجب القتل تھا مگر محمد صاحب نے اس کی رعائت کی اور اسے قتل نہ کیا۔

غزوہ حنین۔ مورخ لکھتے ہیں کہ بعد فتح مکہ تمام قبائل عرب نے اطاعت محمدی قبول کرلی مگر قبیلہ ہوازن اور ثقیف نے جو بہادر لوگ تھے اطاعت قبول نہ کی بلکہ اپنے ساتھ گرد نواح کے لوگ ملا کر قریب چار ہزار آدمی کے محمدی مخالفت پر جمع ہوگئے۔ پس محمد صاحب بھی عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم بنا کر اور سولہ ہزار آدمی ہمراہ لے کر ان کی طرف چلے راہ میں اپنی فوج کی کثرت اور ان لوگوں کی قلت پر ہنستے اور خوش ہوتے جاتے تھے اور ان کے اموال واسباب وعورتیں لوٹنے کا کمال شوق تھا مگر جب وادی حنین پر پہنچے تو وہ لوگ گھات میں بیٹھے تھے یکایک تیروں سے محمدیوں پر مار مار کرنی شروع کردی اور بڑا سخت حملہ کیا محمدی لوگ شکست کھا کر بھاگ نکلے اور ایسے بے اختیار پس پا ہوئے کہ محمد صاحب بھی پیچھے رہ گئے اور پیچھے سے پکارتے تھے کہ توقف کریں پر کوئی نہ سنتا تھا نو مسلم لوگ جو فتح مکہ میں ناچاری سے مسلمان ہوئے تھے اس وقت وہ بہت سے حاضر تھے سب ٹھٹھے مارنے اور ہنسنے لگے بعض کہتے تھے کہ اصحاب ایسے بھاگتے ہیں کہ ساحل دریا سے درے ہرگز دم نہ لینگے کوئی کہتا تھا آج محمد صاحب کا جادو باطل ہو گیا غرض چار آدمی محمد صاحب کے ساتھ باقی رہ گئے تھے اور سب بھاگ گئے تھے اس وقت محمد صاحب غصہ اور جوش میں آکر کہتے تھے انا النبی لاکذب انا ابن عبد المطلب یعنی میں سچا نبی ہوں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں (یہ فخر نسبی کی بات تھی جو کلام الہیٰ میں مذموم ہے) پھر بڑے مشکل سے عباس نے چیخیں مار مار کر لوگوں کو پیچھے سے بلایا قریب ایک سو آدمی کے جمع ہوئے اور پھر لڑائی ہوئی (واضح ہو کہ وہ ملک نہائت جاہل اور بُت پرست جادو ٹونے کا قائل اور ایسی باتوں سے بہت ڈرنے والا تھا محمد صاحب نے کئی مقام پر اپنے لوگوں کو دلاوری اور دشمن کے ڈرانے کا چھومنتر کیا تھا یہاں پر بھی موقع دیکھ کر اہل حنین کی طرف چھومنتر کردیا اس لئے وہ جنگلی گنوار ڈر گئے کہ اب ہم مارے جائینگے کیونکہ محمد صاحب جادوگر مشہور تھے وہ حکمت عملی سے کام نکالتے تھے لوگ ان کو جادوگر جانتے تھے) پس ان کے دل خوف زدہ ہوگئے (ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ حکمت عملی ایک دفعہ اور نگ

زیب نے بھی دکھن کی لڑائی میں کی تھی کہ تعویذ لکھ کر جھنڈوں پر لٹکائے تھے اور تیمور کی لڑائی میں کسی آدمی نے یا علی قاجدی کہہ کر منتر مارا تھا) چونکہ فتح اکثر دل کی بہادری پر موقوف ہے خاص کر اس زمانے کی لڑائی میں کہ جہالت کا وقت تھا اس وقت دلاوری اور خوف ڈالنے کو چھومنتر بازی بڑی مفید تھی اسی واسطے حضرت نے خاک اٹھا کر اور چھومنتر مار کر ان کی طرف پھینکدی پس وہ لوگ ڈر کے بھاگ نکلے بعض طائف کی طرف اور بعض اوطاس کی سمت اور بعض بطن نحلہ کی طرف چلے گئے ان کے اموال ایک جگہ جمع کرلو فرصت کے وقت حصہ لگائینگے (یہ بھی حضرت نے اپنے مفید ایک حکمت کا حکم دیا تھا کیونکہ ان کا ارادہ تھا کہ یہ مال اپنے یاروں کو نہ دوں اپنے اقربا کو بخشدوں جو نئے مسلمان ہوئے ہیں تا کہ خوش ہو کر ہمیشہ ساتھ رہیں) عورتیں جو قید ہوئیں اور ان پر محمدیوں کا دل لوٹ پوٹ ہو گیا تھا کیونکہ خصم والیاں اور آراستہ تھیں پس مسلمان لوگ حضرت کے پاس آئے اور کہا یا حضرت خصم والیوں سے ہم بستر ہوں یا نہ ہوں فرمایا جس کے تم قابض ہوگئے اس سے بے شک ہم بستر ہوسکتے ہو مگر حاملہ سے صحبت نہ کرنا جب تک کہ وضع حمل نہ کرلے پھر یاروں نے پوچھا کہ نطفہ عورتوں کو اندر ڈالیں یا باہر فرمایا اندر ڈالو۔ پس مسلمانوں نے ایسا ہی کیا کہ زبردستی ان عورتوں سے ہمبستر ہوئے روائت ہے کہ ایک عورت جس کا نام شمابنت الحراس تھا محمدیوں کے ہاتھ آگئی اس پر مسلمان لوگ ہمبستر ہونے کے لئے سختی کرنے لگے اس نے کہا میں تمہارے سردار محمد کی رضاعی بہن ہوں اور تم مجھے خراب کرتے ہو پر کسی نے یقین نہ کیا کہ یہ بُت پرست حضرت کی بہن ہو تب اس کو حضرت کے پاس لائے اور حضرت نے اسے پہچانا کہ وہ دائہ حلیمہ کی بیٹی تھی پس اس کی بڑی تعظیم ہوئی اور محمد صاحب نے پوچھا کہ تیرے ماں باپ کہاں ہیں وہ بولی مرگئے پس حضرت نے اسے دو غلام ایک لونڈی دو اونٹ چند بکریاں انعام دیکر اس کے وطن کی طرف رخصت کیا۔ (دیکھو یہ عورت حلمیہ کی بیٹی تھی اور حلیمہ کے قصے معجزات آمیز جو حضرت کے مولود میں مذکور ہیں اگر وہ قصے سچ ہوتے تو حلیمہ کی بیٹی اپنے ماں باپ سے وہ حال سن کر آج تک کافر کیوں رہتی یہاں سے ثابت ہے کہ وہ سب قصے یاروں کی بناوٹ ہیں ان لوگوں کے بیان ہرگز نہیں ہیں) غزوہ طائف اس کے بعد محمد صاحب فراریان حنین کے مارنے کو طائف کی طرف گئے مگر وہاں پر بہت سے مسلمان مارے گئے اور اکثر لوگ دشمن کے تیروں سے زخمی ہوئے چالیس یوم تک حضرت نے ان کا محاصرہ رکھا اور بڑی بڑی لڑائیاں واقع ہوئیں جو کہ اہل طائف مکان حصین میں تھے اور ایک سال کا کھانا انہوں نے جمع کر رکھا تھا اس لئے حضرت نے چار ہوگئے اور بڑی دیر تک اس لڑائی کی بابت علی سے باتیں کرتے رہے اس کے بعد لوگوں سے بیان کیا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ طائف ابھی فتح نہ ہوگا چلو یہاں سے کوچ کریں پس وہاں سے چل پڑے پر چلتے چلتے بھی بہت مسلمان زخمی ہوئے۔ جب مقام اُنہ پہنچے وہاں پر حنین کی لُوٹ کا مال جمع تھا جو ۶ ہزار غلام چار ہزار ۲۰ شتر اور چار ہزار اوقیہ چاندی اور چالیس ہزار سے زیادہ گوسفند تھے پس وہاں بیٹھ کر حضرت نے حصے بانٹے۔ اس وقت ایک اعرابی آیا اور کہا اے محمد تونے اس لوٹ میں سے انعام دینے کا وعدہ کیا تھا اب پورا کر حضرت نے فرمایا ابشر یعنی خوش ہو لے اعرابی بولا یہ لفظ تو تونے مجھے کئی بار سنایا ہے کہ خوش ہو۔ پس حضرت نے نہائت غصہ میں بھر گئے اور یاروں سے کہا کہ اس اعرابی نے میری بشارت کو رد کیا تم قبول کرتے ہو یا نہیں وہ وہ بولے ہم قبول کرتے ہیں (دیکھو اعرابی کی گواہی سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت وعدہ خلاف آدمی تھے چنانچہ بدر کے بڈھے کا قصہ اور حدیبیہ کے اقرار نامہ پر ثابت قدم نہ رہنا اس کا موید ہے اسکے سوا ہم روضتہ الاحباب وغیرہ میں جگہ جگہ محمد صاحب کی نسبت لکھا ہوا دیکھتے ہیں کہ محمد فلاں فلاں امر کے سبب نہائت غصہ ہوئے پس اس فعل کی کثرت سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت زود رنج آدمی تھے حالانکہ محمدی لوگ حضرت کو حلیم بتلاتے ہیں اور ان کی کتابیں اس کے خلاف گواہی دیتی ہیں) جب یاروں نے حضرت کی بشارت کو قبول کیا تو حضرت نے فرمایا ایک پانی کا پیالہ بھر لاؤ جب پیالہ سامنے آیا تو حضرت نے اس پیالہ میں ہاتھ اور منہ دھویا اور اس پانی میں تھوکا پھر یاروں سے

فرمایا لو پیو بلال اور ابو موسیٰ نے پی لیا اور اندر پردہ میں سے ام سلمہ زوجہ حضرت بھی بولیں کہ میرا حصہ بھی چھوڑیو اس لئے اسے بھی حصہ ملا او راس نے بھی پی لیا (یہ ناپاک کام کئی بار حضرت سے وقوع میں آیا ہے اور اس ملک میں جاہل مریدوں اورریاکار متکبر پیروں میں بھی ایسے معاملے ہوا کرتے ہیں) محمد صاحب نے نہ صرف تھوک بلکہ بعض محمدیوں کو اپنا پیشاب بھی پلایا ہے اور مدارج النبوت کے باب اول میں ہے کہ محمد صاحب کے بستر کے نزدیک ایک پیالہ رکھا رہا کرتا تھا جس میں رات کو پیشاب کیا کرتے تھے ایک رات اس میں پیشاب کیا صبح کو امُ ایمن لونڈی سے کہا اس پیشاب کو باہر پھینک دے وہ بولی اس میں تو کچھ پیشاب نہیں ہے وہ پیالہ خالی رکھا ہے کیونکہ رات کو مجھے پیاس لگی تھی اس لئے میں نے اسے پی لیا تھا۔ حضرت نے اس کو اس نالائق مکروہ حرکت سے منع نہ کیا بلکہ خوش ہو کر ہنسے اور کہا اب تیرے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا اور منہ دھونے یا کرلی کرنے بھی اسے حکم نہ دیا۔ دوسری بار ایک عورت برکہ نام نے ان کا پیشاب نوش کرلیا تھا اس سے بھی حضرت خوش ہوئے اور کہا تو کبھی بیمار نہ ہوگی۔ اور ایک مرد نے بھی حضرت کا پیشاب پیا تھا۔ اور ایک حجام محمدی نے حضرت کا خون بیماری کا نکلا ہوا پیا تھا حضرت نے اسے کہا اب تو کبھی بیمار نہ ہوگا (حالانکہ خود حضرت اسی ناپاک خون سے بیمار تھے) اور جنگ اُحد میں جب محمد صاحب کے زخم لگے اور خون جاری تھا تو مالک بن سنان نے جو ابو سعید خدری کا باپ ہے ان کے زخم میں منہ لگا کر خون چوس لیا تھا اور خوب مزے سے پیا تھا اور محمد صاحب نے اس کی نسبت فرمایا تھا کہ یہ آدمی بہشتی ہے (یہ نہ کہا کہ ناپاک حرام خور ہے کیونکہ انسان کا کھانے والا ناپاک اور حرام کا کھانے والا ہے) اسی طرح کسی مرض کے سبب حضرت نے خون نکلوایا تھا اس کو عبد اللہ بن زبیر پی گیا تھا تب حضرت اسکی نسبت کہا تھا کہ اب دو دوزخ نہ جائیگا مگر خدا نے جو قسم کھائی ہے کہ محمد صاحب سمیت سب جہان کے لوگوں کو ایک بار دوزخ میں جانا ہے اس قسم کے سبب جوان منکمہ الاواردھا میں ہے تھوڑی دیر کے لئے تو دوزخ میں جائیگا۔ اور اسی مدارج النبوت میں ہے کہ حضرت کا پیخانہ اور پیشاب زمین نگل جایا کرتی تھی عائشہ سے منقول ہے کہ حضرت سے اس نے کہا یا حضرت آپ پیخانے ہو کر آتے ہیں اور میں کچھ ناپاکی وہاں پڑی ہوئی نہیں دیکھتی فرمایا کہ رسولوں اور نبیوں کا پیخانہ زمین نگل جایا کرتی ہے (دیکھو کسی نبی یا رسول کا پیخانہ کبھی زمین نے نہیں نگلا وہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کا پیخانہ زمین کھالیا کرتی ہے ہاں ہندوستان میں بعض مکار فقیروں کا تو البتہ زمین کھالیا کرتی ہے جب وہ آپ کو پاک ظاہر کرنے کے واسطے دریا میں گھس کر پیخانہ پھر آیا کرتے ہیں یا جنگل میں ہگ کر خود ہی بلی کی طرح مٹی سے دبادیا کرتے ہیں یا بستر کے نیچے پوشیدہ کسی گڑھی ہوئی ہنڈیا وغیرہ میں چھپایا کرتے ہیں تا کہ لوگ انہیں کامل جانیں مگر سچے رسولوں سے یہ حرکات کبھی ظاہر نہیں ہوئی اور نہ ان کا پیخانہ زمین نے کھایا بلکہ سب لوگوں کی طرح وہ بھی تھے) پھر کسی اصحاب سے اسی کتاب میں مذکور ہے کہ ایک سفر میں محمد صاحب کبھی پیخانہ کو گئے جب ہو کر آئے تو یہ شخص راوی شاید کھانے کے لئے یا کسی اور کام سے اسی جگہ حضرت کا پیخانہ تلاش کرنے گیا مگر اسکو پیخانہ اور پیشاب کا نشان تک بھی نہ ملا (شاید دبادیا ہوگا) صرف مٹی کے چند ڈھیلے جن سے بدن پاک کیا تھا پڑے ہوئے ملے اس آدمی نے اٹھا کر انہیں سونگھا تو ان میں سے خوشبو آئی (قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے کہ اہل علم کی ایک جماعت قائل ہوئی ہے ۔ محمد صاحب کے پیخانہ اور پیشاب کے پاک ہونے پر اور یہ قول علمائے شافعیہ کا ہے کہ حضرت محمد صاحب کا پیخانہ اور پیشاب دونو پاک کھانے کے مانند طیب اور طاہر تھے (یہاں سے حضرت کا بیجا غرور اور عرب کی جہالت اور اصحاب کی تمیز کو ملاحظہ کرنا چاہیے اور رہم بہت سے ایسے گندے قصے کہاں تک سناویں اکثر مختلف مقامات پر ملتے ہیں پر یہ سب روائتیں مدارج النبوت میں صاف لکھی ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لے) اس تھوک پلانے کے بعد محمد صاحب نے حنین کی لوٹ کا مال تقسیم کیا اور خوب مال لوگوں کو عنائت ہوئے اور جو جو مسلمانوں نومرید تھے جن کا دل اسلام کی طرف لگانا منظور تھا جن کو مولفہ قلوب کہتے ہیں مثلاً ابو سفیان جیسے لوگ ان کو مفت سو

سو اونٹ بخشدے تاکہ خوش ہو کر اسلام میں ثابت قدم رہیں یہ تقسیم ہمیشہ کے قانون کے خلاف کے خلاف ہوئی تھی اس میں حضرت نے مکہ کے نومسلموں کو انکا دل ہاتھ میں لینے کو بہت کچھ دیا تھا۔ مدینہ والے انصار جن کی بدولت محمد صاحب کو کل عزت اور شان حاصل ہوئی تھی انہیں کبھی ایسی بخشش نہ ملی تھی اور نہ اب ملی اس لئے وہ لوگ ناراض ہو کر بولے کہ محمد صاحب ایسی ایسی عمدہ بخششیں قریش کو جو نومسلم اور ان کی قدیمی رشتہ دار ہیں دیتے ہیں حالانکہ اب تک خون ہماری تلوار سے ٹپکتا ہے یہ بات سن کر حضرت نے انصار کو جمع کیا اور اپنے احسان جو مدینہ میں رہ کر ان کی نسبت کئے تھے بیان فرمائے مثلاً پہلی لڑائیوں میں لوٹ کا مال سن کر اہل مدینہ نے کہا جب تو ہمارے پاس مدینہ میں آیا تھا لوگ تجھے جھوٹا جانتے تھے ہم نے تجھے سچا مانا کوئی تیری پرواہ نہیں کرتا تھا ہم نے مدد دی تو اپنے وطن سے راندہ ہوا تھا ہم نے تجھے جگہ دی تو فقیر تھا ہم نے تجھے دولتمند بنادیا حضرت فرمایا کہ تم یہ سب باتیں سچ کہتے ہو۔ اسی طرح ہیں پر دیکھو ان قریشیوں کا دل بھی ہاتھ لانا منظور ہے اس لئے میں نے ان کو اتنا مال دیا ہے کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ وہ لوگ اونٹ اور بکریاں لیکر اپنے گھر کو گئے اور تم نبی کو لیکر اپنے گھر کو چلے ہو میں تمارے ساتھ ہوں جیتا اور مرتا تم لوگ میرے اندر والے کپڑے ہو قریش میرے باہر والے کپڑے ہیں غرض ایسی ایسی بہت سی خوشامد کی باتیں ان کو سنا کر راضی کیا (میں کہتا ہوں کہ حقیقت میں اہل مدینہ نہائت ہی سچ کہتے ہیں کہ حضرت کو انہیں کے سبب سے فروغ ہوا اور اس بات کو حضرت نے بھی قبول کیا مگر مجھے اس وقت ایک روحانی یاد آتی ہے ہمارے سیدنا عیسیٰ نے یوحنا کی انجیل کے ۱۵ باب آئت ۱۶ میں فرمایا ہے۔ تم نے مجھے نہیں چنا بلکہ میں نے تمہیں چن لیا اور مقرر کیا ہے۔ مگر انصار جو محمد صاحب کے ساتھی ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے محمد صاحب کو چن لیا۔ کہ ہمارا پیر ہو اور محمد صاحب اس بات کو قبول کرتے ہیں یہ ہی مقام صداقت اور عدم صداقت پر کافی ہے کہ محمد صاحب آدمیوں کے چنے ہوئے شخص ہیں اور مسیح نے آدمیوں کو چنا ہوا بلکہ آدمیوں میں سے لوگوں کو اپنی خدمت کے لئے چن لینے والا ہے کیونکہ وہ قادر مطلق ہے جس کے کام راست ہیں اور انسان کے کام ناراست ہیں اور باطل ہیں) بعد اس کے حضرت جعرانہ سے مکہ کو حج کے لئے چلے گئے اور وہاں جا کر بھی لوٹ کا مال جو جمع تھا تقسیم فرمایا۔ اور سودہ بنت زمعہ کو جو ان کی بڈھی زوجہ تھی بڈھاپے کے باعث طلاق دیدی مگر وہ عورت برسرراہ جا کھڑی ہوئی اور محمد صاحب سے کہا یا حضرت مجھے طلاق نہ دو پھر رجعت کرو جو رات میرے پاس آنے کی باری ہوگی اس رات کو اپنی پیاری عائشہ کے پاس جایا کرنا میں صرف تمہاری زوجات میں اپنا نام رکھنا چاہتی ہوں۔ پس حضرت نے طلاق کو منسوخ کر کے اسے پھر زوجات میں داخل کرلیا۔ لیکن اس کی باری کی رات میں عائشہ سے ہمبستر ہوا کرتے تھے اب عائشہ کی دو راتیں ہوگئیں (واضح ہو کہ یہ عورت سودہ روٹی کے واسطے زوجات میں پھر داخل ہوئی تھی نہ جنت کے لئے کیونکہ بعد طلاق روٹی ملنا بھی بڑھاپے میں مشکل تھا جیسے فاطمہ بنت ضحاک حضرت سے طلاق لیکر پچتائی تھی کہ کسی اہل مدینہ نے دشمنی کے سبب اس کو ٹکڑا بھی نہ دیا تھا آخر کو گوبر چن کر وہ اپنا گذران کرنے لگی تھی اسی مصیبت کے خوف سے سودہ رجعت کرائی اور بڑی دانائی کی ورنہ بھوکی مرجاتی۔

۹ ہجری کے حالات

اس سال میں حضرت نے ان قبائل کے لئے جو مسلمان ہوگئے تھے آٹھ عمال یا تحصیلدار مقرر کئے تاکہ ان کے اموال کی زکواۃ مدینہ میں لاویں اور رشوت اور ہدیہ لینے سے منع کیا یہ زکواۃ جو خیرات کہلاتی ہے جبراً بطور محصول شاہی کے لے جاتی تھی پس بنیاد اس کی جبر تھا نہ خوشی اس وقت بعض محمدی رسماً خوشی سے دے دیتے ہیں۔

اسی سال میں حضرت نے عنیہ بن حصن فزاری کو بنو تمیم کی طرف فوج دیکر بھیجا اس فوج کشی کا سبب یہ ہوا کہ بشیر بن سفیان کو قبیلہ کعب کی طرف حضرت نے واسطے لانے

زکواۃ کے روانہ کیا تھا اس وقت بنو کعب اور بنو تمیم ذات الاشفا کے چشمے پر جمع تھے بشیر نے
بنی کعب سے زکواۃ طلب کی انہوں نے دیدی بنو تمیم نے کہا کہ محمد صاحب کا تحصیلدار بڑا
مال جمع کرکے مدینہ کو مفت لے چلا اس لئے وہ جمع ہوگئے اور لڑائی کا بندوبست کرلیا بشیر
مذکورہ یہ حال دیکھ کر اورمال چھوڑ کر بھاگ نکلا اورمدینہ میں آکر محمد صاحب سے سب کچھ کہا انہوں
نے عنیہ مذکورہ پچاس سوار دیکر ان کے مارنے کو بھیجا وہ رات کو چلتا دن کو جنگل میں چھپ رہتا
تھا یکایک ان کی بستی پر جا پڑا وہ بے خبر کچھ گھروں میں تھے اور کچھ باہر تھے پس عنیہ نے ان
کی عورتیں اور بچے اور بعض مرد بھی قید کرلئے اور مدینہ میں لے آیا ان کے پیچھے چند رئیس اور
شاعر اور فصحائے بنی تمیم ان قیدیوں کے چھوڑانے کومدینہ میں آئے اورکہا اے محمد ہم لوگ
عزت دار آدمی ہیں ہمارے لوگ گرفتار کرنے اچھی بات نہیں ہے ہم آئے ہیں تاکہ تیرے
ساتھ فصاحت وبلاغت اور مفاخرت میں بحث کریں القصہ بحث شروع ہوئی اول عطارد بن
حاجب نے بنو تمیم کی طرف سے کھڑے ہوکر فصیح خطبہ مشتمل برحمدوسپاس اور فخر بنی تمیم
کے سنایا پھر باجازت محمدی ثابت بن قیس مسلمان نے اس کے جواب میں ایک خطبہ پڑھا
جس میں حمدوسپاس اورمہاجرین ونصارک فضیلت اورمسلمانوں کی تلوار کی بڑائی کا ذکر تھا۔
(میں کہتا ہوں کہ تلوار اور مقابلے کا ذکر سنانے کی یہ حکمت تھی کہ وہ لوگ ڈر جائیں اور دبے
ہوئے اطاعت کریں اور ان کے دلوں میں رعب چھا جائے) اس کے بعد زبرقان تمیمی نے
نہائت فصیح شعر پڑھے اس کے جواب میں حسان بن ثابت محمدی شاعر نے اشعار سنائے ان
میں بھی تلوار کاذکر اور ضمناً دھمکیاں مذکور ہیں پس بنو تمیم یہ دھمکی کی باتیں سن کر اور غلبہ
دیکھ کر مطیع فرمان محمدی ہوگئے۔

اسی سال میں قطبہ بن عامر کو حضرت نے ۲۰ آدمی دیکر قبیلہ خشعم کی طرف بھیجا وہاں
بھی اچھی لڑائی ہوئی طرفین سے زخمی ہوئے آخر کو محمدیوں نے فتح پائی چند اونٹ اور چند
بکریاں اور چند غلام پکڑکے مدینہ میں لائے محمد صاحب کو پانچواں حصہ دیکر باقی سب مال
بانٹ لیا ہر آدمی کو چار اونٹ ہاتھ آئے تھے۔

اسی سال میں علقمہ بن محرر کو حضرت نے ۳ سو آدمی دیکر حبشی کے ایک گروہ کو
مارنے کے لئے روانہ کیا مگر حبشیوں کی جماعت کسی جزیرے میں بھاگ گئی ناچار واپس آئے۔

اس سال میں حضرت علی نے ۱۵۰ سوار دیکر قبیلہ طے کا بتخانہ جو فلس کامندر کہلاتا
تھا لوٹنے کو بھیجا اس نے جا کر وہ مندر ڈھادیا اور اونٹ اور غلام بہت سے پکڑے مسمےٰ عدی حاتم
طائی کا بیٹا جو اس قبیلہ کا بزرگ تھا ملک شام کی طرف بھاگیا اوراس کی بہن جو حاتم کی بیٹی تھی
مسلمانوں کے ہاتھ آگئی اسے مدینہ میں پکڑلائے اور سب ہتھیار وہاں کے لوٹ لائے مگر محمد
صاحب نے کئی روز کے بعد اس عورت کی منت سن کر اسے آزاد کردیا تب وہ ملک شام میں
اپنے بھائی عدی کے پاس چلی گئی اس کے بھائی نے پوچھا کہ محمد کی طرف تیرا کیا گمان ہے
تونے اسے کیسا دیکھا نبی ہے یا نہیں تب وہ بولی میری رائے میں اس کی اساعت کرنا
ضرور ہے مگر وہ نبی ہے تو عاقبت پاک ہوجائیگی اور جو نبی نہیں ہے تو قبیلہ طے کی سرداری جو
ہماری مداشت ہے ہمیں ہمیشہ کے لئے مل جائیگی عدی نے اس رائے کو قبول کرلیا اور آکر
مسلمان ہوگیا۔

اسی سال میں محمد صاحب اپنی عورتوں سے ناراض ہوگئے اور قسم کھائی کہ ایک ماہ
تک کسی کے ساتھ ہمبستر نہ ہونگا اس سخت قسم کے سبب علمائے محمدیہ نے چار بیان کئے
ہیں اول سبب آنکہ ایک روز ابوبکر اور عمر حضرت کے گھر میں آئے اس وقت حضرت بڑے
غمناک گھر میں بیٹھے تھے عمر خلیفہ بولا یا حضرت میری زوجہ خارجہ کی بیٹی نے میرے سے
کھانے پینے کا خرچ زیادہ مانگا تھا۔ میں نے اسے آج خوب مارا ہے۔

محمد صاحب نے فرمایا دیکھو یہ میری عورتیں بھی چاروں طرف اس وقت بیٹھی ہیں
اور نان نفقہ مانگتی ہیں جو میرے پاس نہیں ہے میں ان کو کہاں سے دوں یہ بات سن کر ابوبکر

خلیفہ اٹھا اور اپنی بیٹی عائشہ زوجہ محمد صاحب کی گردن پر دھول ماری کہ کیوں محمد صاحب سے چیزیں مانگتی ہے پھر عمر اٹھا اس نے اپنی بیٹی حفصہ کی گردن پر تھپیڑ لگایا اور دھمکایا اور محمد صاحب سب عورتوں سے ناراض ہو کر ماہ کے لئے گھروں سے نکل گئے۔

سبب دوم آنکہ زینب بنت جحش کے گھر میں حضرت نے شہد پیا تھا عائشہ اور حفصہ نے کہا محمد صاحب نے کیکر کی چھال کا رس پیا ہے ان کے منہ سے بدبو آتی ہے حضرت نے کہا نہیں میں نے تو شہد پیا ہے اب قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ کو کبھی شہد بھی نہ پیونگا۔مگر تم کسی سے نہ کہنا کہ محمد صاحب نے اس جہت سے شہد پینے سے بھی قسم کھائی ہے مگر ان عورتوں نے اس بات کا چرچا پھیلا دیا اس لئے حضرت خفا ہو کر ایک ماہ کے لئے عورتوں سے جدا ہو گئے (راقم کا خیال ہے کہ شہد پینا جس کو عورتیں کیکر کا رس بتلاتی ہیں اور حضرت کا اس بھید جو چھپانا کیا معنی رکھتا ہے پس چھپانے کی تاکید سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور کوئی مکروہ بات ہو گی خیال ہے کہ شراب ہو کیونکہ کیکر کے رس کی شراب بنتی ہے۔واللہ علم)۔

سبب سوم آنکہ حضرت حفصہ بی بی کے گھر میں تھے اور اس رات اسی عورت کی باری بھی تھی پس وہ عورت باجازت حضرت تھوڑی دیر کے لئے کہیں باہر گئی حضرت نے ماریہ لونڈی کو بلا کر صحبت کر لی جو حفصہ آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ دروازہ بند ہے وہ بیچاری دروازہ پر کھڑی رہی جب حضرت نے دروازہ کھولا حفصہ غصہ میں آکر رونے لگی کہ میرے گھر میں اور خاص میرے بستر پر تو نے باندھی کے ساتھ صحبت کیوں کی محمد صاحب نے فرمایا کہ آج سے قسم کھاتا ہوں کہ اس لونڈی سے پھر کبھی عمر بھر میں صحبت نہ کرونگا۔مگر تو کسی سے یہ بات بیان نہ کیجیو کہ محمد صاحب نے حفصہ کے گھر میں یہ کام کیا ہے لیکن حفصہ نے اس بھید کو نہ چھپایا بلکہ عائشہ سے کہہ دیا اور بات اڑ گئی اسلئے حضرت سب عورتوں سے ناراض ہو کر الگ ہو گئے۔

سبب چہارم آنکہ حضرت کے پاس کچھ تحفہ کہیں سے آیا تھا یا آنکہ ایک بکری ذبح کی تھی اور اس کے گوشت میں ساری عورتوں کے گھر حصے بھیجے تھے مگر زینب بنت جحش نے حصہ نہ لیا بلکہ واپس کر دیا حضرت نے اس حصہ پر کچھ اور بڑھا کر بھیجا تو بھی اس نے نہ لیا پس یہ سبب خفگی کا سب کی نسبت ہو گیا اور ان چار سببوں میں سے کوئی سبب ہے جس کے باعث حضرت اپنی عورتوں سے ایک ماہ کے لئے جدا ہو گئے۔

اسی سال میں غزوہ تبوک ہوا اس کا سبب یہ ہے کہ یہودیوں نے ذکر کیا کہ اگر محمد صاحب نبی ہیں تو ان کو روم میں جانا چاہیے یہ سن کر حضرت نے فوج کی تیاری کی اور امرائے مدینہ نے جو محمدی تھے اپنے اموال واسباب سے بڑی مدددی اور محمد صاحب باہر نکلے ۳۰ ہزار، یا ۴۰ ہزار یا ۷۰ ہزار آدمی ساتھ تھے اور بہت سے منافق بھی ہمراہ ہو لئے جو راہ میں بد خبریں اڑاتے جاتے تھے جب مقام تبوک پر پہنچے حضرت نے یاروں سے صلاح پوچھی کہ کیا کریں آگے چلیں یا نہ چلیں عمر خلیفہ بولا اگر تمہیں خدا کی طرف سے جانے کا حکم ہے تو ضرور چلو ہم سب ساتھ ہیں حضرت نے فرمایا اگر خدا کی طرف سے کوئی حکم اس امر میں میرے پاس ہوتا تو تو میں تم سے کیوں پوچھتا اس وقت عمر نے کہا یا رسول اللہ روم کا لشکر بہت بڑا ہے اور وہ بہت بڑی ہیبت والے لوگ ہیں اور اس ملک میں کوئی مسلمان نہیں ہے جو ہمیں مدد دے یا مخبری کرے بہتر ہے کہ ہم واپس لوٹ چلیں پھر کبھی دیکھا جائیگا پس حضرت نے ایسا ہی کیا اور واپس ہو گئے کیونکہ وہاں جانے کی جرات نہ پائی۔سریہ خالد تبوک کے مقام سے حضرت نے خالد بن ولید کو ۴۲۰ سوار دیکر موضع دومتہ الجندل کی طرف بھیجا تا کہ وہاں کے حاکم اکیدر بن عبدالملک عیسائی کو قبضہ میں لائے پس خالد مذکور اس چھوٹے سے رئیس کی ریاست پر جا پڑا اور وہ اس وقت شکار میں تھا ناگاہ اسے جا پکڑا اور اس کا بھائی مسمیٰ حسان مارا گیا اکیدر اور اس کا بھائی مصاد پکڑے ہوئے محمد صاحب کے پاس آئے حضرت نے ان سے جزیہ لینا

قبول کرکے انہیں چھوڑ دیا اور ریاست بحال رکھی لیکن جس قدر ان کا خالد لوٹ لایا تھا وہ انہیں واپس نہ دیا بلکہ بعد اخراج خمس کے بانٹ لیا۔

مسجد ضرار کی خرابی۔ ہجرت محمدی سے پہلے مدینہ شہر میں ایک آدمی تھا ابوعامر نام وہ خدا پرست آدمی قبیلہ خزرج کا تھا اورمذہب اس کا عیسائی تھا انجیل توریت پڑھتا ہوا عابد زاہدآدمی اور بہت مشہور بندہ تھا جب محمد صحب ہجرت کرکے مدینہ میں آئے اور لوگ ان کے مرید ہونے لگے تو وہ شخص لوگوں کو اس بیجا حرکت سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ آدمی خدا کا نہیں ہے اس کو قبول نہ کرو مگراس کے قبول کرنے میں عوام کو دنیاوی ثروت ملتی تھی اس لئے کسی مدینہ والے نے اس بھلے آدمی کی بات کو قبول نہ کیا پھر محمد صاحب نے اس ابوعامر کو بلایا اور فرمایا کہ مسلمان ہو اس نے انکار کیا اور مسلمان نہ ہوا۔ جب بدر کی لڑائی میں اہل اسلام کو اول غلبہ ہوا وہ غریب جان کے خوف سے مکہ کو بھاگ گیا جنگ اُحد میں جب محمدیوں کو بڑی شکست ہوئی تھی تو وہاں ابوعامر بھی حاضر تھا۔ بلکہ پہلا تیر مسلمان کی طرف اسی نے مارا تھا محمدی عالم اسے عابد زاہد صاحب علم اور رئیس اور خدا پرست راہب بتلاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ جب اس نے اسلام قبول نہ کیا تو محمدی لوگ اس کو بدکار فاسق کہنے لگے تھے (دیکھو جس کی فضیلت پر خود گواہی دے چکے اسی کو مسلمان نہ ہونے کے سبب دشمنی سے اب فاسق کہنے لگے پس غیر قوموں کی طرف ان کا برا بیان اکثر محمول پر تعصب ہوتا ہے) الغرض ابوعامر جنگ اُحد کے بعد ملک روم کو چلا گیا اور اس نے روم سے ایک خط ان مسلمانوں کے نام جو فریب سے مسلمان ہورہے تھے اور باطن میں ابوعامر سے محبت رکھتے تھے لکھ بھیجا اور کہا کہ محمد صاحب کی مسجد قبا کے مقابل اپنے محلہ میں ایک مسجد یا گرجا میرے لئے تیار رکھو کیونکہ اس کو گمان تھا کہ روم سے کچھ فوج لیکر مدینہ کو فتح کرونگا اور اپنے وطن مالوف کو پھر جاؤنگا چنانچہ ان محمدیوں نے جو اس کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور محمد صاحب پر خوف سے ظاہری ایمان رکھے تھے ایک مسجد تیار کی جس کی مسجد ضرار کہتے تھے اور یہ تیاری اس مسجد کی تبوک کے سفر سے پہلے ہوچکی تھی لیکن محمد صاحب کو اس بھید سے خبر ہوگئی تھی اس لئے تبوک سے واپس آکر حکم دیا کہ ان کی مسجد خراب کی جائے اور تمام گندگی مدینہ کی وہاں ڈالی جایا کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اب چونکہ محمد صاحب کو ملک عرب میں بڑا غلبہ حاصل ہوگیا اور کوئی بڑا دشمن اس ملک میں باقی نہ رہا اور لوگوں پر یہ بھی خوب ظاہر ہوگیا کہ اسکی اطاعت کرنے سے دنیاوی شان وشوکت اور عزت ملتی ہے اور انکار سے بےعزتی اور ایذا ہوتی ہے عورتیں اورمال لوٹا جاتا ہے ناچار دیہاتی اور شہری لوگ اس ۹ میں کثرت کے ساتھ گھروں سے نکلے او رپیر جی کے مرید ہونے کا جھنڈ جھنڈ ہو کر مدینہ میں آنے لگے اسی واسطے اس سال کو سنہ الوفود یعنی جھنڈوں کی آمد کا سال کہتے ہیں روضتہ الاحباب میں لکھاہے کہ ان جھنڈوں سے حضرت لباس فاخرہ پہن کر ملاقات کرتے تھے اور یاروں کو حکم دیتے تھے کہ تجمل اور شان وشوکت سے ملاقات کرو اوران آنے والوں کو اچھے مکانوں میں اتارتے تھے اور ضیافت کرتے تھے اور ہرایک کو اس کے درجے کے لائق انعام دیتے تھے (یہ اسلئے تھا کہ گنواروں کے دل کھینچے جائیں اور وہ باہر جاکر تعریف کریں تاکہ اور لوگ بھی آئیں اکثر پیروں نے بھی اس ملک ایسی ہی باتوں سے رتبہ حاصل کیا ہے۔

اب ان جھنڈوں کی تفصیل کرو

پہلا جھنڈ نبی اسد سے دس آدمی آئے اور مسلمان ہو کر کہنے لگے ہم لوگ اتنی دور سے اس قحط سالی میں بدوں جبر اور خود مسلمان ہونے کو آئیں ہیں یہ ہمارا احسان محمد صاحب پر ہے حضرت نے فرمایا مجھ پر احسان نہ رکھو بلکہ خدا نے تم پر احسان کیا کہ تم مسلمان ہوئے۔ ۲ جھنڈ فزاری کے ۲۰ آدمی آگئے اور مسلمان ہو کر قحط سای اور تنگی رزق اور لڑکوں بچوں کی بھوک کا حال بیان کیا حضرت نے ان کو دعادی۔ ۳ جھنڈ نبی مرہ کے ۱۳ آدمی آئے جن کا پیشوا حارث تھا انہوں نے آکر کہا یا حضرت ہم آپ کے رشتہ دار ہیں حضرت مسکرائے اوران کا حال پوچھا

انہوں نے بھی تنگی اور قحط کی شکائت کی حضرت بلال کو حکم دیا اوراس نے ہر ایک کودس ادقیہ چاندی انعام میں دی اور حارث کو جو ان کو لایا تھا بارہ ادقیہ چاندی انعام ملا۔ ایک ادقیہ ۴۰ درہم کا ہوتاہے۔ پس ہر ایک چار سو درہم اور حارث اور حارث کو ۴۸۰ درہم انعام ہوا۔ ۴ جھنڈ نبی البکا کے لوگ آکر مسلمان ہوئے ان میں ایک بوڑھا آدمی معاویہ نام بھی تھا جس کو حضرت نے کچھ زمین بھی عنائت فرمائی۔ ۵ جھنڈ کنانہ سے کچھ لوگ آئے اور مسلمان ہوئے۔ ۶ جھنڈ نبی ہلال کے لوگ آئے ان میں ایک آدمی مسمیٰ زیادہ میمونہ زوجہ حضرت کا بھائی بھی تھا اور ایک عبد عوف تھا اور ایک قبصنہ نام بھی اس نے کہا یا حضرت میں قرضدار رہوں کچھ روپیہ دلواؤ۔ حضرت نے فرمایا اچھا کہیں سے زکواۃ آنے دو میں تمہیں دونگا۔ ۷ جھنڈ عامر بن صعصعہ کے لوگ آئے ان میں کے دو شخصوں مسمےٰ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل نے راہ میں یوں صلاح کی کہ عامر نے اربد سے کہا جس وقت ہم محمد صاحب کے پاس پہنچیں تومیں ان کو باتوں میں لگاؤنگا اور تو پیچھے اس کے تلوار ماریو یہ صلاح کرتے حاضر ہوئے عامر نے آکر کہا یا حضرت اگرمیں مسلمان ہوجاؤں تومجھے کیاملیگا فرمایا کہ جس قدر روپیہ اور لوگوں کوملتاہے وہ تجھے بھی ملیگا عامر بولا نہیں مجھے اپنا ولی عہد بناؤ تومیں مسلمان ہوسکتاہوں حضرت نے فرمایا یہ تیرا حق نہیں ہے عامر بولا بھلا یوں کرو کہ تم شہروں پر حکومت کرو اور میں جنگلوں میں حاکم رہوں محمد صاحب نے کہا نہیں ہوسکتا لیکن میں تجھے سواروں کا سردار بنادونگا وہ کہنے لگا میں تو اب بھی سردار ہوں اگر چاہوں ابھی جا کر تیرے سرپر سواروں کی فوج چڑھالاؤں یہ باتیں کہہ کر محمد صاحب سے جدا ہوگیا مگر اربد نے تلوار مارنے کا موقع نہ پایا۔ ۸ جھنڈ نبی سعد کا ایک آدمی مسمےٰ ضمام محمد صاحب کے پاس آیا وہ امیر آدمی تھا اس نے مسجد میں آکر کہا تم لوگوں میں سے محمد کس کا نام ہے لوگوں نے بتلایا کہ وہ سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں اس نے کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے کہا قسم کہ تو خدا کا رسول ہے محمد صاحب نے کہا ہاں میں خدا کا رسول ہوں خدا نے مجھے تمہاری طرف بھیجا پس وہ شخص صرف محمد صاحب کی قسم پر اعتبار کرکے مسلمان ہوگیا اور وطن میں جا کر اپنے سارے قبیلہ کو مسلمان کرڈالا۔ ۹ جھنڈ قبیلہ بلے کے لوگ آئے ان میں ابوضبیب ایک آدمی تھا۔ اس نے کہا یا حضرت میں مسافروں کی مہمانی کیا کرتاہوں حضرت نے کہا یہ نیکی کی بات ہے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت بتلاؤ کے روز مسافروں کو کھانا دیا کروں فرمایا تین روز تب اس نے کہا اگر کسی کی کھوئی ہوئی بکری ہمیں جنگل میں مل جائے تو کیا کروں فرمایا تو لے لیا کر یا اس کے مالک کو دیا کر یا بھیڑ یا کھا جائیگا مگر اونٹ گم شدہ نہ پکڑا کر وہ بولا یا حضرت ہم لوگ پہلے دھاڑے مارا کرتے تھے اور دھاڑوں کا مال میرے گھر میں موجود ہے اب ہم مسلمان ہوئے اس مال کو کیا کریں فرمایا وہ تیرا مال ہے (ایمان صحیح کی برکت سے ایک شخص ذکی کا یہ حال ہوا کہ اسے کہا کہ جس کا میں نے کچھ لیا ہے چوگنا دیتا ہوں اور خاص اپنے مال سے جو باقی رہے آدھا خیرات کرتاہوں اس کا جواب مسیح نے یہ دیا کہ آج سے گھر میں نجات آئی مگر محمدی ایمان اس ناپاک مال کو اپنا قرار دیتا ہے) اس کے بعد کھجوریں ضیافت کے طور پر حضرت نے ان کے پاس بھیجدیں اور چندروز کے بعد سبب کو انعام دیکر رخصت کیا۔ ۱۰ جھنڈ تجیب کے ۱۳ شخص آئے اور اپنے مال کی زکواۃ ہمراہ لائے حضرت نے ان کے آنے کی بڑی خوشی منائی اور، اور جھنڈونکی نسبت اس جھنڈ کو زیادہ انعام دیا وہ لوگ خوب مال لیکر اپنے گھر کو چلے گئے ۱۱ جھنڈ وارم کا اس جھنڈ میں قبیلہ لخم کے دس آدمی آئے تھے ان کا پیشوا ہانی بن حبیب چند گھوڑے اور سنہری قبا اور ایک مشک شراب کی محمد صاحب کے واسطے بطور تحفہ لایا تھا۔ حضرت نے شراب نہ لی اور سب چیزیں لے لیں ان کے سوا اور بہت جھنڈ آئے جن کی گنجائش اس مختصر میں نہیں ہے مگر بعض جھنڈ جو ۱۰ میں آئے ہیں ان کو بھی تعداد سابقہ میں ملاتا ہوں۔

۱۰ ہجری کا احوال

اس سال میں حضرت نے خالد بن ولید کو قبیلہ بنی حراث کی طرف بھیجا اور اس قبیلے کے لوگ سب فوراً مسلمان ہوگئے اس لئے جنگ نہ ہوا پر محمدیوں کی طرف سے عمر بن حزم ان پر امیر مقرر ہوا اور ان کے صدقات محمد صاحب لئے جمع کیا کرتا تھا۔

اسی سال میں عدی بن حاتم طائی جس کا ذکر کچھ اوپر ہوچکا جس کی بہن نے ملک شام میں جا کر اس کو اسلام لانے کی صلاح دی تھی حضرت کے پاس آیا اور حضرت نے اس کی بہت تواضع کی اور خلوت میں اسے کہ اے عدی شائد تو محمدیوں میں تھوڑا مال دیکھتا ہے اس لئے مسلمان نہیں ہوتا پر یقین جان کہ محمدی لوگ بڑے مالدار ہوجائینگے۔ اور اگر تو اسلام لانے سے اس لئے ڈرتا ہے کہ مسلمانوں کے دشمن بہت ہیں تو یقین جان کہ تھوڑے دنوں میں دشمن کم اور مسلمان بہت ہوجائینگے۔ اگر تجھے یہ خیال ہے کہ سلطنت اسلام کے مخالفوں میں ہے تو یقین جان کہ بابل تک مسلمان فتح کرلینگے پس یہ باتیں سن کر عدی مسلمان ہوگیا اس کے بعد اسی قبیلہ کے گیارہ آدمی اور آئے جن کا پیشوا زید الخیل تھا اور وہ سب مسلمان ہوگئے حضرت نے ہر ایک کو دو سودرم چاندی کا انعام دیا اور زید جو انہیں لایا تھا۔ اس پانچ سودرہم نقرہ اور کچھ زمین عنائت ہوئی ۔پھر ایک اور جھنڈ نبی خولان کا آیا اس میں دس آدمی تھے وہ بھی مسلمان ہو کر انعام لے گئے۔ پھر نبی مدحج کے ۱۵ شخص آئے وہ بھی انعام لیکر مسلمان ہوگئے پھر بنی عامد کے دس شخص آئے اور مسلمان ہوگئے پھر بنی نحیلا کے ۱۵۰ شخص آئے اور مسلمان آکر چلے گئے ۔ اور اسی سال میں نجران کے عیسائیوں کو ایک خط لکھا کہ مسلمان ہوجاؤ ان بیچاروں نے بعد صلاح ومشورے کے چودہ عیسائیوں کو مدینہ میں بھیجا کہ محمد صاحب کا حال دریافت کریں ان چودہ کا پیشوا ایک آدمی عبدالمسیح نام قبیلہ کندہ کا تھا اور اس کا لقب عاقب تھا اور ایک اور عیسائی تھا جس کا لقب سید تھا اور تیسرا شخص ابوالحراث اچھا عقلمند اور صاحب مدارس آدمی تھا جب یہ لوگ مدینہ میں آئے تو سونے کی انگوٹھیاں اور ریشمیں کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ان چیزوں سے محمد صاحب کو نفرت تھی دوسروں کو پہنے ہوئے دیکھ کر بھی ناراض ہوتے تھے۔ پس انہوں نے آکر سلام کیا حضرت نے جواب نہ دیا اور منہ موڑ لیا ان عیسائیوں نے محمد صاحب کی مسجد میں آکر مشرق کی طرف منہ کرکے اپنی نماز پڑھی اور اپنا منہ کی طرف دعا میں نہ کیا جیسے مسلمان کرتے ہیں یہ دیکھ کر مسلمان لوگ اپنے دلوں میں جل گئے پھر محمد صاحب نے فرمایا کہ ان کو کچھ نہ کہو جدھر ان کا دل چاہے منہ کرکے نماز پڑھیں نماز کے بعد پھر وہ حضرت کے پاس آئے اور باتیں کیں پھر بھی حضرت نے کچھ جواب نہ دیا اور ہر گز منہ سے بولے تب وہ ناچار ہوکر مسجد سے باہر نکل آئے اور عثمان وعبدالرحمٰن سے کہا تمہارے پیغمبر نے ہمیں خط لکھ کر بلایا تھا جب ہم آئے تو نہ سلام کا جواب دیا اور نہ بات کی بلکہ منہ موڑلیا اب تمہاری کیا رائے ہے ہم چلیں جائیں یا توقف کریں علی نے جواب دیا ہاتھوں سے انگوٹھیاں اتارو اور فخر کا لباس دو کرو اور سفر کا لباس پہنو تب وہ بولینگے۔ انہوں نہ ناچاری سے ایسا ہی کیا تب محمد صاحب ان سے بولے اور فرمایا کہ مسلمان ہوجاؤ انہوں نے اسلام کو قبول نہ کیا اور خوب بحث ومباحثہ کرکے گفتگو میں محمد صاحب کو تنگ کردیا کہ حضرت ناچار ہو کر لاجواب ہوگئے۔ اس مباحثہ کا ذکر علمائے محمدی نے مفصل نہیں لکھا بلکہ کوئی کوئی بات تصرف کے ساتھ کہیں کہیں ملتی ہے روضتہ الاحباب میں اس تمام مباحثہ کا خلاصہ یوں لکھا ہے ابا کردند دور انکار وعناد افزوند وحکایت پریشان ومجادلہ بے پایاں نمودند تاسخن ایشاں منجر شد کہ باآں حضرت گفتند چہ میگوئی درشان حضرت عیسیٰ علیہ السلام یعنی ان عیسایئوں نے اسلام کے قبول کرنے سے انکار کیا اور انکاروعناد میں بڑھ گئے اور پریشان باتیں اور مجادلہ بیجا پیش کیا یہاں تک کہ انہوں نے کہا اے محمد تیرا گمان حضرت عیسیٰ کے حق میں کیا ہے۔

یہاں سے ظاہر ہے کہ ان کے بیانات اور دلائل کو جو اسلام کی تردید میں تھے اور کثرت سے بیان ہوئے تھے محمدی لوگ حکایات پریشان اور مجادلہ بے پایاں کہتے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں بھی حکمت اور دانائی کی باتیں عیسایئوں کے مباحثے میں جب مسلمان سن کر

لاجواب ہوتے ہیں تو اس گفتگوئے بیہودہ کہا کرتے ہیں۔ پس حضرت اس مباحثے میں تنگ آکر کہنے لگے آج میں اس بات کا جواب نہیں دیتا تم مدینہ میں ٹھیرو جب تک میں تمہاری باتوں کا جواب نہ دوں پھر کل کے روز حضرت نے انہیں یہ آئت سنائی ان مثل عیسیٰ عندالله کمثل آدم تاکاذبین۔ یعنی عیسیٰ خدا کے نزدیک آدم کے مانند ہے جس کو خدا نے مٹی سے بنایا تھا۔ پھر حضرت نے ان عیسایئوں سے کہا آؤ ہم شہر کے باہر چلیں ہمارے لوگ ہمارے ساتھ اور تمہارے لوگ تمہارے ساتھ ہوں اور وہاں چل کر جھوٹے پر لعنت کریں عیسائیوں نے جو صرف چودہ شخص مسافر جا پھنسے تھے یوں کہا آج ہمیں مہلت دیں تاکہ ہم تامل اور فکر کرکے اس بات کا جواب دیں پس وہ اپنے ڈیروں میں گئے اور باہم صلاح کی تو ان کی یہ رائے ٹھیری کہ مباہلہ یعنی باہم لعنت کرنا نہ کریں بلکہ اس شخص کو جو ناحق جبر کرتا ہے جزیہ دینا قبول کرکے اپنے وطن کو چلے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا (واضح ہو کہ عیسائی لوگوں کو دشمنوں پر بھی لعنت کرنا منع ہے اس لئے انہوں نے یہ بدکام نہیں کیا اس کے سوا چودہ آدمی ہزارہا محمدیوں کے درمیان جن کی تلواریں میان سے نکلی پڑتی تھیں جاکر کس طرح مباہلہ کرتے یہ دیدہ ودانستہ آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اگر کوئی دانا آدمی اس قصہ پر غور کرے تو اسکو معلوم ہوجائیگا کہ ضرور عیسائی لوگ اس پہلے مباحثہ میں محمد صاحب پر فتحیاب ہوکر گئے تھے کیونکہ ان کی کسی بات کا جواب حضرت نہ دے سکے ناچار ہوکر انہوں نے یہ واہیات بات نکالی جس میں ان کے قتل کی تدبیر تھی کیونکہ اگر وہ باہر نکل کے ایسا کرتے تو فوراً مسلمان لوگ انہیں مار ڈالتے اور کہتے کہ خدا کا غضب تم پر آیا ہے پس تم جھوٹے ہو)۔

اسی سال حضرت نے ۳۰۰ سوار دیکر علی کو ملک یمن کی طرف روانہ کیا اور بعض روایات میں ہے کہ خالد بن ولید نے پہلے جاکر جو لوٹ کا مال جمع کیا تھا۔ اس کا پانچواں حصہ لینے کے لئے اب علی کو روانہ کیا۔ بریدہ کہتا ہے کہ میں بھی اسی فوج میں تھا مگر میرے دل میں علی سے دشمنی تھی اور میں اس سے بہت رنجیدہ تھا جب پانچواں حصہ الگ کیا گیا تو اس میں کئی ایک عورتیں بھی جو لوٹ میں ملی تھیں ہاتھ آگئیں اور وہ پانچواں حصہ جو نکالا گیا صرف محمد صاحب ہی کا حق تھا اس میں دوسرے کو تصرف کرنا جائز نہ تھا مگر ان عورتوں میں سے ایک خوبصورت پر علی نے ہاتھ ڈالا رات کو اس سے ہمبستری ہوا صبح کو غسل کرکے گیلے بالوں لوگوں میں آیا۔ بریدہ کہتا ہے کہ میں نے خالد سے اس وقت کہا دیکھ اس علی نے کیا بیہودہ حرکت کی ہے پھر میں نے علی سے کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا کہ محمد صاحب کے حصہ میں ہاتھ ڈالا پھر میں نے مدینہ میں آکر محمد صاحب سے کہا وہ سن کر مجھ سے خفا ہوگئے اور کہا علی اور میں ایک ہیں وہ میرے بعد تمہارا بادشاہ ہوگا۔ اس سے دشمنی نہ رکھ۔ کہتے ہیں کہ علی نے یمن سے کچھ سونا کان سے نکلا ہوا خالد وغیرہ کے ہاتھ مدینہ میں بھیجا تھا حضرت نے اس کے حصے بانٹے ایک صحابی اٹھا اور کہا اے محمد خدا سے ڈر رعائت کے ساتھ حصے نہ لگا۔ پھر ابو سعید خدری بولا یا حضرت اس آدمی کا سر کاٹ ڈالوں اگر حکم ہو حضرت نے فرمایا جانے دے ظاہری مسلمان ہے۔ اس کے بعد پھر محمد صاحب نے آخری حج کیا چاروں طرف کے قبائل میں خبر بھیجدی کہ آؤ حج کو چلیں اور علی کو بھی یمن سے بلا بھیجا۔ غرض ایک لاکھ بیس ہزار آدمی ہمراہ لے کر حج کو تشریف لے گئے بڑی دھوم دھام سے حج کیا اور مناسک سکھلائے اور وعظ کیا اور کہا میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑتا ہوں ایک قرآن دوسری اپنی اولاد (مطلب یہ تھا کہ میری اولاد کی تعظیم دنیا میں قائم رہے جیسے دنیاداروں کے خیال ہوا کرتے ہیں) اسی سال میں حضرت نے جریر بن عبدالله کو ذی الکلاع کے پاس روانہ کیا یہ ذی الکلاع ایک بڑا رئیس طائف میں تھا اور خدائی کا دعویٰ کرتا تھا ہزارہا عرب کے لوگ اس کو خاندان جان کر اس پر ایمان لاتے تھے۔ محمد صاحب نے اسے جریر کے وسیلے سے دعوت اسلام کی۔ گروہ مسلمان نہ ہوا یہاں تک کہ حضرت کا انتقال ہوگیا خلیفہ ثانی عمر کے عہد میں وہ مسلمان ہوا اور ۱۸ ہزار اس کے مرید بھی اس کے ساتھ مسلمان ہوئے تھے۔

اسی سال میں حضرت کا بیٹا ابراہیم مر گیا اس روز سورج گھن تھا مسلمانوں نے کہا اس لڑکے کے مرنے کے سبب سورج گھن ہوا ہے محمد صاحب نے کہا کسی کے مرتے جینے سے سورج گھن نہیں ہوا کرتا مگر یہ خدا کی ایک نشانی ہے پس جب سورج گھن ہوا کرے تو تم خدا کو یاد کیا کرو اور صدقہ دیا کرو اور غلام آزاد کیا کرو (یہ ایسی بات ہے جیسے ہندو لوگ گھن میں خیرات کیا کرتے ہیں صرف نیت کا فرق ہے پر فعل ایک ہی ہے۔)

۱۱ ہجری کے حالات

جب محمد صاحب اس حج سے واپس آئے تو بیمار ہوگئے اور یہ خبر چاروں طرف مشہور ہوگئی۔ واضح ہو کہ عرب میں سوائے محمد صاحب کے اور شخصوں نے بھی دعویٰ نبوت کیا تھا مثلاً مسیلمہ بن ثمامہ نے اور طلحہ بن خویلد نے اور اسود بن کعب نے اور ایک عورت مسمات سجاح بنت الحراس نے بھی۔

مسیلمہ کا یہ حال ہے کہ سن دہم ہجری میں جبکہ بنی حنیفہ کے لوگوں کا جھنڈ مدینہ میں مسلمان ہونے کو آیا تو یہ شخص مسیلمہ بھی ان کے ساتھ محمد صاحب کی خدمت میں آیا مگر کہتا تھا کہ محمد صاحب اپنی موت کے بعد مجھے بادشاہ ہونے کے لئے ولی عہد مقرر کریں تو میں مسلمان ہوسکتا ہوں ورنہ ہرگز نہ ہوگا اور یہ شخص مدینہ میں داخل ہو کر محمدی مجلس میں بھی نہ آیا بلکہ اپنے ڈیرہ پر بیٹھا رہا اور وہ پیغام ولی عہد کا اس نے حضرت کو کہلا بھیجا حضرت ایک کھجور کی لکڑی ہاتھ میں لیکر اس کے ڈیرے پر آئے اور کہا میں تجھے یہ لکڑی بھی نہ دونگا چہ جائے کہ ولی عہدی۔

اور ایک روائت میں ہے کہ مسلمان ہو گیا تھا اپنے وطن میں جاکے اسلام سے پھر بیٹھا تھا اور نبوت کا دعویٰ کیا اور کہتا تھا کہ جو شخص میرے پاس وحی لاتا ہے اس کا نام رحمٰن ہے (یعنی محمد صاحب کو جبریل وحی لاتا ہے اور مجھ پر رحمٰن لاتا ہے) اس آدمی نے ایک خط محمد صاحب کو اس مضمون سے لکھا تھا کہ مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کو لکھا جاتا ہے کہ آدھی زمین میری ہے اور آدھی قریش کی مگر قریش ظلم کرتے ہیں فقط یہ خط اس نے دو آدمیوں کے ہاتھ محمد صاحب کے پاس بھیجا حضرت نے وہ خط سن کر ان دو آدمیوں سے پوچھا تمہیں میری نبوت پر یقین ہے یا نہیں وہ بولے ہاں ہم تیری نبوت کے قائل ہیں پھر حضرت نے پوچھا کہ مسیلمہ کی نسبت تمہارا کیا اعتقاد ہے انہوں نے کہا مسیلمہ نبوت میں تیرا شریک ہے حضرت مسکرائے اور کہا قاصدوں کو مارنے کا دستور نہیں ہے ورنہ میں تمہیں قتل کرتا۔ پھر جواب خط کا یوں لکھوایا محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو لکھا جاتا ہے کہ زمین خدا کی ہے جسے چاہے دے اور عاقبت متقیوں کے لئے ہے تونے اہل یمامہ کو اپنا تابعدار کرکے ہلا کیا۔ غرض مسیلمہ اپنے مذہب پر قائم رہا جب محمد صاحب نے وفات پائی تو اس کا عروج ایسا ہوگیا کہ ایک لاکھ سے زیادہ آدمی اس پر ایمان لے آئے اور اس کے معجزات کی نسبت روضتہ الاحباب میں یہ فقرہ لکھا ہے و خوارق عجیبہ کہ برعکس معجزات بنو یہ بودند حق تعالیٰ بردست اوظاہر مے کرد یا از برائے استدراج دے دیا بنا بر سحر وشعو بنی حنیفہ کے کسی شاعر نے اس کی موت پر یہ اشعار کہے ہیں۔

لھفی علیک ابا ثما مہ   لھفی علیٰ رکنی یمامہ

کمہ آیتہ لک فیھمہ   کالشمس تطلع فی عمامہ

ترجمہ: مجھے غم تیرے لئے ہے اے مسیلمہ مجھے غم ہے علاقہ یمامہ کے بڑے رکن پر۔ اسے مسیلمہ تیرے بہت سے معجزے ہیں ان لوگوں میں ایسے روشن جیسے سورج بادلوں میں سے نکلتا ہے۔ محمدی لوگ اس کو بہت برا آدمی اور جھوٹا نبی بتلاتے ہیں مگر آپ ہی اس کے معجزات اور اس کی فضیلت پر گواہی دیتے ہیں بعد موت محمدی کے ابوبکر خلیفہ نے خالد بن کو ۲۰ ہزار آدمی دیکر اس پر بھیجا اور وہ چالیس ہزار آدمی لیکر لڑا اور بہت بڑی لڑائی ہوئی محمدیوں کے ایک ہزار اور اس کے دو ہزار آدمی مارے گئے پہلے محمدیوں کو شکست ہوئی پھر مخالف نے

شکست کھائی اور مسیلمہ بھی مارا گیا مسلمان لوگ اس کے بعض مریدوں کو مدینہ میں ابوبکر خلیفہ کے پاس گرفتار کرکے لائے ابوبکر نے ان سے پوچھا تمہیں مسیلمہ کیسا کلام سناتا تھا جس پر تم ایمان لائے انہوں نے کہا کہ یہ کلام اس کا ہے یا ا صفدع نقی الیکمہ یتقیین الاشراب تشربین والا الملاء تکدرین ولا لطین تفارقین ولا المعذوبة تمنعین لنانصف الارض والقریش نصف ولکن قوم یعتدون - پھر اس کے شاگردوں نے کہا کہ یہ ایک روز اس کے سامنے لوگ محمد صاحب کی سورہ ذاریات پڑھ رہے تھے اس نے اس کے جواب میں اپنی یہ آئتیں سنائیں۔ والنا ذرات ذرعاً ولحاصرات حصراناً فالذاریارت تحافالطاحنات طحافالجا برات جبراً وسمناً ولقد فضلتھمہ علیٰ اہل الوبر بروما ساسبقکمہ اہل المدر۔ لکھاہے کہ اس فصیح عبارت سے ابوبکر نے نہائت ہی تعجب کیا اورکہا ایسی نفیس کلام اس نے تمیں سنا کر گمراہ کیا (میں کہتا ہوں کہ وہ محمدی لوگ جو قرآن کا نظیر مانگتے ہیں کیا اس عبارت سے شرمندہ نہیں ہوتے جو حقیقت میں اعلیٰ درجہ رکھتی ہے اور ابوبکر خلیفہ جس پر تعجب کرتے ہیں۔

سجاع عورت کا بیان - یہ ہے کہ درمیان قبیلہ بنی تغلب کے اس عورت نے نبوت کا دعویٰ کیا اوراس پر بھی بہت لوگ عرب کے ایمان لے آئے چونکہ مسیلمہ بنی کا مکان اس کے مکان کے نزدیک تھا اس لئے وہ ڈرتا تھا کہ شائد وہ عورت اپنے مسلمانوں کو لیکر چڑھ آئے اور مجھے مغلوب کرلے اس لئے مسیلمہ نے کچھ تحفہ بھیج کر اس عورت سے شادی کی درخواست کی اس نے قبول کیا اور مسیلمہ کے پاس چلی آئی اور نکاح ہوگیا اس کا مہر یہ ٹھہرا کہ صبح وشام کی نماز ساقط کی جائے جب مسیلمہ مر گیا تو اس کی یہ زوجہ معاویہ کے عہد تک زندہ رہی اور اس کے بعد مسلمان ہو کر مر گئی۔

اسود کا یہ حال ہے کہ اس کو ذوالخمار بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے منہ پر گھونگٹ رکھتا تھا۔ محمدی کہتے ہیں - کہ سحیق و شقیق دوشیطان اس کے یار تھے اس کو خبر لا کر یاد کرتے تھے (اور آپ ہی یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد صاحب کے ظہور میں شیاطین کو آسمان پر جانے کی ممانعت ہو گئی تھی) جب محمد صاحب کو اس نبی کے حال سے خبر ہوئی تو اس علاقے کے مسلمانوں کو کہلا بھیجا کہ کسی طرح اس شخص کو قتل کرو پس اہل اسلام نے اس کی زوجہ کے ساتھ سازش کرکے اس کے گھر میں نقب لگائی اوراس غریب کا سر سوتے وقت کاٹ لیا۔

طلیحہ کا یہ حال ہے کہ یہ شخص قبیلہ بنی اسد میں ظاہر ہوا تھا محمد صاحب کی وفات کے بعد اس کو عروج ہو گیا اور کئی ایک محمدی لوگ دین اسلام کو چھوڑ کر طلیحہ کے دین میں داخل ہوگئے تھے اور یہ لوگ نہ صرف عوام الناس میں سے تھے بلکہ عنینہ بن حفص قراری جو محمد کا بڑا رفیق تھا اور جو کئی بار لشکر اسلام کا امیر محمد صاحب نے بنایا تھا اور بڑا نامی گرامی آدمی تھا وہ بھی دین اسلام سے منحرف ہو کر طلیحہ نبی کی امت میں داخل ہو گیا اوراس کے جہادوں میں اس کے ساتھ جایا کرتا تھا جیسے محمد صاحب کے جہادوں میں پہلے جایا کرتا تھا پس مسلمانوں کے خلیفہ نے یہ اسلام کی بربادی دنیا ہی میں دیکھ کر خالد بن ولید کو اس سے لڑائی کے لئے روانہ کیا اس نے جا کر بعد سخت لڑائی کے طلیحہ کو شکست دی اور اس لڑائی میں عینینہ بھی طلیحہ سے پھر کر مسلمان ہوا اور طلیحہ ملک شام کی طرف بھاگ گیا اور سب محمدی جو مرتد ہو کر اس کی امت ہوگئے تھے اب کہیں روٹی کا بندوبست نہ پا کر ناچاری سے پھر مسلمان ہوئے کیونکہ ہر مفسد کے ساتھ بطمع لوٹ ہوجاتے تھے وہ لوگ کچھ دین ایمان نہ چاہتے تھے جیسے اب تقریریں ہوتی ہیں۔

اسی بیماری کی حالت میں محمد صاحب کی یہ صلاح ہوئی کہ ملک روم کو لوٹیں پس اسی ارادے سے حضرت نے اسامہ بن زید کو امیر بنایا اور فوج دیکر کہا کہ ملک روم پر جا ان کو لوٹ اوران کے شہر کو جلادے جب وہ تیار ہوا اور مدینہ سے باہر نکلا تو اس کی والدہ نے پیچھے سے کسی منزل پر کہلا بھیجا کہ محمد صاحب حالت نزع میں ہیں تجھے ابھی کہیں جانا مناسب نہیں ہے اس لئے وہ واپس آیا پھر محمد صاحب کو دفن کرنے کے بعد ابوبکر خلیفہ نے اس کو اسی بندوبست

کے موافق روانہ کیا وہ مقام صرف تک پہنچا تھا کہ محمد صاحب کے انتقال کی خبر سن کر ہزارہا عرب کے مسلمان اپنے اپنے ایمان سے پھر گئے کیونکہ تلوار کے خوف سے اور لوٹ کے طمع سے مسلمان ہوئے تھے پس اسامہ مذکور پھر آگے جانے سے روکا گیا۔ جب ابوبکر نے شمشیر اٹھائی اور مضبوط ہوا تب مسلمان لوگ ڈر کر پھر کلمہ پڑھنے لگے اور اسلام قائم رہا اس وقت بعد اطمینان کے اسامہ مذکور پھر روم پر چلا اور جب اپنے مقام پر پہنچا تو وہاں کے لوگوں کو قتل کیا اور باغات جلادئے اور وہاں سے بہت سی لوٹ لیکر مدینہ کو واپس آیا محمد صاحب کی موت اس طرح پر ہوئی کہ ان کو سخت بخار آیا تھا ایسا کہ بدن جل اٹھا اور بڑا درد سر پیدا ہوا جس کے سبب بہت سے دکھ اٹھا کر انتقال کیا اور مدینہ میں دفن ہوئے جہاں آج تک ان کا مقبرہ ہے ان کے بعد ان کے خلیفوں نے اسلام کا بندوبست کرلیا مگر آپس میں گدی نشینی کی بابت ان میں بڑی تکرار ہوئی ان لوگوں کے ذکر سے ہمارا کچھ مطلب نہیں ہے ہم صرف جڑ کو دیکھنا چاہتے ہیں سو دیکھ لیا۔ انس کی روائت میں ہے کہ ۴۰ برس کی عمر میں محمد صاحب نے دعویٰ نبوت کیا دس برس مکہ میں بعد دعویٰ نبوت کے مقیم رہے اور دس برس مدینہ میں ہجرت کے بعد زندہ رہے جب ۶۰ برس کی عمر کو پہنچے تب انتقال کیا۔ مگر حقیقت میں حضرت کی عمر ۶۳ برس کی ہوئی ہے۔ ان کے بعد ابوبکر خلیفہ نے دو برس چار مہینے راج کیا۔ پھر عمر خلیفہ نے دس برس چھ مہینے سلطنت کی۔ پھر عثمان جامع قرآن نے بارہ برس چند روز حکومت کی ان تینوں کے بعد علی نے چار برس نو مہینے بادشاہی کی۔ ان کے بعد امام حسن پانچ مہینے تک حاکم رہے پھر سلطنت امیر معاویہ کے خاندان میں نقل کر گئی جس کے بیٹے یزید نے اسی سلطنت کے واسطے امام حسین بن علی کو کربلا میں معہ اقربا احباب کے محرم کی دسویں تاریخ تہ تیغ کر ڈالا صرف ایک لڑکا زین العابدین بن حسین بچا تھا جس سے اصل سیدوں کا خاندان آج تک جاری ہے فقط (اور یہ بھی واضح رہے کہ جیسے محمد صاحب نے اور ان کے چاروں خلیفوں نے تلوار اور ظلم اور طمع اور جبر سے اسلام کو قائم کیا اسی طرح جس قدر مسلمان بادشاہ ہوئے خواہ عرب میں خواہ فارس وروم وخراسان وکابل وہندوستان وغیرہ مقامات میں سب کے سب تلوار کے غلبہ اور حکومت کے دبدبے سے اسلام کو ترقی دیتے رہے یہی وجہ ہے کہ یہ ان کا دین ان ملکوں میں پھیل گیا اور جب سے ان کا دبدبہ کم ہوا ہے اسی وقت سے اس کی ترقی بھی کم ہوتی جاتی ہے اور یہ محمدی لوگ جواب اسلام کو بہت پسند کرتے ہیں اس کا باعث صرف آبائی دین کا تعصب ہے بے تحقیق انہوں نے قبول کر رکھا ہے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ ہمارے آبا جس دین میں جبراً داخل کئے گئے یا طمع سے خود جا کر مسلمان ہوئے اب ہم اس میں پیدا ہو کر باختیار خود بلا تحقیق اس کے مطیع ہیں خدا کو عدالت کے دن کیا جواب دینگے جہاں تک محمد صاحب کا مختصر احوال سنایا گیا اب ان کے متعلقات کا بھی کچھ ذکر سنا دینا واجب ہے اس لئے فصول آئندہ لکھتا ہوں۔

حضرت کی بیبیوں اور باندیوں کے بیان میں

واضح ہو کہ ان سب زوجات کا بیان میں روضتہ الاحباب سے لیکر لکھتا ہوں اگر کسی صاحب کو کسی مقام پر شک ہو تو اس کتاب میں دیکھ لیں۔

پہلی زوجہ حضرت کی خدیجہ بنت خویلد تھی یہ عورت پہلے عتیق بن عابد کی زوجہ تھی اور اس شوہر سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے تھے۔ دوسرا شوہر اس کا ابوہالہ تھا اس سے بھی دو بچے پیدا ہوئے تھے ہالہ اور ہند پھر اس عورت نے دو لڑکے اور چار لڑکیاں محمد صاحب سے جنیں جن میں سے ایک بی بی فاطمہ جوان ہوئیں باقی سب اس کے بچے مر گئے اس کی شادی محمد صاحب سے اس طرح ہوئی کہ حضرت کا چچا ابوطالب اور اس کی عورت عاتکہ مع محمد صاحب کے کھانا کھا رہے تھے جب حضرت باہر تشریف لے گئے ابوطالب نے عاتکہ سے کہا کہ اب محمد جوان ہو گیا ہے اس کی شادی کرنی چاہیے عاتکہ نے جواب دیا کہ خدیجہ اچھی عورت اور مالدار ہے اور آج کل اس کا ارادہ بھی ہے کہ محمد صاحب کو اپنا گماشتہ بنا کر ملک شام کی طرف تجارت کے لئے بھیجے پس ہم پہلے اس سے کچھ روپیہ طلب کریں اور محمد کو شام کی طرف روانہ کریں جو کچھ منافع وہاں سے لائیگا اس کی شادی میں خرچ کرکے خدیجہ سے شادی کردینگے پھر

محمد صاحب سے صلاح کرکے عاتکہ نے خدیجہ سے کہا اس نے فوراً مان لیا (وہ تو پہلے سے تیار تھی جیسے اوپر بیان ہوگا) اور شادی کرکے محمد صاحب کے گھر میں آگئی اس وقت خدیجہ کی عمر چالیس برس کی تھی اور محمد صاحب صرف ۲۵ برس کے تھے سب اولاد محمد صاحب کی اسی عورت سے پیدا ہوئی صرف ایک لڑکا ماریہ قطبیہ سے ہوا تھا۔ خدیجہ ۶۵ برس کی ہو کر محمد صاحب کے دعوئے نبوت سے دس برس بعد رمضان کے مہینے میں مر گئی اس وقت جنازے کی نماز حضرت نے نہ بنائی تھی اس لئے بے نماز جنازہ وہ مقبرہ حجون میں دفن کی گئی۔

دوسری زوجہ سودہ بنت زمعہ تھی یہ عورت پہلے اپنے چچیرے بھائی سکران بن عمر کی عورت تھی عبدالرحمٰن لڑکا اسی شوہر سے پیدا ہوا تھا کہتے ہیں کہ جب اس کا شوہر زندہ تھا اس عورت نے خواب دیکھا کہ محمد صاحب نے آکر اس کی گردن پر پیر رکھ دیا ہے عورت نے بیدار ہو کر اپنے خاوند سے جو بیمار تھا یہ خواب کہا وہ بولا میں مرجاؤنگا اور تو دوسرا شوہر کریگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ مر گیا اور اس نے محمد صاحب سے نکاح کرلیا جب بڈھی ہوگئی تب حضرت نے چاہا کہ اسے طلاق دیدیں پر وہ راہ کے سر پر آکھڑی ہوئی اور بولی اے محمد مجھے طلاق نہ دے میں اپنی باری کی رات تیری پیاری معشوقہ عائشہ کو دیتی ہوں اور تجھ سے کچھ طمع نہیں رکھتی صرف نام کی زوجہ کہلانا چاہتی ہوں پس حضرت نے اس شرط پر اسے طلاق نہ دی۔ عمر کی خلافت کے اخیر میں وہ مری ہے پانچ حدیثیں اس کی کتب احادیث میں مرقوم ہیں۔

تیسری زوجہ حضرت عائشہ کہتے ہیں کہ بڑی فقیہ اور شریعت محمدی کی ایسی بڑی مفتی تھی کہ چوتھائی شریعت اس عورت کے منہ سے ظاہر ہوئی ہے اور شاعرہ بھی تھی حضرت کی تعریف میں اس کے بعض اشعار یہ ہیں:

نلوا سمعوافی مصراو صاف خدہ   لمابذ لوافی سوم یوسف من بقد
لوامی زلیخا لوارئن جبینہ   لاثرن بالقطع القلوب علیٰ ایدی

یعنی اگر مصر کے لوگ محمد کے گالوں کے اوصاف سنتے تو یوسف کے خریدنے میں نقدی خرچ نہ کرتے زلیخا کوملامت کرنے والے اگر محمد کا ماتھا دیکھتے تو ہاتھوں کے بدلے اپنے دلوں کو کاٹ ڈالتے۔ اپنے شوہر کی تعریف میں وہی باتیں کہتی ہے جو نفسانی عورتوں کا دستور ہے۔ عائشہ کہتی ہے کہ میں محمد صاحب کی ساری عورتوں سے اچھی ہوں کئی وجہ سے اول آنکہ اس کی ساری عورتوں میں صرف ایک میں ہی کنواری آئی تھی۔ دوم آنکہ میرے ماں باپ مہاجر تھے۔ سوم آنکہ زناکاری کا بہتان جو میری نسبت مذکور ہوا تھا آسمان سے میرے بے گناہ ہونے پر آئت آئی تھی۔ چہارم آنکہ جب میں کنواری تھی جبریل فرشتے نے میری تصویر محمد صاحب کو دکھلائی تھی کہ اس کو زوجہ بنا۔ پنجم آنکہ میں اور محمد صاحب دونو ایک برتن میں نہایا کرتے تھے اور کسی عورت کے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔ ششم آنکہ رات کو محمد صاحب نماز کیا کرتے تھے اور میں آگے لیٹی رہتی تھی۔ ہفتم آنکہ کسی عورت کے ساتھ سوتے ہوئے وحی نہیں آئی مگر میرے ساتھ سوتے وقت کبھی کبھی وحی بھی آیا کرتی تھی ہشتم آنکہ مرتے وقت محمد صاحب نے میری گود میں پڑکر جان دی تھی۔ نہم آنکہ جس رات انتقال ہوا وہ میری باری کی رات تھی۔ دہم آنکہ میرے ہی گھر میں دفن کئے گئے۔ حقیقت میں محمد صاحب کی اس عورت سے محبت بہت تھی اور یہ حال لوگوں میں ایسا مشہور ہوگیا تھا کہ جس دن عائشہ کی باری ہوا کرتی تھی اسی رات حضرت کے پاس تحفے تحائف کھانے پینے وغیرہ کی چیزیں بھیجا کرتے تھے تاکہ نہائت خوشی حضرت کو ہو اور اپنی پیاری بی بی کے ساتھ تحفہ لے کر خوشی کریں۔ عائشہ سے روایت ہے کہ جب میرا نکاح ہوا میں ۶ برس کی تھی جب میرے ساتھ ہم بستر ہوئے نو برس کی تھی اور لڑکیوں میں کھیلا کرتی تھی اس کا مہر پانچ سو درہم کا ہوا تھا کیونکہ رئیس کی بیٹی تھی کتب احادیث ۲۲۱۰ حدیث اس کی مرقوم ہیں ۵۸ ہجری میں مری (اس عورت کا زنا کا اتہام ہوا تھا مگر اس کی تردید میں محمدیوں کے پاس صرف ایک آئت قرآنی ہے

اور کوئی دلیل نہیں ہے شیعہ لوگ اس عورت کی عزت نہیں کرتے بلکہ اس پر تبرا کرتے ہیں اور سنی اس کو عزت دیتے ہیں۔)

چوتھی زوجہ حضرت کی حفصہ تھی عمر خلیفہ کی بیٹی یہ عورت بھی پہلے حنیس حبشی کی زوجہ تھی جب حنیس مر گیا عمر نے عثمان سے کہا اب تم نکاح کرو اس نے قبول نہ کیا تب عمر نے محمد صاحب سے کہا میں نے عثمان سے یہ درخواست کی تھی اس نے قبول نہیں کی پس حضرت نے ام کلثوم کو عثمان کی زوجیت میں دیا آپ حفصہ سے نکاح کرلیا اور دوسری روائت میں ہے کہ عمر نے ابوبکر سے کہا کہ آپ میری رانڈ بیٹی سے نکاح کرلو اور ابوبکر سن کر چپ کر گیا کچھ جواب نہ دیا پس عمر خفا ہو کر چلا گیا جب محمد صاحب کا نکاح حفصہ سے ہو گیا تب ابوبکر عمر کے پاس آیا اور کہا اس روز آپ میرے جواب نہ دینے سے خفا ہوگئے تھے عمر بولا بیشک میں خفا ہو گیا تھا ابوبکر نے کہا تمہارے ذکر سے پہلے میں نے محمد صاحب سے سنا تھا کہ ان کا ارادہ اس عورت کو لینے کا ہے اور میں حضرت کا بھید ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا اس لئے میں نے جواب نہ دیا تھا۔ روائت ہے کہ حضرت نے تھوڑے دنوں کے بعد اس کو بھی طلاق دیدی تھی جب عمر کو یہ خبر ہوئی اس نے اپنے سر پر خاک ڈالی اور کہا میری اب خدا کے پاس کیا عزت رہی کہ میری بیٹی کو حضرت نے طلاق دیدی پس دوسرے روز جبریل فرشتہ محمد صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ عمر پر رحم کرکے اس کی بیٹی حفصہ سے پھر ملاپ کرلے اسلئے حضرت نے پھر اس عورت کو بلالیا یہ عورت ۶۰ برس کی ہو کر مدینہ میں مر گئی اس کی ۵۶ حدیثیں کتب احادیث میں مرقوم ہیں - پانچویں زوجہ زینب بنت خزیمہ تھی وہ پہلے طفیل بن حارث کی زوجہ تھی اس نے طلاق دی پھر عبیدہ بن حارث نے اس سے نکاح کیا وغزوہ بدر میں مارا گیا اس کے بعد عبداللہ بن جحش نے نکاح کیا وہ احد میں مارا گیا تب محمد صاحب نے نکاح کیا چند روز کے بعد یہ عورت بھی مر گئی۔

چھٹی زوجہ ام سلمہ تھی محمد صاحب کی چچیری بہن پہلے ابوسلمہ کی زوجہ تھی چار بچے اس سے جنے وہ شوہر کسی لڑائی میں زخمی ہو کر مر گیا ام سلمہ کہتی ہے کہ جب میرا شوہر مر گیا میں نے حضرت سے آکر کہا میں کیا پڑھوں جس سے جو مرا ہے اس کی بہتری ہو فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کر۔ اللھمہ اغفرلی ولہ واعطینی منہ عقباً حسنہ. اے خدا مجھے اور میرے شوہر کو بخشدے اور اس کے پیچھے پیچھے اچھا خاوند عنائت کر پس وہ عورت یہ دعا پڑھنے لگی جب عدت پوری ہو گئی ابوبکر و عمر نے اس سے نکاح کی درخواست کی مگر اس عورت نے منظور نہ کیا پھر محمد صاحب نے درخواست کی تب اس عورت نے کہا شاباش اے رسول اللہ کہ تو نے اچھی درخواست کی ہے لیکن میں بڑی عمر کی عورت ہوں اور میرے یتیم بچے ہیں اور مجھے نکاح کرنے سے شرم بھی آتی ہے۔ اس کے سوا تو بہت سی عورتیں جمع کرتا ہے اور میرے رشتہ داروں میں سے کوئی بھی یہاں حاضر نہیں ہے کہ میرا نکاح تیرے ساتھ کرے حضرت نے فرمایا کہ میں تیرے سے زیادہ عمر کا آدمی ہوں اور یتیموں کا کچھ فکر نہ کر خدا اور رسول ان کی پرورش کرینگے اور شرم کی بابت جو تو نے کہا سو میں دعا کرونگا کہ خدا تیری شرم کو کھودیگا۔ اور تو نے جو کہا کہ میرا کوئی رشتہ دار حاضر نہیں ہے سو اگر کوئی حاضر بھی ہوگا تو میرے ساتھ نکاح کرنے سے ہرگز ناراض نہ ہوگا۔

پس ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے جو نابالغ بچہ تھا کہا کہ اے بیٹے تو اٹھ اور ولی بن کر میرا نکاح محمد صاحب پڑھوادے اس نے سکھلانے کے موافق اٹھ کر اپنی ماں کا نکاح حضرت سے کرادیا تب حضرت نے زینب متوفیہ کا گھر اسے رہنے کو دیا یہ عورت ۵۹ یا ۶۱ ہجری میں مری تھی اس کی عمر ۸۴ برس کی ہوئی ۳۷۸ حدیثیں اس کی کتب احادیث میں مشہور ہیں۔

ساتویں زوجہ حضرت کی زینب بنت جحش تھی یہ عورت پہلے زید بن حارث کی زوجہ تھی۔ یہ وہی زینب ہے جس کا ذکر اکثر کتابوں میں محمد صاحب پر طعن کے طور پر کیا گیا ہے۔

روضۃ الاحباب کی عبارت اس قصہ کی نسبت یوں مرقوم ہے کہ بعضے ازاہل تفسیر وحدیث وسیر وفقہ وتواریخ قصہ زیدو زینب رابنوعے ذکر کردہ انکہ ہیچ کامل الاسلام درشان پیغمبر چناں اعتقاد نکند۔ یعنی بعضے عالم اہل تفسیر اور اہل حدیث اوراہل علم سیر وفقہ اوراہل تواریخ نے زیدوزینب کا قصہ ایسے برے طورپر بیان کیاہے کہ کوئی کامل مسلمان محمد صاحب کی نسبت ایساگمان بھی نہ کریگا کہ انہوں نے ایسا کیاہو (یہاں سے ظاہر ہے کہ یہ قصہ علمائے محمدیہ نے ابتدا ہی سے برے طور پر بیان کیاہے کیونکہ ان کو اسی طرح پر روائتیں ملی ہونگی مگر صاحب روضتہ الاحباب اچھے طور پر بیان کرنا چاہتاہے جس میں محمد صاحب پر کچھ طعن نہ پڑے اب ان کا اچھا بیان سنو۔)

زینب پہلے زید کی زوجہ تھی جب اس نے طلاق دیدی تب محمد صاحب نے ۵ ہجری میں اسے زوجہ بنایا۔ روائت ہے کہ ابتدامیں محمد صاحب نے زینب کوزید کی زوجہ بنانے کے واسطے طلب کیا تھا اور یہ عورت حضرت کے چچا کی بیٹی تھی زینب نہ سمجھی کہ مجھے زید کے واسطے طلب کرتے ہیں بلکہ گمان کیا کہ محمد صاحب اپنے واسطے طلب کرتے ہیں اس لئے راضی ہوگئی پر جب اسے معلوم ہوا کہ زید کے لئے مانگتے ہیں تو انکار کیا کیونکہ خوبصورت عورت اور محمد صاحب کی پھپیری بہن تھی اور زید غلام تھا اگرچہ حضرت نے آزاد کرکے منہ بولا بیٹا بنالیا تھا۔ اس لئے زینب نے کہا کہ میں زید کو نہیں چاہتی اور عبداللہ زینب کا بھائی بھی زید کودینا نہ چاہتا تھا اوراس ملک کادستور تھا کہ منہ بولا بیٹا اصلی بیٹے کی مانند سب حقوق میں شمار کیا جاتا تھا اسی واسطے حضرت کو خیال تھا کہ زید میرا بیٹاہوا ہے اس کی شادی کسی عزت دار عورت سے کرونگا پس حضرت نے زینب سے کہا کہ انکار سے کچھ فائدہ نہیں قبول کرنا چاہیے اس نےکہا یا حضرت مجھے مہلت دیجئے تاکہ فکر کروں اسی وقت یہ آئت نازل ہوئی ماکان لومن ولا مومنتہ اذاقضیٰ اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھمہ الخیر من امرھمہ۔ یعنی کسی مسلمان عورت مرد کو اپنے کام کا اختیار نہیں ہے جب خدا اور رسول نے ایک ٹھیرادی۔ اس وقت زینب اور عبداللہ نے کہا یارسول اللہ ہم راضی ہیں تیری تجویز پر۔ مگر زینب نے کہا یارسول اللہ کیا تیرا دل چاہتاہے اور تیری عزت تقاضا کرتی ہے کہ زید میرا شوہر بنے فرمایاہاں البتہ میری عزت چاہتی ہے پس وہ بناچاری راضی ہوا اور نکاح کیا گیا ایک برس سے کچھ زیادہ اس کے گھر میں رہی (یہاں سے ظاہر ہے کہ ابتدامیں جب زینب کنواری تھی محمد صاحب پر فریفتہ تھی کہ محمد صاحب کے ساتھ شادی کرنے پر راضی ہوئی اور دوڑی آئی مگر جب زید کا نام سنا تو بہت تکرار اور ناچاری سے اس کی زوجہ بنائی گئی) پھر ایک روز محمد صاحب زید کے گھر میں تشریف لے گئے اس عورت کو غسل کرتے دیکھا اورکہا سبحان اللہ حسن الخالقین اس فقرہ سے ظاہر ہے کہ یہ ناسازی اور تکرار جوزید اور زینب میں تھا بعدایک برس کے ہونا شروع ہواہے اس کی وجہ وہی باطنی عشق جانبین کا تھا پس زید اس عورت سے تنگ آکر محمد صاحب کے پاس گیا اور زینب کے جھگڑے کی شکائت کی اورکہا یارسول اللہ میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں محمد صاحب دل میں توخوش ہوئے مگر بظاہر فرمایا کہ خدا سے ڈراسے طلاق نہ دے روضتہ الااحباب میں لکھاہے کہ چوں از خدائے تعالیٰ معلوم کردہ بود کہ زینب داخل زوجات دے خواہد بدوخاطر مبارکش میخواست کہ زیدوے راطلاق دہدو لیکن شرم میداشت کہ اورا امر کند بطلاق زینب ونیزا ازاں مے اندیشید کہ مردم گویند زن پسر خواندہ خود رامیخواہد و حال آنکہ درجاہلیت زن کسیکہ منسوب بہ پسرے میکردند حرام میدانستند ہمچوزن پسر صلبی خود یعنی محمد صاحب نے خدا سے معلوم کیا تھا کہ زینب اس کی زوجہ بنیگی اس لئے اس کی طبیعت مبارک چاہتی تھی کہ زید اسے طلاق دیوے لیکن شرم آتی تھی اس بات کے کہنے سے کہ زید کو حکم دیں کہ توزینب کو طلاق دیدے اور یہ بھی حضرت کو فکر تھا کہ لوگ مطعون کرینگے کہ منہ بولے بیٹے کی زوجہ لینا چاہتے ہیں حالانکہ اس زمانہ میں لےپالک فرزند کی زوجہ صلبی فرزند کی زوجہ کی مانند حرام جانی جاتی تھی۔ اس لئے حضرت نے اسے کہا خدا سے ڈر طلاق نہ دے اور دل اس کی طلاق سے بہت خوش تھا القصہ دوسری بار زید آیا اورکہا اب میں زینب کوطلاق دے آیا

اس وقت یہ آئت نازل ہوئی واذ تقول الذی الخ۔ ترجمہ جب کہا تونے زید کو جس پر اللہ اور رسول نے احسان کیاہے کہ نہ طلاق دے اپنی جورو کو اور ڈرا اللہ سے اے محمد تو تو چھپاتا تھا اپنے دل میں زینب کا عشق اللہ اس بات کو ظاہر کرنے والا تھا اور تو لوگوں سے ڈر کر اپنا بھید چھپاتا تھا خدا سے زیادہ ڈرنا لازم ہے پس جب زید اسے طلاق دے چکا ہم نے اس سے تیرا نکاح کردیا تاکہ مسلمانوں میں لے پالک فرزند کی جورو لینا جائز ہوجائے اور یہ خدا کا کلام پہلے سے کیا ہوا تھا۔ عائشہ اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ اگر محمد صاحب قرآن کی کوئی آئت چھپا سکتے تو ضرور اس آئت کو چھپالیتے (میں کہتا ہوں اگر نہ سناتے تو ان لوگوں میں اس جرم سے ہرگز بری نہ ہوتے اور کوئی حیلہ ان کو اس طعن کے جواب کا نہ تھا) پس جب زینب کی عدت پوری ہوگئی محمد صاحب نے زید سے کہا کہ توہی جا اور زینب کی عدت پوری ہوگئی محمد صاحب نے زید سے کہا کہ توہی جا اور زینب سے کہہ کر حضرت محمد صاحب تجھے اپنی زوجہ بنانا چاہتے ہیں (اور اس کو اس لئے بھیجا کہ لوگ گمان نہ کریں کہ اس کی زوجہ ظلماً لی گئی بلکہ کہیں کہ اس نے برضائے خود آپ محمد صاحب کو دی ہے) القصہ زید کہنے آیا زینب اس وقت آٹا گوندھ رہی تھی زید کہتا ہے کہ میں زینب کے خوف سے الٹے پیروں گھر میں گیا تاکہ اس کے منہ پر میری نظر نہ پڑے (میں کہتا ہوں بیشک زید کو اس کی ایسی تعظیم کرنی واجب تھی کیونکہ اگرچہ پہلے جورو رہی پر اب ماں ہوگئی) زید نے جاکر کہا خوشخبری ہو تجھے اے زینب کہ حضرت تجھے لینا چاہتے ہیں زینب بولی میں ابھی اس بات کا جواب نہیں دیتی جب تک کہ خدا سے مشورہ نہ کرلوں پھر یہ دعا مانگی اے خدا تیرا رسول مجھے لینا چاہتا ہے اگر میں اس کے لائق ہوں تو میرا نکاح اس کے ساتھ توہی کردے اسی وقت دعاؑ قبول ہوئی اور محمد صاحب پر یہ آئت نازل ہوئی فلما قضےٰ زید الخ۔ ترجمہ جب زید اسے طلاق دے چکا تو خدا نے تیرا نکاح اس سے کردیا۔

کہتے ہیں کہ اس وقت محمد صاحب عائشہ کے گھر میں بیٹھے تھے جب یہ آئت آئی حضرت نے تبسم کیا اور کہا کوئی ہے کہ زینب کے گھر جائے اور اسے خوشخبری دے کہ خدا نے اسے میری زوجہ بنادیا ہے سلمیٰ لونڈی دوڑی اور زینب سے جاکر کہا تب زینب نے خوش ہوکر کچھ زیور اسے انعام میں دیا اور کہا اللہ کے نام دو مہینے تک روزہ رکھونگی جس نے مجھے حضرت کی زوجہ بنایا اس کے بعد محمد صاحب بے اذن اس کے گھر میں چلے آئے اس وقت زینب ننگے سر گھر میں بیٹھی تھی بولی یا رسول اللہ بے نکاح اور بے گواہ آپ گھر میں چلے آئے حضرت نے فرمایا اللہ نے آسمان پر نکاح پڑھا جبریل فرشتہ گواہ ہوا اس کے بعد ایک بکری ذبح ہوئی اور کھانے والے ۷۰ یا ۷۲ شخص تھے (محمدی لوگ اس کو بھی معجزہ جانتے ہیں مگر واضح رہے کہ ایک بکری کا گوشت جس میں پانی زیادہ ڈالا جائے سو آدمی بھی کھا سکتے ہیں یہ معجزہ نہیں ہے) پس جب لوگ کھا پی کر اس گھر میں باتیں کرنے کو بیٹھ گئے اور زینب سب کے سامنے دیوار کی طرف منہ کرکے بیٹھی تھی محمد صاحب چاہتے تھے کہ کسی طرح جلدی گھر خالی ہو لیکن شرم کے مارے منہ سے نہ کہتے تھے ناچار ہو کر خود کھڑے ہوگئے تاکہ لوگ اٹھ جائیں اور عورت اکیلی رہے پروہ نہ اٹھے حضرت کو نہائت غصہ آیا مگر کچھ دیر کے بعد لوگ اٹھ گئے صرف تین آدمی بیٹھے رہے محمد صاحب حیا کے سبب نہ کہہ سکے کہ جاؤ پر آپ دوسری عورتوں کے گھروں میں بار بار جاتے اور جلدی جلدی باہر آتے تھے اور بار بار آکر سلام کہتے تھے مگر وہ نہ ٹلتے تھے جب حضرت بیبیوں کے گھروں سے پھر آئے تو تینوں حضرت موجود ہیں اور پوچھتے ہیں یا حضرت آپ کی بیبیوں کے مزاج شریف اچھے ہیں اسی طرح کئی بار ہوا پھر ایک چلا گیا دو موجود رہے ناچار ہوکر حضرت پھر زینب کے گھر میں آئے اور ان دونو کو ٹلانے کے لئے کسی کام مشغول ہوگئے تب وہ وہاں سے نکلے پس کسی نے فوراً حضرت کو خبر دی کہ اب زینب اکیلی ہے اور گھر خالی ہے حضرت جلدی سے گھر کی طرف لپکے۔ انس کہتا ہے کہ اس وقت میں نے چاہا کہ حضرت کے پیچھے پیچھے میں بھی زینب کے گھر میں جاؤں مگر حضرت نے جلدی پردہ ڈال دیا تب میں سمجھ گیا اور اپنے گھر کو پھرا اور میں نے آکر ابو طلحہ سے یہ سب بیان کیا اس نے کہا آج محمد صاحب اس طرح دق ہوئے ہیں تو ضرور کوئی آیت اس مقدمے میں آسمان سے نازل

ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہ آئت آئی یا ایھا الذین امنوالا تک خلوا ابیوت النبی آخر تک اے مسلمانوں نبی کے گھر میں نہ آیا کرو جب تک تم کو حکم نہ ملا کرے کھانا پکنے کی انتظاری میں نہ بیٹھے رہا کرو مگر جب بلائے جایا کرو تو آیا کرو اور واجب کھانا کھاچکا کرو۔ تو ادھر اُدھر چلے جایا کرو باتوں میں دل لگا نہ بیٹھا کرو ان باتوں سے نبی کو ایذا ہوتی ہے اور اسے شرم آتی ہے مگر خدا سچ بات سے شرم نہیں کرتا اور جب نبی کی عورتوں سے کچھ بات کرنا ہو یا کوئی چیز مانگنی ہو تو پردہ کے باہر کھڑے ہو کر مانگ لیا کرو۔

کھتے ہیں کہ جب محمد صاحب نے زینب کو لے لیا تو منافقوں نے طعن کرنا شروع کیا اور کہا کہ محمد نے اپنے بیٹے کی زوجہ سے نکاح کرلیا اس وقت یہ آئت نازل ہوئی۔ ماکان محمد ابا احدٍ من رجا لکمہ ولکن رسول اللہ وخا تمہ النبین - محمد کسی آدمی کا باپ نہیں ہے لیکن خدا کا رسول اور آخر نبی ہے۔ (میں کھتا ہوں کہ پہلے منہ بولا باپ کیوں بنا تھا اب کہ غرض موجود ہوگئی باپ نہیں ہے وہ باپ نہیں ہے مگر اس کی زوجات امہات مومنین ہیں)۔

ایک دن محمد صاحب لوٹ کا مال مہاجرین کو بانٹ رہے تھے کسی بی بی نے کسی عورت کو ان کی خدمت میں بھیجا اور کچھ روپیہ پیسہ طلب کیا حضرت نے اسے دیدیا اور ساری عورتوں کو کچھ عطیہ روانہ کیا زینب نے کہا یا رسول اللہ تونے اپنی تمام بیبیوں کو ان کے باپ بھائیوں اور رشتہ داروں کے لحاظ سے عطیہ دیا اور مجھے کچھ بھی نہ دیا حضرت یہ بات سن کر شرمندہ ہوگئے مگر عمر خلیفہ نے کہا اے زینب تجھے ایسی بات کھنی نہ چاہیے تھی کہ رسول اللہ کو شرمندہ کیا زینب نے کہا اے عمر اگر تیری بیٹی حفصہ پر یہ معاملہ گذرتا تو تجھے معلوم ہوتا یعنی تو میری تکلیف سے ناواقف ہے۔ یہ زینب ۲۰ ہجری میں ۵۳ برس کی ہو کر مری ہے اور اس کی حدیثیں کتب احادیث میں ۱۲ مرقوم ہیں۔

آٹھویں زوجہ حضرت کی جویریہ بنت الحارث تھی پہلے یہ عورت اپنے چچیرے بھائی ذوالشفرین کی زوجہ تھی وہ غریب غزوہ بنی المصطلق میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور اس کی یہ عورت پکڑی گئی تھی جب اس غزوہ سے مدینہ کو واپس آتے تھے راہ میں حضرت نے اس عورت کو زوجات میں داخل کیا تھا جیسے کہ اوپر مذکور ہوچکا ہے۔ کھتے ہیں کہ ایک رات حضرت اس کے ساتھ شب باش تھے صبح اٹھ کر باہر تشریف لے گئے وہ عورت بعد نماز کے دو تین گھڑی تک ذکر الہیٰ میں مشغول رہی اس عرصہ میں محمد صاحب پھر گھر میں آئے اور کہا تو صبح سے اسی طرح ذکر الہیٰ میں ہے اس نے کہا ہاں فرمایا جب سے میں باہر گیا تین بار میں نے سبحان اللہ وبحمدہ عد دخلقہ ورضا نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ پڑھاہے اور یہ بات تین بار بولنا تیرے اتنے بڑے ذکرے سے بہتر ہے۔ ایک روز جمعہ کے دن محمد صاحب اس کے پاس آئے مطلب ہمبستر ہونے کا تھا مگر عورت مذکورہ روزہ سے تھی اور روزے کی حالت میں صحبت کرنا جائز نہیں ہے حضرت نے اس کا روزہ اس حیلہ سے افطار کرایا کہ اس سے کہا کل جمعرات کو بھی روزہ رکھا تھا کہا نہیں رکھا فرمایا کل سنیچر کو بھی رکھنے کا ارادہ ہے کہا نہیں فرمایا تو اب بھی روزہ توڑ ڈال اور صحبت کر۔ ۵۶ ہجری میں ۶۵ برس کی ہو کر یہ عورت مری تھی اس کی ۷ حدیثیں کتب میں مرقوم ہیں۔

نویں زوجہ حضرت کی ام حبیبہ تھی ام حبیبہ کا پہلا شوہر عبداللہ بن حجش تھا اسے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اور یہ دونو اوایل اسلام میں مسلمان ہوئے تھے اور جب محمدیوں کو اہل مکہ تکلیف دیتے تھے تو یہ دونو اس دکھ سے ملک حبش کی طرف ہجرت کرگئے تھے وہاں جا کر ایک روز عبداللہ اس کے شوہر نے کہا اے ام حبیبہ میں نے تمام دینوں کو دیکھا ہے دنیا میں دین عیسائی سے اچھا کوئی دین نہیں ہے اور میں پہلے ایک بار عیسائی بھی ہوا تھا مگر اس کو چھوڑ کر اب محمدی ہوا ہوں اب میں پھر عیسائی ہونا چاہتا ہوں ام حبیبہ کھتی ہے کہ میں نے اسے منع کیا اور کہا کہ آج رات میں تیری نسبت برا خواب دیکھا ہے تو عیسائی نہ ہو اس نے کچھ

پروانہ کی اور عیسائی ہوگیا اور شراب پینے لگا اور اسی مذہب کا ہو کر مرا (میں کہتا ہوں کہ اس عورت نے عبداللہ کا ذکر مسلمانوں میں آکر بُرے طور سے بیان کیا ہے یعنی یہ کہ میں نے اس کی نسبت براُ خواب دیکھا تھا) سوواضح رہے کہ حضرت کی زوجہ بن کر اس عورت نے یہ خواب تصنیف کیا ہے اور محمدیوں کا دستور ہے کہ مخالف کی مذمت اور اسلام کی تعریف کرنا ثواب جانتے ہیں جیسے ابو عامر دیندار کو ناحق فاسق کہنے لگے تھے اس لئے یہ بیان لائق توجہ کے نہیں ہے۔ اور شراب خواری کی نسبت جو طعن عبداللہ مرحوم پر ہے یہ بھی واہیات ہے کیونکہ عبداللہ کی موت کے کئی برس بعد شراب خواری محمدیوں میں منع ہوئی تھی پس جبکہ ان ایام میں منع نہ تھی تو یہ طعن اس کا عہد کا نہیں ہے بلکہ پیچھے سے اس پر لگایا ہے۔ بعد موت عبداللہ کے حضرت نے نجاشی حاکم حبشہ کی معرفت اس عورت کو خط لکھا کہ تو چلی آمیں تجھے اپنی زوجہ بنالونگا۔ پس وہ بی بی بن کر آئی اس وقت ۳۰ برس کی تھی اور ۴۰ ہجری میں مر گئی اس کی ۶۵ حدیثیں مشہور ہیں۔

دسویں زوجہ حضرت کی صفیہ تھی وہ پہلے سلام بن مشکم یہودی کی عورت تھی اس نے طلاق دی اس کے بعد کنانہ بن ربیع کی زوجہ ہوئی یہ کنانہ جنگ خیبر میں محمدیوں کے ہاتھ سے مارا گیا جب خیبر کی لوٹ جمع ہوئی۔ تو اس میں اس عورت کو حضرت نے پسند کرکے چن لیا تھا۔ نقل ہے کہ جب یہ عورت حضرت کے حضور میں حاضر ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ اے صفیہ تیرا باپ میرا بڑا دشمن تھا خدا نے اسے ہلاک کیا صفیہ بولی اپنی کرنی اپنی بھرنی پھر حضرت نے فرمایا تجھے اختیار ہے چاہے اپنی قوم یہود میں چلی جا چاہے میری زوجہ ہو صفیہ نے کہا اب میرا بھائی شوہر وغیرہ کوئی نہ رہا میں یہود میں جا کر کیا کرونگی مجھے اللہ ورسول پیارے ہیں حضرت بہت خوش ہوئے یہ باتیں مقام خیبر ہی میں ہوئیں اور انہیں ایام میں اس عورت کو حیض آگیا جب حیض سے پاک ہوئی اور حضرت نے خیبر سے مراجعت کی تو اس عورت کو اپنی سواری پر کمر کے پیچھے سوار کرلیا اور چادر سے ڈھانپ لیا اس وقت لوگ جان گئے کہ صفیہ زوجات میں داخل ہوئی خیبر سے ۶ میل مقام بتار میں آئے محمد صاحب نے چاہا کہ اس کے ساتھ ہمبستر ہوں لیکن عورت راضی نہ ہوئی حضرت نہائت غصہ ہوئے اور جب مقام صہبا پر پہنچے ام سلیمہ والدہ انس سے حضرت نے فرمایا کہ تو صفیہ عورت کا سنگار کر آج میں اس سے صحبت کرونگا پس اس نے سنگار کیا اور خوب سمجھایا کہ صحبت سے انکار نہ کیجیو جیسے تونے پچھلی منزل میں کیا تھا۔ نقل ہے کہ جب محمد صاحب اس کے ساتھ صحبت کرنے لگے ابو ایوب انصاری ہتھیار باندھ کر باہر پہرہ دینے لگا جب محمد صاحب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ باہر کون ہے وہ بولا کہ میں ابو ایوب ہوں یا رسول اللہ عورت جوان ہے اور اس کا باپ اور خصم ہم لوگوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہیں میں نے خیال کیا ایسا نہ ہو کہ صحبت کے وقت موقع پا کر کوئی حرکت نالائم اس عورت سے آپ کی نسبت وقوع میں آئے اس لئے میں ہتھیار باندھ کر صحبت کے وقت باہر آکھڑے ہوا ہوں تاکہ بوقت ضرورت مدد کروں حضرت نے تبسم کیا اور کہا اے خدا ابو ایوب کی حفاظت کر جیسے اس نے تیرے نبی کی حفاظت کی ام سلیم کہتی ہے کہ صبح کو میں صفیہ مجنبہ کو لشکر گاہ سے باہر گئی تاکہ رفع حاجت کو جائے اور غسل کرے اور میں نے پوچھا اے صفیہ آج رات محمد کو تونے کیسا پایا بولی بہت خوب آج ساری رات میرے ساتھ باتیں کرتے رہے اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ تونے پہلی منزل پر مجھے ہمبستر ہونے کیوں نہ دیا میں نے کہا یا رسول اللہ میں ڈری تھی کیونکہ یہودی نزدیک تھے شائد تجھے کچھ ایذا پہنچاتے ۔ الغرض جب محمد صاحب خیبر سے مدینہ میں آئے حارثہ بن لقمان کے گھروں میں سے ایک گھر صفیہ کو عنائت کیا اور مدینہ کی عورتوں کو خبر ہوئی کہ ایک یہودی عورت صفیہ نام حضرت کی اور زوجہ آئی ہے اور بڑی خوبصورت ہے اس کے دیکھنے کو بہت عورتیں آئیں عائشہ بھی چادر اوڑھ کر اور گھونگھٹ نکال کر گویا بھیس بدل کر اسے دیکھنے آئی اگرچہ اس نے آپ کو چھپایا تھا پر محمد صاحب نے اسے پہچان لیا۔(یہاں سے ظاہر ہے کہ برقعہ پوش عورت کو بھی حضرت نظر میں رکھتے تھے) جب وہ صفیہ کو دیکھ کر واپس چلی حضرت اس کے پیچھے لپلپے

اور راہ میں اس کا پلہ پکڑلیا اورکہا اے میری عائشہ تونے صفیہ کو کیسا پایا وہ بولی ایک یہودن ہے درمیان یہودیوں کے یہ مکروہ بات غصہ کی تھی محمد صاحب نے کہا ایسا نہ کہہ وہ مسلمان ہو گئی ہے۔ ام سنان سے روائت ہے کہ حضرت کی چار عورتیں عائشہ، حفصہ، زینب جویریہ مل کر آئی تھیں۔ زینب نے صفیہ کا حسن وجمال دیکھ کر کہا یہ باندی جلدی ہم پر غالب آئیگی جویریہ نے کہا ایسا نہ ہوگا یہودی عورتیں خصم کا سکھ نہیں پایا کرتیں بد بخت ہوتی ہیں عائشہ کہتی ہے کہ ایک بار ہم محمد صاحب کے ساتھ سفر میں تھے صفیہ کا اونٹ گم ہو گیا حضرت نے زینب سے کہا اپنا اونٹ اسے دیدے اس نے نہ دیا حضرت خفا ہو کر چلے گئے دو تین مہینے تک زینب سے صحبت نہ کی پس زینب ناچار اور مایوس ہو گئی ایک دن یکایک آنکلی اور پھر اس سے دوستی جوڑلی۔ روائت ہے کہ ایک رات صفیہ کی باری تھی حضرت آئے اور دیکھا کہ وہ بیٹھی ہوئی روتی ہے۔ احوال پوچھا توکہا عائشہ اور حفصہ مجھے دکھ دیا کرتی ہیں ہم تجھ سے زیادہ عزت دار ہیں محمد صاحب نے کہا تو بھی کہہ دیا کرہارون میرا باپ موسیٰ میرا چچا محمد میرا خاوند ہے میں بھی بڑی عزت رکھتی ہوں۔ القصہ ۳۶ یا ۵۰ یا ۵۲ میں باختلاف روایات یہ عورت مری ہے اوراس کی دس حدیثیں مشہور ہیں۔

گیارھویں زوجہ حضرت کی میمونہ بنت الحراس تھی یہ عورت پہلے مسعود بن عمر کی زوجہ تھی اس سے کسی سبب سے جدائی ہو گئی پھر بور ہم نام ایک شخص کی زوجہ بنی پھر حضرت کی زوجات میں شامل ہوئی ۷ ہجری میں جب عمرہ قضا کرکے واپس آتے تھے تو مقام سرف پر حضرت اس کے ساتھ ہم بستر ہوئے جب وہ عورت مر گئی تو اسی مقام پر جہاں اس نے پہلے پہل حضرت سے جماع کیا تھا جا کر جان دی۔ اس عورت کے نکاح کی یہ صورت ہوئی کہ یہ میمونہ اونٹ پر بیٹھی ہوئی سفر میں چلی جاتی تھی اور سب بھیڑ بھاڑ مسلمانوں کی اور محمد صاحب بھی اسی سفر میں تھے ناگاہ یہ عورت راہ چلتی حضرت کی نظر پڑی تب حضرت نے پکار کر کہا اونٹ اور جو اونٹ پر بیٹھی ہے اللہ اور رسول کی ہے اور اسی وقت یہ آئت قرآن کی پڑھ کر سنائی۔ وامراة مومنة ان وهبت نفسها للنبی ان اراده النبی ان یستنکحها خالصة لک من دون المومنین ۔ یعنی حلال ہے وہ مسلمان عورت جو بے نکاح اپنا نفس نبی کو بخشدے اگر نبی بھی اس کو اپنے نکاح میں لانا چاہے اور یہ حکم خاص تیرے لئے ہے اے محمد سوائے اورمسلمانوں کے پس اس عورت نے اس آئت کے موافق حضرت کو اپنا نفس بخشدیا اور حضرت نے بغیر نکاح اسی راہ میں اس سے صحبت کی (کیونکہ راہ چلتی پر حضرت کا دل چل گیا تھا) میمونہ کہتی ہے کہ میں اور رسول اللہ ہم بستر ہو کر ناپاک تھے میں نے ایک برتن میں سے پانی لیکر غسل کا جب تھوڑا سا پانی رہ گیا حضرت نے باقی پانی سے غسل کرلیا میں بولی کہ حضرت میرے غسل کا پانی بچا ہوا تھا فرمایا پانی پاک ہے۔ پھر کہتی ہے کہ ایک رات میرے سات صحبت کرنے کی باری تھی حضرت یکایک اٹھ کر باہر چلے گئے میں سمجھی کہ میری رات میں کسی دوسری عورت کے گھر گئے ہیں اس لئے میں خفا ہو کر اٹھی اور دروازہ بند کرلیا تھوڑی دیر کے بعد حضرت پھر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کھولا تب مجھے قسم دی کہ کھول دے پس میں نے کہا میرے حصہ کی رات میں دوسری عورت کے گھر کیوں گئے تھے اس لئے میں دروازہ نہیں کھولتی فرمایا ایسا نہیں ہے میں پیخانے گیا تھا تب عورت نے دروازہ کھولا یہ عورت ۶۳ ہجری میں مری ہے اور ۷۶ حدیثیں اس کی مشہور ہیں۔

ان کے سوا بعض اور عورتیں بھی حضرت کی تھیں اور ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ ان کو طلب کیا مگر نکاح اور صحبت نہ ہونے پائی یا صرف نکاح ہوا لیکن ہمبستر نہ ہوئے ان میں سے ایک عورت فاطمہ بنت ضحاک تھی اس سے نکاح ہوا پر ہم بستر ہونے سے پہلے بسبب اس تکرار کے جو درمیان زوجات کے تھا جس کے سبب آنحضرت ایک ماہ کے لئے گھروں سے چلے گئے تھے اسی تکرار پر یہ آئت نازل ہوئی تھی کہ جو عورت چاہے حضرت سے طلاق لے لے اور جو چاہے اس کے گھر میں رہے عورتوں کو اس بات میں اختیار دیا جاتا ہے۔ پس اس فاطمہ

نے یہ جھگڑا اور کثرت زوجات اور خرچ کی تنگی دیکھ کرطلاق طلب کی حضرت نے اس کو رخصت کیا کسی مسلمان نے پھر اس سے نکاح نہ کیا کیونکہ حضرت کی مطلقہ سے کون نکاح کرتا قرآن میں یہ حکم لکھا ہے کہ محمد صاحب کی عورتوں سے کسی حالت میں کوئی محمدی نکاح نہیں کرسکتا کیونکہ وہ مسلمان کی ماں ہیں آخر کو یہ عورت دنیا میں یہاں تک تنگ حال رہی کہ گوبر چنتی پھرا کرتی تھی کسی نے اس پر رحم نہ کیا۔

دوم اسماء بنت صلت ہے جب حضرت نے اس سے صحبت کی درخواست کی تو یہ عورت ایسی خوشی ہوئی کہ مارے خوشی کے جان نکل گئی پر ہم بستر ہونا نصیب نہ ہوا۔

سوم قبیلہ بنی سلیم کی ایک عورت تھی اس کا باپ حضرت کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میری ایک بیٹی بڑی خوبصورت ہے میں چاہتا ہوں کہ ایسی خوبصورت عورت آپ کے پاس ہو نہ غیر کے حضرت نے فرمایا بہت اچھا میں اسے کرلونگا اس کے باپ نے کہا یا حضرت اس عورت میں سوائے اور صفات کے ایک یہ صفت بھی ہے کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوتی ہمیشہ تندرست رہتی حضرت نے فرمایا کہ ایسی عورت کی ہمیں حاجت نہیں (کیونکہ محمد صاحب کا یہ عقیدہ تھا کہ جو آدمی کبھی بیمار نہ ہو وہ منحوس ہے اس میں بھلائی نہیں اس لئے کہ محمد صاحب بیماری کو گناہوں ماقبل کا کفارہ جانتے تھے)۔

چہارم ملیکہ بنت کعب اس عورت سے محمد صاحب ہم بستر ہونے لگے تو اس کی ران پر برص کی سفیدی معلوم ہوئی (یہ کوڑھی تھی) پس فوراً حضرت صحبت کرنے سے باز آئے اور فرمایا اپنے کپڑے پہن اور اپنے گھر کو چلی جا۔

پنجم اسماء بنت نعمان اس کا باپ قبیلہ کندہ کا سردار تھا حضرت کے پاس آیا اور مسلمان ہوا اور کہا یا رسول اللہ میری بیٹی بہت خوبصورت ہے وہ چاہتی ہے کہ آپ کی زوجہ بنے حضرت نے قبول کیا اور بعد بڑے ردو بدل کے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی کا مہر مقرر کیا وہ بولا کچھ اور زیادہ کرو فرمایا میں نے کوئی عورت اس سے زیادہ پر نہیں لی تب اس نے کہا بھلا کوئی آدمی تو میرے ساتھ کرو تا کہ اسے آپ کے پاس لے آئے حضرت نے ابوسید ساعدی کو بھیجدیا مگر اس عورت کے آنے سے پہلے اس کے حسنُ وجمال کا چرچا مدینہ میں بہت ہوگیا تھا محمد صاحب کی دیگر زوجات نے حسداً کسی عورت کو سکھایا کہ جب وہ عورت آئے تو اس سے کہیو کہ تو امیر ورئیس کی بیٹی ہے اگر اس شوہر کے پاس اپنا فروغ چاہتی ہے تو جب محمد صاحب تیرے ساتھ ہم بستر ہونے لگیں تو فوراً یوں کہیوں اعوذ باللہ منک یعنی تجھ سے خدا کی پناہ۔

ایک روائت میں ہے کہ عائشہ اور حفصہ نے اس کو یہ فریب دیا اور بڑی شفقت اورپیار اس سے ظاہر کرکے یہ بات اسے سکھلائی القصہ جب محمد صاحب گھر میں آئے اور پردہ ڈالا اور اسے گودی میں بٹھلایا اس نے فوراً کہا اعوذ بااللہ منک محمد کود کے اٹھ کھڑے ہوئے کہا اور اٹھ اپنے گھر چلی جا تونے بڑے شخص کی پناہ لی پس حضرت نے پھر ابوسید ساعدی کے وسیلہ سے اس کو اس کے گھر بھیجدیا۔ اس کے بعد محمد صاحب کو خبر ملی کہ ان عورتوں نے حسداً اس عورت کو فریب دیا تھا مگر حضرت نے اپنی عورتوں کو ملامت نہ کیا اور نہ اس عورت کو معذور سمجھ کر پھر بلایا بلکہ یوں فرمایا کہ میری عورتیں مثل زلیخا کے یوسف کی سہیلیاں ہیں ان کا مکروفریب بڑا ہے یہ چوچلے کی بات ہوئی۔

ششم لیلی بنت عظیم۔ ایک روز حضرت آفتاب کی طرف پشت کئے ہوئے بیٹھے تھے ناگاہ یہ عورت پشت کی طرف سے آئی اور چوچلے سے حضرت کی کمر میں دوہتڑ مارے حضرت نے فرمایا تو کون ہے تجھے بھیڑیا کھاجائے وہ بولی میں عظیم کی بیٹی ہوں میرا باپ ایسی ایسی اچھی صفات کا آدمی ہے میں آئی ہوں کہ اپنا نفس تیرے سامنے پیش کروں حضرت نے فرمایا بہت اچھا میں نے تجھے قبول کیا۔ پس لیلی یہ اقرار قبولیت کا لے کر اپنے گھر گئی اور اپنے رشتہ داروں سے کہا کہ میں محمد صاحب سے اس طرح کا قول وقرار کرکے آئی ہوں وہ بولے تونے براُ کام کیا تو غیر تمندت ہے اور اس کے پاس بہت سی عورتیں ہیں تجھے رشک آئیگا اور تو کچھ

بولیگی اور وہ غصہ ہو کر بددعا کریگا یہ کام اچھا نہیں ہے جو تو اپنا نفس ان کو بخش آئی اب پھر جا
اور قول وقرار توڑ کے آ۔ پس وہ پھر آئی اور حضرت سے قول توڑا اور کسی اور آدمی سے نکاح کرلیا
اور بچے جننے لگی۔

ہفتم ام ہانی فاضتہ بنت ابی طالب زمان جاہلیت میں حضرت نے اس کے لئے
درخواست کی تھی مگر ابوطالب نے نہیں دی تھی بلکہ ہبیرہ سے نکاح کردیا تھا بعد اس کے ہم
ہانی مسلمان ہو گئی اسلئے خاوند سے جدائی ہوئی کیونکہ وہ اپنے قدیم مذہب پر رہا تھا پس محمد
صاحب نے اب پھر اس کی درخواست کی عورت نے کہا یا رسول اللہ میں تو ایام جاہلیت میں
بھی تجھے چاہتی تھی اب مسلمان ہو کر تجھے کیوں نہ چاہوں پر میں بچوں والی ہوں مجھے شرم آتی ہے
کہ جب تو میرے بستر پر آئیگا تو بچوں کو میرے پاس پڑا دیکھیگا اور مجھ سے تیری خدمت میں
قصور ہوگا مجھے معاف کیجئے۔

ہشتم خولہ بنت حکیم یہ دوسری قسم کی عورتوں میں سے ہے جن سے نکاح نہیں ہوا
مگر صحبت ہوئی۔

نہم مسمات ضمرہ اس کے باپ سے حضرت نے یہ عورت طلب کی تھی مگر اس مرد کا
ارادہ دینے کا نہ تھا اس لئے بہانے سے کہا کہ یا حضرت وہ بیمار ہے اگرچہ بیمار نہ تھی پر بیمار
ہو گئی اس کے سوا اور بہت سی عورتیں ہیں جن کے ذکر سے بقول صاحب روضتہ الاحباب کے
کچھ فائدہ نہیں ہے اور حضرت کی لونڈیاں باندیاں یہ ہیں۔ سلمیٰ ام رافع، رضوےٰ رقیمہ ام
ضمیر ماریہ شریں ام ایمن ان میں سے بعض کے ساتھ حضرت محمد صاحب بلا نکاح کے ہمبستر
ہوا کرتے تھے اور بعض کے ساتھ صحبت بھی نہیں کی۔

حضرت کے تین بیٹے ابراہیم وقاسم وطاہر پیدا ہوئے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں مگر یہ
سب اولاد مر گئی صرف ایک بیٹی فاطمہ جوان ہو کر علی کے گھر میں آئی اور کوئی بچہ نہ جیا۔

حضرت کے شعراء کا بیان

محمدی لوگ کہا کرتے ہیں کہ حضرت محمد صاحب ایک فقیر آدمی تھے دنیا شان
وشوکت ان کے پاس نہ تھی بلکہ فاقہ کشی اور محتاجی میں گذران کی ہے۔ اگرچہ اس بیان کو کوئی
عقلمند قبول نہیں کرسکتا تو بھی بیانات گذشتہ اور آئندہ کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ دنیا کی بڑی
شان وشوکت ان کے پاس موجود تھی۔ دیکھو ان کی خدمت میں مثل اور راجاؤں اور بادشاہوں
کے مداح اور شاعر بھی رہتے تھے روضتہ الاحباب وغیرہ سب کتابوں میں ہے کہ حضرت کی
خدمت میں ۱۶۹ مرد اور ۱۲ عورتیں جملہ ۱۸۱ شاعر موجود تھے۔ اور محمد صاحب کی
تعریف اور ان کے دشمنوں کی مذمت اور ہجو میں نہائت سرگرم تھے چنانچہ مدارج النبوت
میں لکھا ہے کہ ہر کسر اخدائے تعالیٰ زبانے عطا کند وبر تکلم قدرت بخشد باید کہ ورمدح آنحضرت
وہجو دشمنان اور تقصیر نکند کہ بہترین کارہا این است یہ فقرہ
حسان بن ثابت کے بیان میں مذکور ہے یعنی جسے خدائے تعالیٰ زبان دے اور کلام کی قدرت
بخشے یعنی شاعری کا ملکہ جس میں ہوا اسے لازم ہے کہ محمد صاحب کی تعریف اوران کے
دشمنوں کی مذمت میں قصور نہ کرے سارے اعمال نیک سے یہ کام زیادہ نیک ہے۔ پھر اسی
کتاب میں یہ فقرہ بھی ہے کہ مدح رسول اللہ وہجو کفار لعنہم اللہ میکر
دند یعنی حضرت کے شعراء کا یہ کام تھا کہ رسول اللہ کی تعریف اور کافروں کی برائی کیا کرتے
تھے (اور خود محمد صاحب نے سورہ شعراء میں فرمایا ہے الشعرا یتبعہم الغاؤن الم
تریٰ النہمہ فی کل واد یہموں۔ یعنی شاعروں کی بات پر گمراہ لوگ چلا کرتے ہیں
کیا تجھے معلوم نہیں اے محمد کہ شاعر لوگ ہر جنگل میں بھٹکتے ہیں اور ان کی یہ عادت محمد
صاحب پر روشن تھی کہ تعریف اور ہوج میں حد سے زیادہ دوڑ دھوپ یہ لوگ کیا کرتے ہیں سچ

بولنے سے ان کا مطلب نہیں ہے بلکہ رات دن جھوٹے مضمون تلاش کرکے عبارتیں خوبصورت بنایا کرتے ہیں یہ قرآن کافقرہ گواہ ہے اس بات کا کہ محمد صاحب اپنے شاعروں کا حال دیکھ کر اپنے شعراء کی بناوٹ سے خوب واقف تھے اور ان کی باتوں پر یقین کرنے والوں کو انہوں نے قرآن میں گمراہ بتلایاہے) دیکھو عائشہ بی بی جس نے چوتھا حصہ شرع محمدی کا بیان کیاہے جس کی وہ فقیہ کہلاتی ہے کیسی شاعرہ مشہور ہے جس کے کئی شعر اوپر مذکور ہوچکے ہیں حسان بن ثابت اور سحبان وایل اور خود کیسے شاعر تھے جنہوں نے محمد صاحب کی تعریف میں ہر گز قصور نہیں کیا اور اس زمانے کے لوگ امام زین العابدین تک کیسے زور وشور سے شعر بنانے کاشوق اور مضامین پیدا کرنے کافکر رکھتے تھے۔ آج تک لکھنو کے شیعہ لوگ مرثیہ بنانے والوں کو دیکھو کیسی کیسی جھوٹی باتیں تصنیف کرتے ہیں جن کو محمدی عالم ہر گز قبول نہیں کرتے اور وہی ان کی باتیں جاہل مسلمانوں میں مقبول اور ایمان میں داخل سمجھی جاتی ہیں اسی طرح اوائل اسلام میں ان محمدی شعراء کی باتیں مشہور ہوکر دین میں داخل ہوگئی ہیں محمد صاحب کے حضور میں ان کی تعریف کرنے والے لالچی لوگ ۱۸۱ جبکہ موجود ہوں تو حضرت کی نسبت اتنی حدیثیں اور ایسے ایسے ہزارہا معجزات کیوں نہ مشہور ہوں جن کی اصل اقرآن میں کچھ بھی نہیں ہے دیکھو ایک بالمیک شاعر نے راجہ رامچند کی تعریف میں ایک جہان کو سر پر اٹھالیا ہے چہ جائیکہ ۱۸۱ اشاعر جمع ہوکر ایک شخص کی تعریف کریں اور اس کوشش کو اپنی نجات کا باعث قرار دیں تو کتنی شان اس شخص کی بڑھائی نہ جائیگی۔

حضرت کے خادموں کے بیان میں

محمد صاحب کے پاس چار موذن تھے بلال، وابن ام مکتوم وابو محمدود سعید بن قرظی، اور ۱۵ وکیل تھے۔ جواکثر واقات پیغام لیکر دوسرے حاکموں کے پاس جایا کرتے تھے۔ اورآٹھ چوکیدار تھے جو محمد صاحب کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اور ۲۷ مرد ان کے خدمتگار تھے۔ انس بن مالک، ربیعہ بن کعب عبداللہ بن مسعود۔ یہ شخص جاتا بردار تھے۔ بلال وسعد ذومجز وابن شذاح لیثی وابوذر، اسلم وشریک واسود بن مالک۔ ایمن وثعلبہ بن عبدالرحمٰن وجبر بن لک وسالم ابواسلمع واسابق وسلمی دمہاجر ونعیم بن ابی ربیعہ وسلمیٰ وبوالحمراء وہلال بن حراث وابا دوابواسلام وسالم وابوعبید اورایک انصاری جوان یہ سب لوگ ہر وقت خدمت کے لئے موجود تھے۔ اور بعض عورتیں تھیں جو خدمتگذار تھیں۔امت اللہ بنت زربیہ، برکیہ، ام ایمن، حفرہ، خولہ جدہ حفص، زربیہ، ام علیہ، سلمیٰ، ام رافع، ماریہ، ام الرباب، ماریہ جدہ، مثنیٰ، میمونہ، بنت سعد، ام عباس، صفیہ، اور غلام حضرت کے یہ لوگ تھے۔ زید بن حارث، اسامہ ثوبان، ابو کبشہ، سلیم، ابینہ، صالح، شقران، اباح یسار، عبید بن عبدالغفار سفیہ، ابن بصتت، مابور قبطی، واقد، ہشام، جنین، ابوعیب، ابوعبید، اسلم، افلح، الخنیر، مادام، ماثم، بور، ردیفع، زید، این لولا، سعد بن زید سعد بن کندر، سلیمان فارسی، منذر، شمعون، ضمیرہ عبداللہ اسلم، مکحول، نافع، ابو السائب، نبیہ، ہینک، بضیغ، ابوبکرہ، ہرمز، ابوکیسان ذروان، یسار، ابواثیلہ، ابوالبشرہ، ابو صفیہ، ابوقبلہ، ابولبابہ، ابولقیط، ابوالیہ، غیلان، فضالہ، بقیر، کریب، محمد بن عبدالرحمٰن، تابیہ، یہ لوگ خاص ملازم تھے۔ جوخدمت میں رہتے تھے۔

حضرت کے محرروں اور کاتبوں کا بیان

حضرت کی خدمت میں ۴۰ محرر تھے جوقرآن لکھا کرتے تھے اور خط وکتابت وغیرہ ان کے وسیلے سے ہوتا تھا(یہ بھی اس مقام پر واضح رہے کہ باوجود اس قدر محرروں کے حدیثیں کسی نے جمع نہ کیں بلکہ سودوبرس کے بعد نئے جمع کرنے والے پیدا ہوئے اس کا سبب یا تو یہ تھا کہ اس عہد میں حدیثیں تصنیف نہ ہوئی تھیں پیچھے یادگاری کرنے والوں نے حضرت کو ذکر خیر سے یاد کیا اور یہ مسلمانوں کا مسئلہ ہے کہ مردہ مسلمان کو اس کے پیچھے ذکر خیر سے یاد کرو اور اس کی طرف نیک گمان رکھو پس اس عقیدے نتیجہ یا تو یہ احادیث ہیں جو اس وقت

ان ۴۰ کاتبوں کو جو محمد صاحب کی حضوری میں محرر کا کام کرتے تھے لکھنے کو نہ ملیں یا یہ کہ انہوں نے ان کو معتبر اور دین میں داخل نہ جانا ہوگا ورنہ کوئی کتاب ان کی بھی وہ لکھتے جیسے قرآن کو لکھا تھا) ان چالیس کاتبوں کی تفصیل یہ ہے۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، عامر بن فہرہ، ثابت بن قیس، شماس، خالد، ابان، حنظلہ بن ربیع اسدی، ابوسفیان بن حرب، یزید، معاویہ، ابوسفیان یزید بن ثابت، شرحبیل بن حسنہ، خالد بن ولید، محمد بن مسیلمہ، مغیرہ بن شعبہ عبداللہ بن رواحہ، عبید اللہ کا بیٹا، عبداللہ، عمر بن عاص، جہیم بن سعد، جہیم بن صلت، ارقم بن ابی الارقم، عبد اللہ بن یزید، ابو ایوب انصاری، حذیفہ بن یمان، یزید بن حصیب، حسین بن نمر، عبداللہ بن سعد، ابو سلمہ بن عبدالاسد، خویطب بن عبدالغری، حاطب بن عمر، ابی بن کعب، عبداللہ بن راقم، ان کاتبوں میں سے خاص علی اور عثمان قرآن کو لکھا کرتے تھے اگر وقت پر یہ حاضر نہ ہوا کرتے تو ابی بن کعب اور زید بن ثابت لکھتے اور جو یہ چاروں حاضر نہ ہوتے تو جو کوئی کاتبوں میں سے موجود ہوتا وہ لکھ لیا کرتا تھا۔ زبیر اور جہیم وغیرہ محصول اورملک کی آمدنی کا حساب لکھا کرتے تھے کہ کتنا مال کہاں سے آیا اور کہاں خرچ ہوا۔

حضرت کے اسباب خانہ داری اورملک گیری کے بیان میں

حضرت کے خاص ہتھیار یہ ہیں۔ ۱۰ تلواریں تھیں ایک تلوار کا نام عضب تھا جو سعد بن عبادہ نے بطور تحفہ حضرت کو دی تھی۔ مخذوم ورسوب دو اور تلواریں تھیں جو فلس کے مندر سے حضرت علی لوٹ لائے تھے اور قلعی وتبار وحتف تین تلواریں اور تھیں جو بنی قینقاع کی لوٹ میں سے حضرت نے اٹھالیں تھی اور ایک تلوار قصیب نام بھی تھی اسی کو حضرت نے پہلے کمر میں باندھا تھا اور ایک تلوار ذوالفقار تھی جو جنگ بدر میں علی نے عاص بن منبہ کو قتل کرکے چھین لی تھی اور حضرت کو لاکر دی تھی اور چند روز رکھ کر حضرت نے پھر علی کو بخشدی تھی اور ایک اور تلوار تھی جس کا نام ماثور تھا اور ایک تلوار تھی جس کو محمد صاحب کے والد عبداللہ نے گھر میں چھوڑا تھا اور یہ سب دس تلواریں تمام عمر میں حضرت کے کام آئیں اور ایک چاندی کا پرتلہ بھی حضرت کے پاس تھا جس میں تلوار لٹکا یا کرتے تھے۔

اور سات زرہ تھیں جن کو پہن کر لڑائی میں جایا کرتے تھے۔ صعدیہ، فضہ، ذات الوشاح، خرنق، تبرا، ذات الفضول، روحا، ان کے نام تھے۔ زرہ ذات الفضول سعد بن عبادہ نے حضرت کو بطور تحفے کے دی تھی اس میں چار حلقے چاندی کے تھے جب محمد صاحب نے وفات پائی تو وہ زرہ ابوالحشم یہودی کے پاس گرو رکھی ہوئی ملی تھی۔ اور جنگ احد میں حضرت نے اپنی حفاظت کے لئے ذات الفضول اور فضہ دو نو زرہ اوپر تلے پہنی تھیں اور جنگ حنین میں، ذات الفضول اور صعدیہ ہر دو زرہ اوپر تلے پہنی تھیں تاکہ مخالف کی تلوار سے بدن نہ کٹے۔

حضرت کے پاس دو خود یا مغفر تھے موشح، وذوالسبوع اور ایک خود یا بیضہ بھی تھا جس کو سر پر رکھا کرتے تھے تاکہ مخالف کے ہاتھ سے سر پر زخم نہ لگے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ این خود روز اُحد در سرآں حضرت نشست و سرمبارکش شکست۔

ڈھالیں حضرت کے پاس ۳ عدد تھیں۔ ذلوف، قیف، وفر اور بعض کہتے ہیں کہ اور بھی کوئی ڈھال تھی۔

چار نیزے حضرت کے پاس تھے۔ ان میں سے تین نیزے بنی قینقاع کے یہودیوں کے مال سے ہاتھ آئے تھے اور ایک اور نیزہ تھا جس کو مثنی کہتے تھے غرض کہ یہ نیزے عیدوں کے دنوں میں لوگ لے کر محمد صاحب کے آگے آگے چلا کرتے تھے جیسے بادشاہوں کے سامنے جھنڈے چلا کرتے ہیں۔

۶ کمانیں حضرت کے پاس تھیں۔ روحا، وبیضا، وصفرا، وکتوم، منضلہ، وکمری، ان کے نام تھے مگر کتوم کمان بدر کی لڑائی میں ٹوٹ گئی تھی۔

دو جھنڈے حضرت کے پاس تھے ایک کالا جس کو عقاب کہتے تھے اور ایک سفید جھنڈا تھا یہ لڑائی کے جھنڈے تھے مگر جب عورتوں سے نکاح ہوا کرتا تھا تو چادر کے جھنڈے بنا کر کھڑے کیا کرتے تھے۔

اور چند لاٹھیاں بھی تھیں۔ ایک تخت اور تکیہ بھی تھا اور ایک ڈبا تھا جس میں سنگار کے لئے کنکھا۔ مسواک، مقراض، آئینہ، سرمہ دانی رہا کرتے تھے اور کئی پیالے تھے۔ ایک کا نام ریان، ایک مغیث تھا اور ایک شیشے کا پیالہ تھا اور ایک لکڑی کا بھی تھا جس میں چاندی کا کام ہو رہا تھا۔ ایک مخضب نام پیالہ تھا اور ایک رکوہ نام بھی تھا اور ایک اور پیالہ تھا جس کو قصعہ کہتے تھے اس کو چاد آدمی اٹھایا کرتے تھے۔

بعض گھوڑوں کے نام یہ ہیں۔ سکب، مرنجراوں، لزان، طیف، خریص، ضرب، ملادح، سجہ، بحر، ذوالعقال، ذواللمہ، مرنجل، مرادح، سرحال، یعسوب، نجیب، اوہم، شیما، سبحل، طرف مندوب، انس بن مالک کی حدیث میں ہے کہ تمام دنیا کی چیزوں سے زیادہ حضرت کو عورتیں پیاری تھیں۔ اور ان کے بعد گھوڑے پسند تھے۔

٦ خچر حضرت کے تھے اور ایک کا نام دلدل تھا جو اسکندریہ کے حاکم نے حضرت کو دیا تھا جنگ حنین میں اسی پر سوار تھے جو حضرت علی کی سواری میں وہ دلدل رہا۔ ان کے بعد امام حسن کی سواری میں رہا۔

دوسرا خچر فضہ تھا جو ابوبکر کو بخشدیا تھا۔ تیسرا خچر یلمہ تھا۔ چوتھا کسرےٰ بادشاہ کا بھیجا ہوا کوئی خچر تھا۔ پانچواں خچر دومتہ الجندل سے حضرت کے لئے لایا گیا تھا۔ اور ایک چھٹا خچر نجاشی نے دیا تھا۔

۳ گدھے حضرت کے پاس تھے۔

عفر و معفور اور ایک اور تھا جو سعد بن عبادہ نے تحفہ کے طور پر ان کو لا کر دیا تھا۔

۲۱ مادہ شتر شیر داران کے پاس تھیں جو موضع خابہ ضلع مدینہ میں چرتی تھیں اور ہر رات کو دو مشک دودھ وہاں سے حضرت کے پاس آیا کرتا تھا جس سے عیالداری کی پرورش ہوتی تھی اور ایک خاص سواری کا اونٹ تھا نہائت قوی جس کو قصوےٰ کہتے تھے یہ ابوجہل کا اونٹ بدر کی لڑائی میں ہاتھ آیا تھا۔

۷ شیر دار بیش یعنی بھیڑیں ان کے حضور میں تھیں جن کے نام یہ ہیں۔ زمزم، برکہ، سقیا، درسنہ، اطلال، اطراف، عجرہ، سات ہی شیر دار بکریاں بھی تھیں جن کے نام معلوم نہیں ۔ ایک عورت ام ایمن ان کو مدینہ کے گرد چرایا کرتی تھیں رات کو جس بی بی کے گھر بسرام ہوا کرتا تھا وہیں بکریاں آیا کرتی تھیں اور ان کا شیر نوش ہوتا تھا جب حضرت کا انتقال ہوا تو اتنے کپڑے باقی نکلے تھے۔ دو چار سرخ جامہ صحاری، ازار عمانی، قمیص سبحولی، جبہ یمنی، خمیصہ، قطیفہ، کسائی سفید، ملحفہ زعفرانی، ، اور چند طاقیہ بھی تھے۔ اور اور چیزیں بھی تھیں جن کے بیان سے فائدہ نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس عہد میں جو سامان شان وشوکت کا دیہاتی راجے اور امیر اور بادشاہ جدید کو ممکن تھا وہ سب حضرت کے پاس موجود تھا اس کے سوا شروع سلطنت میں نئے بادشاہ کے پاس جو بنیاد سلطنت قائم کرتا ہے اس سے زیادہ شان وشوکت اور کیا درکار ہے خاص کر جب کہ اس کے ساتھ دعویٰ نبوت بھی ہو جس کو فروتنی لازم ہے واضح ہو کہ سیدنا مسیح ان دنیا کی سب چیزوں سے پاک تھا کیونکہ اس کی سلطنت آسمانی تھی اس جہاں کی سلطنت اس کی نہ تھی جب تک کہ وہ دوسری بار آسمان سے نہ آوے۔

محمد صاحب کے خصائص و عادات کے بیان میں

روضتہ الاحباب اور مدارج النبوت میں بھی لکھا ہے کہ محمد صاحب کے چند خصائص ہیں یعنی چند ایسی باتیں ہیں جو خاص حضرت ہی وہ کرسکتے ہیں دوسرا کوئی اور مسلمان ان امور کو نہیں کرسکتا اور جو کوئی کرے تو وہ گنہگار ہے مگر حضرت ان کے کرنے سے گنہگار نہیں بلکہ

زیادہ تر نیک ہیں اگرچہ ان میں سے بعض امور اور بھی اباحت کے طور پر نہ فرض کے طور پر کرسکتا ہے۔ پر بعض مطلق حضرت ہی پر منحصر ہیں۔

اول نماز وتر و تہجد وچاشت اور مسواک کرنا بھی ان پر فرض ہے اوروں پر فرض نہیں ہے اگر کوئی سنت کے طور پر کرے تو ثواب پائیگا اور جو فرض جان کر کرے تو گنہگار ہے۔

دوسرا رشتہ داروں سے صلاح ومشورہ کرنا۔

۳۔ جو مسلمان قرضدار مرجائے اور کچھ مال نہ چھوڑے تو محمد صاحب بیت المال یعنی خزانہ شاہی سے اس کا قرض ادا کریں۔

۴۔ لڑائی اور جہاد میں مصابرہ کرنا۔

۵۔ ہر آفت سے بچنا یعنی اپنی جان کی حفاظت کرنا (مطلب یہ ہے کہ حضرت اس آئت قرآن کے بھروسے پر نہ رہیں جو لکھا ہے واللہ یعصمک من الناس یعنی خدا تجھے بچاویگا آدمیوں سے اس کے بھروسے پر محمد صاحب اپنی محافظت جسمانی کو ترک نہیں کرسکتے۔

۶۔ زوجات کو اختیار دینا چاہیں گھر میں رہیں چاہیں طلاق لیکر چلی جائیں۔

۷۔ زکواۃ کا مال جو صدقہ ہے آپ نہ کھانا۔

۸۔ پیاز و لہسن ہرگز نہ کھانا اگرچہ اور محمدی لوگ کھائیں۔

۹۔ کھانے کے وقت تکیہ لگا کر نہ بیٹھنا۔

۱۰۔ خط و کتابت اپنے ہاتھ سے نہ لکھنا۔

۱۱۔ شعر نہ بنانا (اگرچہ منفی عبارت قرآن میں بولی ہے)۔

۱۲۔ لڑائی کا لباس پہن کر نہ اتارنا جب تک جہاد نہ کرلیں۔

۱۳۔ دنیا کی چیزوں پر التفات نہ کرنا (یہ صفت ناظرین پر بیانات گذشتہ سے خوب روشن ہے)۔

۱۴۔ چشم یا دست یا سر سے کسی کو اشارے میں کوئی بات نہ کہنا۔

۱۵۔ نفع کی امید پر کوئی چیز نہ دینا۔

۱۶۔ جو عورت حضرت کو پسند نہ کرے اس کو جبراً زوجہ نہ بنانا۔

۱۷۔ عیسائی یا یہودی عورت سے نکاح نہ کرنا جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہوجائے۔

۱۸۔ کنزک یا باندی سے نکاح نہ کرنا بے نکاح اس سے ہم بستر ہونا۔

۱۹۔ برابر روزہ نہ رکھنا یعنی کچھ دن روزہ رکھنا اور کچھ دن کھانا کھانا۔

۲۰۔ لوٹ کے مال سے جو کچھ لاکر مسلمان جمع کریں تقسیم سے پہلے جو چیز حضرت کو پسند آجائے بلاشک اٹھالینا اس کے (   ) اپنا پانچواں حصہ پورا لے لینا۔

۲۱۔ مکہ میں جو حرم ہے بلا احرام داخل نہ ہونا۔

۲۲۔ مکہ میں حرم میں کسی کو قتل نہ کرنا۔

۲۳۔ بمجرد علم اپنے کے حکم دے دینا یعنی بدوں گواہ اور شاہد کے۔

۲۴۔ برائے خود یا برائے اولاد خود کچھ حکم دینا۔

۲۵۔ مسلمان کی گواہی قبول کرنا بغیر اس کے کہ وہ گواہ مشاہدہ کیا ہو (روائت ہے کہ ایک اعرابی سے محمد صاحب نے گھوڑا خریدا تھا وہ منکر ہوگیا کہ میں نے نہیں بیچا اور نہ مجھ سے کچھ قول وقرار ہوا اگر میں نے بیچا ہے تو محمد صاحب کوئی گواہ لائیں اور کوئی گواہ نہ تھا کیونکہ کسی کے سامنے حضرت نے سودا نہ کیا تھا پس خریمہ انصاری جو صحابی تھا گواہ بن گیا کہ ہاں میرے سامنے محمد صاحب نے گھوڑا خریدا ہے اس وقت محمد صاحب نے اس سے کہا کہ تو اس وقت جب سودا ہوا حاضر نہ تھا کیونکر گواہی دیتا ہے خریمہ نے کہا آسمانی باتوں میں ہم تیری باتوں کو معتبر جانتے ہیں کیا زمین کی باتوں میں تجھے معتبر نہ جانیں حضرت بہت خوش ہوئے اور اس کا نام ذوالشہادتین رکھا اور اس کی گواہی قبول کرکے فتویٰ دیا کہ گھوڑا ضرور فروخت ہوا ہے)۔

۲۶- کسی وقت اگر محمد صاحب بھوکے پیاسے ہوں تو جس کا چاہیں کھانا پانی لیکر کھالیں اگرچہ وہ غریب ومحتاج کیوں نہ ہو شاید یہاں تک محتاج ہو کہ وہی روٹی اور پانی اس کے پاس تھا اگر یہ کھانا حضرت کھالیں تو وہ یا اس کے بال بچے ضرور مرجائینگے اس صورت میں بھی کچھ پرواہ نہیں اگرچہ وہ اور اس کے بال بچے مرجائیں پر محمد صاحب وہ کھانا ضرور کھالیں تاکہ حضرت بچیں بدلیل اس آئت کے النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم نبی بہتر ہے مسلمانوں لوگوں میں ان کی جانوں سے۔

۲۷- کوئی مسلمان منزل ہو کر یا عورت سے صحبت کرکے ناپاک ہے تو وہ مسجد میں دیر تک نہیں ٹھیر سکتا چاہیے کہ فوراً مسجد سے باہر نکلے اور غسل کرے مگر محمد صاحب ناپاک ہو کر جب تک مرضی ہو مسجد میں ٹھیرے رہیں ان کو کچھ گناہ نہیں ہے ابوسعید حذری سے روائت ہے کہ حضرت نے فرمایا اے علی کسی مسلمان کو بحالت جنابت مسجد میں توقف کرنادرست نہیں ہے سوائے میرے اور تیرے یعنی ہم دونو خسرو داماد جتنی دیر چاہیں مسجد میں ناپاک ٹھیرے رہیں۔

۲۸- محمد صاحب اگر آدمی پر لعنت کریں یا اگر کسی کو گالی دیں یا کسی کو کسی طرح کا دکھ دیں تو جائز ہے اس میں حضرت گنہگار نہیں ہوتے اور وہ لعنت اور دکھ وگالی اس آدمی کے حق میں خدا کی رحمت ہے جس کے سبب وہ شخص قیامت کے روز خدا کا تقرب حاصل کریگا یہ حدیث صحیح مسلم وبخاری میں بھی مذکور ہے۔ دیکھو یہ کیسی بات ہے جاہلوں کو دھوکہ دیکر اپنے ساتھ رکھنے کی کیسی حکمت ہے یعنی کسی کو مبادا غصہ میں آکر براکہوں یا گالی دوں اور وہ خفا ہو کر اسلام سے پھر جائے اس لئے اس کو امید دینا چاہیے کہ وہ گالی تیرے حق میں خدا کی رحمت ہے اور وہ لعنت تجھے بہشت میں لے جائیگی (یعنی برعکس تاثیر رکھتی ہے)۔

۲۹- چار عورتیں محمدی لوگ بموجب قرآن کے جمع کرسکتے ہیں پر حضرت جس قدر چاہیں جمع کرلیں (لیکن جب بدن کی طاقت زائل ہوگئی تب دوسرا حکم بھی قرآن میں آیا تھا کہ اب بس کر اور اب اور عورتیں جمع نہ کر)۔

۳۰- بدوں نکاح کے بھی اگر کوئی عورت اپنا نفس اور بدن بخشدے تو محمد صاحب بلاشک اس سے صحبت کریں اگر چاہیں اور کوئی مسلمان یہ کام نہیں کرسکتا۔

۳۱- بغیر نکاح اور گواہ کے اپنی مرضی سے چپ چاپ جس عورت کو چاہیں اپنی زوجہ بنالیں کچھ حاجت نہیں کہ چار آدمیوں کے سامنے نکاح ہو۔ یہ خصائص حضرت کے علمائے محمدیہ نے قرآن وحدیث میں سے نکال کر بیان کئے ہیں۔ مگر ان کی عادات جو لکھی ہیں یعنی خلق، رحم، سخاوت، شجاعت، صبر، توکل، وغیرہ یہ سب اچھے اچھے الفاظ ہیں جو علمائے محمدیہ نے ان کی طرف لگائے ہیں لیکن تواریخ محمد کے دیکھنے سے ہر گز یہ اوصاف ان میں نہیں ملتے ہاں جسمانی شجاعت بے شک حضرت میں تھی۔ اس کے سوا تمام عادات برعکس ان میں پائے جاتے ہیں ہاں قرآن میں بعض آیات ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب اچھی صفات ان میں تھیں لیکن یہ دعویٰ ہے اس کا ثبوت واقعات سے دینا چاہیے سو واقعات حضرت کے برعکس ان صفات کے ہیں چنانچہ ناظرین پر بیانات بالا سے ہر ایک صفت کا حال خوب روشن ہو گیا ہوگا۔

۱- میری رائے میں وہ غصہ ور اور زود رنج آدمی تھے چنانچہ جگہ جگہ لکھا ہے کہ اس بات پر غصہ آیا اور اس بات پر غضبناک ہوئے ان سارے مقامات کو جمع کرکے غور کریں تو معلوم ہوگا کہ کہ زودرنج تھے نہ حلیم۔

۲- حالانکہ اپنی تعریف سے بہت خوش ہوتے تھے اور تعظیم طلب بھی تھے یہ جسمانی مزاج کی تاثیر ہے۔

۳۔ مخالف سے نہائت جلا کرتے تھے اور اس کی بیخ کنی کے درپے ہو کر اگر موقع ملتا مرواڈالتے تھے۔

۴۔ ہر امر میں ان کی غرض اوران کا مطلب مقدم تھا نہ خدا کا جلال اور اس کی بزرگی جیسے مسیح کے کاموں اور باتوں میں ہے۔

۵۔ نفسانی لذایذ خاص کر شہوت کے ایسے پابند تھے گویا دنیا میں اسی کام کے لئے آئے تھے۔

۶۔ علم الہیٰ اور آسمانی خیالات سے بالکل ناواقف تھے ان کی باتیں اسی عہد کے خیالات مروجہ سے جو عوام کے خیالات تھے اخذ ہوئی ہیں جن کا بطلان اب علم کی روشنی سے بھی ظاہر ہو گیا اگرچہ خدا کا کلام اس انسانی خیال کو پہلے ہی باطل ٹھیرا چکا ہے۔

۷۔ ابتدائی حال ضرور کچھ شوق الہیٰ بموجب فقرا کے ان کے دل میں پیدا ہوا تھا مگر جب کچھ عروج ہونے لگا تب ان کا حال اچھا نہ رہا سخت دلی اور دنیاوی مزاج ان میں جڑ پکڑ گیا۔

اب ناظرین کو خیال کرنا چاہیے کہ یہ باتیں خدا کے آدمی میں کسی طرح بھی ہو سکتی ہیں کیونکہ خدا کے آدمی میں ضرور ہے کچھ تو تاثیر کلام الہیٰ کی ہو جو نفسانی مزاج کو بدل کر روحانی بناتی ہے اگرچہ کسی جگہ انسانیت کے سبب لغزش بھی ممکن ہے تاہم اکثر درکار ہے چہ جائے کہ وہ شخص جو شفیع المذنبین ہونے کا مدعی ہو۔

اسی واسطے ایک اور انسان کامل دنیا میں آیا جو گناہ موروثی ومکسوبی سے مبرا اور خصائص آسمانی سے محلا تھا جس کے ساتھ کامل الوہیت بھی تھی جس کا نام مسیح الامیر ہے اسی کے پیچھے چلنے سے انسان کی نجات ہو سکتی ہے اگر کوئی اس کے پیچھے بموجب اس بائبل کے نہ جائے تو وہ آدمی ہر گز نجات کا منہ نہ دیکھیگا۔ اگر کوئی شخص سیدنا مسیح کی تواریخ سے بھی واقف ہونا چاہیے ۔ تو ایک کتاب اردو میں قسیس ہنری مارٹن صاحب کے ترجمہ سے مسیح کی لائف کلکتہ باپٹسٹ مشن میں طبع ہوئی ہے اس کو بھی غور سے ملاحظہ کرے۔

اب میں محمد صاحب کا حال خلاصے کے طور پر سنا چکا اور ان کی قال کی طرف توجہ کرتا ہوں اور خدا کا کلام ہر محمدی بات کے ساتھ ساتھ سناتا جاؤنگا تا کہ منصف آدمی مقابلہ کرکے دیکھ لے کہ کونسی بات دنیا میں قبول کرنے کے لائق ہے اور اس دوسری کتاب کا نام تعلیم محمدی ہے۔